عمران سیریز
ون ٹو تھری
ظہیر احمد

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی
طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

محترم قارئین۔

السلام علیکم!

میرا نیا ناول ''ون ٹو تھری'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول اپنے نام کی طرح انوکھا اور انتہائی انفرادیت کا حامل ہے۔ جیسا کہ میں نے پچھلے ناولوں میں اعلان کیا تھا کہ میری اور جناب محمد اشرف قریشی صاحب کی کوشش ہو گی کہ آپ کو ہر ماہ دو ناول پڑھنے کو مل سکیں۔ اس ماہ بھی میں اور جناب محمد اشرف قریشی صاحب لوڈ شیڈنگ کے شدید ترین بحران کے باوجود کامیاب رہے ہیں۔ اس ماہ ناول نمبر انچاس کی باری تھی کیونکہ اگلے ماہ ہمارا پچاسواں ناول جو گولڈن جوبلی نمبر ''گولڈن کرسٹل'' شائع ہونا تھا لیکن یہ ضخیم ناول ابھی تک مکمل نہیں ہو سکا ہے اس لئے آپ کو اس ماہ انچاس نمبر ناول کے ساتھ اکیاون نمبر ناول مل رہا ہے جس کا نام ''ایکشن ایجنٹس'' ہے۔ یہ دونوں ناول بھی ''گولڈن کرسٹل'' کی طرح انتہائی دلچسپ اور انفرادیت کے حامل ہیں جنہیں پڑھ کر آپ محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ رہی بات ''گولڈن کرسٹل'' کی تو اس کے لئے آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ بھی انشاء اللہ جلد ہی آپ کے ہاتھوں میں ہو گا۔

اس کے ساتھ میں آپ سب دوستوں سے یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ آپ ناول میں شائع ہونے والے سوالوں کے جوابات

Downloaded from https://paksociety.com

ایس ایم ایس کے ذریعے بھیجنے کی بجائے خط کے ذریعے بھیجا کریں۔ ایس ایم ایس سے سوالوں کے جواب نہ پورے ملتے ہیں اور نہ ہی آپ کا مکمل ایڈریس ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اکثر قارئین اپنا جواب دس دس، پندرہ پندرہ مرتبہ بھیج دیتے ہیں جس سے سارا معاملہ الٹ کر رہ جاتا ہے۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ انہی قارئین کے جواب قرعہ اندازی میں شامل کئے جائیں گے جو بذریعہ خط اپنا جواب ارسال کریں گے۔ اس ماہ نیا سوال ناول کے آخری صفحات میں شائع کیا جا رہا ہے جس کا جواب آپ بذریعہ خط دے کر قرعہ اندازی میں شامل ہو کر انعام حاصل کر سکتے ہیں۔

ناول پڑھنے سے پہلے اب آپ اپنے چند خطوط ملاحظہ فرما لیں جو دلچسپی کے لحاظ سے کسی بھی طرح سے کم نہیں ہیں۔

رانا بابر امین عطاری، گوجرہ، ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ سے لکھتے ہیں۔ آپ کے والدین کے لئے دعا گو ہوں۔ اللہ تبارک تعالیٰ مرحومین کی بخشش و مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات عطا کرے۔ آمین۔ مزید لکھتے ہیں کہ ظہیر بھائی حال ہی میں آپ کا شیخ چلی کی کہانیوں کا سیٹ منگوا کر پڑھا جو بے حد پسند آیا۔ خصوصاً میری والدہ اور بہن کو تو بے انتہا پسند آیا۔ وہ آپ کی کہانیوں کی بہت تعریف کرتی ہیں کہ آپ ماشاء اللہ بہت اچھا لکھتے ہیں۔ اس بار خط میں نے اپنی بہن کے بے انتہاء اصرار پر لکھا ہے کہ ظہیر بھائی عمران سیریز اور بچوں کے ناول بہت بلکہ بے انتہاء اچھا لکھتے ہیں۔ اب تو یہ حال ہے کہ پہلے میں ہی آپ کے ناول پڑھتا تھا لیکن اب میری والدہ محترمہ اور میری بہن نے بھی آپ کے ناول باقاعدگی سے پڑھنا شروع کر دیئے ہیں۔ آپ کے عمرو عیار، ٹارزن اور شیخ چلی کے خاص نمبر بھی اچھے تھے اور سرخ قیامت نے تو انتہا ہی کر دی ہے۔ اس قدر شاندار ناول شاید ہی کبھی کسی نے لکھا ہو۔ میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ آپ ہر ماہ عمران سیریز کے ساتھ ایک عدد میجر پرمود اور اگلے ماہ کرنل فریدی پر ناول لکھا کریں اس طرح ایک ساتھ ہمیں عمران اور ان دو عظیم کرداروں پر بھی ناول پڑھنے کو مل جائیں گے اور آپ زیرو لینڈ کے کرداروں مثلاً سنگ ہی، تھریسیا، فنچ، نانوتہ اور بوغا جیسے کرداروں پر بھی لکھیں۔ یہ کردار بھی اپنی اہمیت رکھتے ہیں۔ آخر میں آپ سے ایک بات پوچھنی ہے کہ سرخ قیامت میں جو سائنسی اسلحہ استعمال کیا گیا ہے کیا ان کے نام درست ہوتے ہیں یا آپ ان کے نام کوڈز میں لکھتے ہیں۔ امید ہے میرے پچھلے دو خطوط کی طرح اس خط کا بھی آپ ضرور جواب دیں گے۔

جناب رانا بابر امین عطاری صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ میں آپ کی والدہ محترمہ اور بہن کا بھی تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جو میرے ناولوں کو پسند کرتی ہیں۔ آپ نے اپنی اور میری بہن کے کہنے پر مجھے خط لکھا اس کے لئے تو میں آپ دونوں کا انتہائی مشکور ہوں۔ بس مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھا

کریں۔ آپ نے خط میں بہت سی باتیں لکھیں ہیں جن کے میں آپ کو مختصر سے جوابات دے دیتا ہوں۔ آپ نے کہا ہے کہ میں زیرو لینڈ کے کرداروں پر بھی لکھوں تو اس کے لئے عرض ہے جن کرداروں کے آپ نے نام لکھے ہیں یہ سب کے سب ماسوائے بوغا کے گولڈن جوبلی نمبر ''گولڈن کرسٹل'' میں پیش کئے جا رہے ہیں۔ رہی بات سرخ قیامت میں اسلحہ کی تو جناب سائنس اس قدر ترقی کر چکی ہے کہ اس سے بھی طاقتور اور خطرناک سائنسی اسلحہ دنیا میں موجود ہے۔ اسلحہ کے بارے میں چونکہ تفصیل سے نہیں لکھا جا سکتا ہے اس لئے ظاہر ہے ان کے کوڈز سے ہی کام چلانا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے مجھے میجر پرمود اور کرنل فریدی پر بھی الگ الگ ناول لکھنے کا کہا ہے تو اس کی بھی کوششیں جاری ہیں۔ فی الحال تو یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ ہر ماہ آپ کو باقاعدگی سے عمران سیریز کے دو نئے ناول دیئے جا سکیں۔ ہماری یہ کوششیں کب تک باور آور ثابت ہوتی ہیں یہ تو وقت ہی بتا سکتا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

شاہد امین، محمد تنویر۔ فورٹ عباس ضلع بہاولنگر سے لکھتے ہیں ہم آپ کے ناول تقریباً ایک سال سے پڑھ رہے ہیں۔ آپ اچھا لکھتے ہیں اور بڑے نپے تلے انداز میں کہانی کو آگے بڑھاتے ہیں۔ جس سے کہانی کا ٹمپو برقرار رہتا ہے۔ کہانی کے تمام لوازمات جیسا کہ مزاح، سسپنس، ایکشن وغیرہ ہمہ تن موجود ہوتے ہیں اور کہانی کے کردار و واقعات کسی طور پر فرضی محسوس نہیں ہوتے۔ کہانی غیر محسوس انداز میں آگے بڑھتی ہوئی حقیقت کے قریب تر محسوس ہوتی ہے۔ آپ کے شاہکار ناول۔ ونڈر لینڈ، ساکا کارا، ٹائم کلر، ڈینجرس جولیانا اور حال میں ملنے والا 'سرخ قیامت' نے تو واقعی قیامت ہی ڈھا دی ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی ایسے ہی شاہکار ناول تخلیق کرتے رہیں گے۔ آپ نے سوالات کا سلسلہ شروع کر کے انتہائی ذہانت کا ثبوت دیا ہے۔ اس طرح ہماری سوچ کی بھی اوور ہالنگ ہوتی رہتی ہے۔ پچھلے سوال کا جواب جناب 'فیاض حسین صاحب' نے بہت اچھے انداز میں دیا تھا اسی طرح اس ماہ ہم چند دوستوں نے بھی آپ کے سوال کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔

جناب شاہد امین اور جناب محمد تنویر صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ ہر مصنف کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ قارئین کے مزاج اور ان کے معیار کو مدنظر رکھتے ہوئے ناول تخلیق کرے اور ایسا ناول تخلیق کرے جو نہ صرف قارئین کے دلوں میں گھر کر لے بلکہ اس ناول کی یاد تادیر ان کے دلوں میں تازہ رہے۔ میں بھی ایسی ہی کوشش کر رہا ہوں اور ابھی تو میری عمران سیریز کی دنیا میں طفلِ مکتب کی سی حیثیت ہے اس لئے میری کوشش ہوتی ہے کہ میں جب بھی لکھوں سابقہ ناولوں سے ہٹ کر اور انتہائی انوکھے انداز میں لکھوں لیکن جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ جاسوسی ادب کا دائرہ انتہائی محدود ہے اس لئے اس موضوع پر لکھنے کے لئے وسیع

کنجوس نہیں ہوتا لیکن اس کے باوجود میں اپنی کوششیں کرتا رہتا ہوں اور میری یہی کوششیں کامیاب ہو کر آپ سے داد تحسین حاصل کرتی ہیں جو میرے لئے انتہائی مسرت کا باعث بنتی ہیں۔ آپ نے سوال کا درست جواب دیا ہے۔ انشاء اللہ اگلے ماہ آپ کا خط قرعہ اندازی میں ضرور شامل ہو گا اور اگر آپ کے نام کا قرعہ نکلا تو پھر آپ کو انعام ضرور دیا جائے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے!

اللہ آپ سب کا نگہبان ہو۔ (آمین)

آپ کا مخلص

ظہیر احمد

عمران سٹنگ روم کے صوفے پر بیٹھا صبح کا اخبار دیکھ رہا تھا۔ ناشتہ کرنے کے بعد عمران کافی دیر سے اخبار دیکھ رہا تھا اس نے اخبار کی ہیڈ لائنز سمیت تمام چھوٹی چھوٹی خبریں بھی پڑھ لی تھیں لیکن اس کے باوجود وہ اپنے سامنے یوں اخبار پھیلائے بیٹھا تھا جیسے وہ پورا اخبار حفظ کرنا چاہتا ہو۔

ناشتے کے بعد سلیمان اسے ایک کپ چائے بنا کر دے گیا تھا جو عمران کے سامنے میز پر پڑی پڑی ٹھنڈی ہو گئی تھی لیکن عمران نے چائے کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا۔ عمران کو اخبار پڑھتے دیکھ کر سلیمان بازار سے سودا سلف لینے چلا گیا تھا اور اب وہ آدھے گھنٹے کے بعد واپس آیا تو اسے عمران اسی طرح اخبار پڑھنے میں مصروف نظر آیا۔ عمران کے سامنے پڑی ہوئی چائے ٹھنڈی ہو کر اپنا رنگ بدل چکی تھی۔

"آج اخبار میں ایسی کون سی خبر آ گئی ہے جس کی وجہ سے آپ اخبار چھوڑنے کا نام ہی نہیں لے رہے ہیں"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارے لئے ضرورت رشتہ کا اشتہار ڈھونڈ رہا ہوں پیارے۔ میں نے ہر خبر کئی بار پڑھ لی ہے لیکن اخبار کے کسی کونے میں بھی ضرورت رشتہ کا کوئی اشتہار نہیں ہے۔ لگتا ہے کہ اب دنیا میں لڑکوں اور لڑکیوں کی کمی ہو گئی ہے۔ نہ کسی لڑکے نے کسی لڑکی کے لئے ضرورت رشتہ کا اشتہار چھپوایا ہے اور نہ ہی کسی لڑکی کے لئے کسی این جی او نے کسی رشتے کا اشتہار ہے۔ ورنہ اس اخبار میں ستر ستر سالہ بوڑھوں اور اسی اسی سالہ بوڑھیوں کے بھی رشتوں کے اشتہار آتے رہتے تھے لیکن آج کا اخبار خالی ہے۔ لگتا ہے جیسے جوانوں کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کی بوڑھیوں اور بوڑھوں کے رشتے طے ہو گئے ہیں اور اب نہ تمہارے لئے کوئی بچی ہے اور نہ میرے لئے"...... عمران نے اخبار سے سر اٹھائے بغیر مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"تو کیا آپ میرے لئے کسی بڑھیا کا رشتہ تلاش کر رہے تھے"...... سلیمان نے چونک کر پوچھا۔

"تھا نہیں کر رہا ہوں پیارے۔ کر رہا ہوں۔ تھا کہہ کر تم میری محنت اور میرے ارمانوں پر پانی تو نہ پھیرو۔ اس تھا کو سن کر ایسا لگتا ہے جیسے میں تمہارے مستقبل سے مایوس ہو گیا ہوں اور اب

تمہارے لئے کوئی رشتہ تلاش ہی نہیں کروں گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں جناب۔ آپ میرے لئے بڑھیا کا رشتہ کیوں ڈھونڈ رہے ہیں۔ کیا میرے لئے کوئی بھی کنواری اور جوان لڑکی باقی نہیں ہے"...... سلیمان نے کہا۔

"یہاں بڑھیا تو کیا کسی بیوہ اور بانجھ کا بھی رشتہ نہیں ہے اور تم جوان لڑکی کی بات کر رہے ہو اور تم اپنی عمر بھی تو دیکھو تمہاری سو سالہ زندگی سے اگر چند سال نکال دیئے جائے تو تم بھی بڈھے کھوسٹ دکھائی دیتے ہو۔ تمہیں کسی جوان لڑکی سے شادی کر کے اس کی زندگی خراب کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ جتنی تمہاری عمر ہے تم اسی حساب سے اپنے لئے کوئی بڑھیا ڈھونڈو بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ کوئی ایسی بڑھیا ڈھونڈو جو انتہائی مالدار ہو اور جس کی ٹانگیں قبر میں لٹک رہی ہوں۔ اس بڑھیا سے شادی کر کے تم اس کی موت کا انتظار کرنا۔ وہ مرے گی تو اس کی ساری جائیداد خود بخود تمہیں مل جائے گی۔ تم دولت مند ہو جاؤ گے تو مجھے بھی اپنا مالک ہونے کے ناطے مایوس نہیں کرو گے اور اپنی دولت میں سے کچھ حصہ میرے نام بھی کر دو گے"...... عمران نے کہا۔

"واہ واہ۔ میں کیوں کروں آپ کے نام اپنی دولت۔ جو بھی دولت ہو گی وہ میری ہو گی صرف میری"...... سلیمان نے بڑی بوڑھیوں کی طرح ہاتھ نچا کر کہا۔

''چلو کوئی بات نہیں۔ اس بہانے تم اس بات کے لئے تو راضی ہوئے کہ تم کسی بڑھیا سے شادی کرنے کے لئے تیار ہو''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''مم مم۔ میں نے ایسا کب کہا ہے''...... سلیمان نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''دولت مند ہونا اتنا آسان نہیں ہے پیارے۔ اس کے لئے اپنی زندگی میں بہت سی قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ کسی بیوہ اور مجبور عورت کا سہارا بننا پڑتا ہے۔ جب تک تم کسی مالدار بیوہ اور مجبور عورت جو اپنی دولت نہ سنبھال سکتی ہو کا سہارا نہیں بن جاتے تمہیں اس کے ساتھ کسی چوکیدار کی طرح رہنا ہوگا۔ اس کے بڑھاپے کی لاٹھی بننا ہوگا اور اس کے آرام اور سکون کے ساتھ اس کے دوا دارو کا بھی خیال رکھنا پڑے گا یہ الگ بات ہے کہ جس دن تم اپنی بوڑھی بیوی سے تنگ آ جاؤ اور اسے دوا کی جگہ زہر دے دو لیکن بہرحال دولتمند بننے کے لئے تمہیں کسی بڑھیا کا ہی ہاتھ تھامنا پڑے گا چاہے وہ صد سالہ ہی کیوں نہ ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھے ایسی دولت پانے کا کوئی شوق نہیں ہے اس لئے آپ میرے لئے کسی بڑھیا کے اشتہار دیکھنا بند کر دیں۔ میں اپنے لئے خود کسی حور پری کو تلاش کر لوں گا''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''پریوں کی تلاش کے لئے تمہیں پرستان جانا پڑے گا۔ جہاں تم

سے زیادہ حسین اور جوان پری زاد ہیں۔ وہ بھلا تمہیں اپنی کسی پری سے شادی کیوں کرنے دیں گے۔ ہاں رہی بات حوروں کی تو وہ تمہیں ضرور مل سکتی ہیں لیکن اس کے لئے بھی تمہیں اپنی جان دینی ہوگی۔ حوریں صرف جنت میں پائی جاتی ہیں اور جنت میں جانے کے لئے نیک اعمال کرنے پڑتے ہیں۔ اعمال اچھے ہوں یا برے اس کا تو اللہ تعالیٰ کو پتہ ہوگا لیکن تمہارے اعمال اچھے ہیں یا برے یہ جاننے کے تمہیں اپنی جان سے ضرور ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ میں تو کہتا ہوں کہ تم کل کی بجائے آج ہی خودکشی کر لو۔ باہر جا کر کسی گاڑی کے نیچے آ جاؤ۔ یا کسی بلند چھت پر جا کر نیچے چھلانگ لگا دو۔ مرنے کے بعد تمہیں یہ ضرور پتہ چل جائے گا کہ تمہارے اعمال اچھے ہیں یا برے۔ اچھے ہوئے تو تم جنت میں چلے جاؤ گے اور تمہیں حوریں بھی مل جائیں گی اور اگر تمہارے اعمال برے نکلے تو پھر تمہاری قسمت''...... عمران کی زبان ایک بار چلنے پر آئی تو نان سٹاپ چلتی ہی چلی گئی۔

''تو اب آپ مجھے مارنا چاہتے ہیں۔ کیوں''...... سلیمان نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''تم اپنی موت مر جاؤ تو زیادہ اچھا ہے ورنہ تمہیں ہلاک کر کے میں کہاں تھانے کچہریوں کے دھکے کھاتا پھروں گا۔ تمہیں ہلاک کرنے کے بعد مجھے جھوٹ کا بھی سہارا لینا پڑے گا کہ تم نے میری دولت حاصل کرنے کے لئے مجھے چائے میں زہر ملا کر دیا تھا جو

چائے کے ساتھ پڑا پڑا ٹھنڈا ہو گیا ہے۔ تم چونکہ چائے ٹھنڈی پینے کے عادی ہو اس لئے تم نے غلطی سے زہریلی چائے خود ہی پی لی تھی۔ چائے پینے کے بعد تمہیں یاد آیا تھا کہ تم نے اس چائے میں میرے لئے زہر ملایا تھا''...... عمران نے کہا۔

''ان سب بے تکی اور فضول باتوں کا مطلب کیا ہے۔ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں''...... سلیمان نے عمران کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا جیسے واقعی اسے عمران کی ان بے تکی باتوں کی کچھ سمجھ نہ آ رہی ہو۔

''پیارے بھائی جان۔ چائے ٹھنڈی ہو گئی ہے۔ اگر اسے گرم کر کے لا دو تو میں تمہارے لئے چاند سی دلہن تلاش کر کے لا دوں گا چاہے اس کے لئے مجھے چاند پر ہی سیڑھی لگا کر کیوں نہ جانا پڑے''...... عمران نے کہا۔

''چاند پر سیڑھی۔ چاند پر اگر سیڑھی لگائی جا سکتی تو پھر دنیا کا ہر فرد اس دنیا میں رہنے کی بجائے چاند پر ہی جا کر رہنا شروع کر دے گا جہاں کم از کم لوڈ شیڈنگ تو نہیں ہوتی''...... سلیمان نے کہا۔

''شکر کرو۔ چاند کی روشنی کا حکومت وقت کو نہیں پتا ورنہ چاند پر لوڈ شیڈنگ ہو نہ ہو حکومت چاند کو مسلسل روشن رہنے کی وجہ سے اتنے بڑے بڑے بل بھیج دے گی کہ چاند خود ہی ہمیشہ کے لئے تاریک ہو جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''میں شکر کیوں کروں۔ یہ شکر چاند کو کرنا چاہئے جو لوڈ شیڈنگ سے بھی بچا ہوا ہے اور بڑے بڑے بلوں سے بھی۔ یہاں میں ہی ایک بے چارہ پھنسا ہوا ہوں میں بجلی کا اتنا استعمال بھی نہیں کرتا اور بل اتنے بڑے بڑے آ جاتے ہیں کہ مجھے یوں لگتا ہے جیسے میں نے فلیٹ میں ایک ساتھ کئی ہیوی ڈیوٹی مشینیں لگا رکھی ہوں۔ توبہ توبہ اللہ ہی بچائے ان بلوں سے''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''مگر تم تو مجھ غریب عوام پر ظلم نہ کرو پیارے۔ مجھے چائے گرم کر کے لا دو ورنہ میں گرم گرم چائے کی آس میں مر گیا تو پھر تمہاری سابقہ تنخواہیں تمہیں کبھی نہیں مل سکیں گی جس کی وجہ سے تم بھی بھوک اور افلاس سے مر جاؤ گے اور وہ بھی کنوارے''...... عمران نے کہا۔

''کنوارا مریں میرے دشمن۔ میں کیوں مرنے لگا۔ میں نے تو اپنے پاس اتنا کچھ اکٹھا کر رکھا ہے کہ میں ایک ساتھ چار شادیاں کر سکتا ہوں''...... سلیمان نے دانت نکال کر کہا اور عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''چچ۔ چچ۔ چار شادیاں وہ بھی ایک ساتھ''...... عمران نے ہکلانے کی شاندار اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ چار شادیاں۔ آپ کی قسمت میں تو شاید ایک بھی نہیں ہے''...... سلیمان نے کہا۔

"بھلے آدمی۔ اس دور میں ایک ہی شادی ہو جائے تو غنیمت ہے اور تم چار چار شادیوں کی بات کر رہے ہو۔ اس کے لئے تو تمہارے پاس لاکھوں کروڑوں ہونے چاہئیں۔ کہاں سے لاؤ گے اتنی دولت"...... عمران نے کہا۔

"دولت کی میرے پاس کوئی کمی نہیں ہے۔ آپ بھوکے نہ رہیں اور آپ کو اچھے سے اچھا کھانے اور پہننے کے لئے بہترین لباس ملتا رہے اس کے لئے اماں بی اور بڑے صاحب چپکے سے مجھے بلا کر آپ کے لئے کچھ نہ کچھ دے دیتے ہیں جو میں ان کے حکم پر بظاہر آپ پر ہی خرچ کرتا رہا ہوں مگر"...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران اچھل پڑا۔

"کیا کہا۔ اماں بی اور ڈیڈی میرے لئے تمہیں رقم دیتے ہیں"...... عمران نے اس کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"رقم نہیں رقمیں کہیں رقمیں"...... سلیمان نے کہا۔

"اماں بی کتنی رقم دیتی ہیں اور ڈیڈی کتنی"...... عمران نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہر ہفتے دونوں طرف سے لاکھ دو لاکھ کے چیک مل جاتے ہیں۔ جنہیں میں اپنے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرا کے آپ کے لئے اتنا نکال لاتا ہوں کہ آپ کو دو وقت کی دال روٹی اور چائے کے دو چار کپ پلا سکوں"...... سلیمان نے سادہ سے لہجے میں کہا اور عمران

نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔

"مطلب ہر مہینے تم اماں بی اور ڈیڈی سے آٹھ دس لاکھ اینٹھ لیتے ہو میرے نام پر"...... عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں کیا کروں آپ کا وفادار ہوں نا آپ کا بھلا سوچنا بھی میرا ہی کام ہے۔ میں اماں بی اور بڑے صاحب کے سامنے جا کر آپ کے لئے ایسی اداکاری کرتا ہوں کہ ان دونوں کے دل پسیج جاتے ہیں اور وہ اپنے لاڈلے بیٹے کے لئے بغیر سوچے سمجھے چیک کاٹ کر دے دیتے ہیں"...... سلیمان نے مسکرا کر کہا۔

"کب سے یہ سلسلہ چل رہا ہے"...... عمران نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"زیادہ نہیں دو سالوں سے میں انہیں آپ کی فرضی بیماری کا بتا رہا ہوں اور وہ آپ کی جان بچانے کے لئے مجھے کچھ نہ کچھ دے دیتے ہیں"...... سلیمان نے اسی انداز میں کہا۔

"بیماری۔ مجھے کون سی بیماری ہے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"یہ کہ آپ کو بلڈ کینسر ہے۔ آپ کے دل میں سوراخ ہے اور آپ کے پھیپھڑوں میں انفیکشن ہے جس کی وجہ سے آئے دن آپ کو پاکیشیا کے سب سے مہنگے ترین ہسپتالوں میں علاج معالجے کے لئے جانا پڑتا ہے جہاں آپ کے ٹیسٹ لئے جاتے ہیں اور ان ٹیسٹوں کی وجہ سے آپ پر ماہانہ دس سے بیس لاکھ کا خرچ آ جاتا ہے"...... سلیمان نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''مطلب میں انتہائی جان لیوا بیماریوں میں مبتلا ہوں اور اس کا مجھے پتہ ہی نہیں''...... عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''آپ کو پتہ ہو نہ ہو مجھے تو پتہ ہے نا''...... سلیمان نے مسکرا کر کہا۔

''ہونہہ۔ اگر مجھے اتنی ہی بیماریاں لاحق ہیں تو ڈیڈی اور اماں بی نے آج تک میرا پتہ کیوں نہیں لیا۔ مجھے چھینک بھی آ جائے اور اس کا اماں بی کو پتہ چل جائے تو وہ ننگے پاؤں دوڑی آتی ہیں۔ اب تمہارے کہنے کے مطابق میں گردن تک قبر میں پہنچ چکا ہوں تب بھی اماں بی اور ڈیڈی نے ایک بار بھی آ کر مجھ سے میری حالت دریافت نہیں کی۔ ایسا کیوں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ تو آنا چاہتے ہیں بلکہ اماں بی اور بڑے صاحب آپ کو یہاں سے کوٹھی بھی شفٹ کرنا چاہتے ہیں۔ بڑے صاحب کا کہنا ہے کہ آپ ایک بار ان کی بات مان لیں اور واپس کوٹھی میں آ جائیں تو وہ آپ کے علاج کے لئے پوری دنیا کے اعلیٰ ترین ڈاکٹرز اکٹھے کر لائیں گے اور اگر آپ کے علاج کے لئے آپ کو پوری دنیا کے ہسپتالوں میں بھی لے جانا پڑے تو وہ آپ کو لے جائیں گے اور اپنی ساری دولت آپ کی زندگی کے لئے پانی کی طرح بہا دیں گے۔ مگر''...... سلیمان نے کہا اور مگر کہہ کر خاموش ہو گیا۔

''مگر۔ مگر کیا''...... عمران نے پوچھا۔

''میں نے انہیں بتایا تھا کہ آپ خوددار ہیں۔ آپ ان کی مدد قبول نہیں کریں گے۔ نہ آپ انہیں اپنی بیماری کے بارے میں کچھ بتائیں گے اور نہ ہی کسی کی مدد لیں گے۔ میں نے تو ان سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اگر آپ کو اس بات کا پتہ چلا کہ میں آپ کے علاج کے لئے ان سے رقمیں لاتا ہوں تو آپ وہ بھی لینے سے انکار کر دیں گے اور اپنا علاج کرانے کی بجائے فلیٹ میں تڑپ تڑپ کر اپنی جان دے دیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اماں بی اور بڑے صاحب دل پر پتھر رکھ کر یہاں آنے سے رکے ہوئے ہیں اور متواتر آپ کے علاج معالجے کا خرچ اٹھا رہے ہیں تاکہ آپ زندہ رہ سکیں''...... سلیمان نے کہا اور عمران غرا کر رہ گیا۔

''تو اب تم جھوٹ کا سہارا لے کر میرے ماں باپ کو لوٹ کر اپنی تجوریاں بھر رہے ہو''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''اپنی تجوریاں کہاں بھر رہا ہوں میں۔ جو بھی ملتا ہے آپ کے کھانے اور چائے پانی پر ہی خرچ ہو جاتا ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''تم کہنا چاہتے ہو کہ ہر ماہ دس بیس لاکھ میرے دو وقت کے کھانے اور چائے پر خرچ ہو جاتا ہے''...... عمران نے اسے گھور کر کہا۔

''جی ہاں۔ میں اماں بی اور بڑے صاحب سے جو بھی لیتا ہوں

اس کا پورا حساب انہیں دیتا ہوں۔ جا کر میرا انہیں دیا ہوا پورا حساب چیک کر لیں حرام ہے جو اس میں میرے کسی ایک خرچے کا بھی ذکر ہو''...... سلیمان نے کہا۔

''ہاں۔ اپنے خرچوں کا تم انہیں حساب کیوں دینے لگے۔ کوئی بات نہیں پیارے۔ میں آج ہی جا کر اماں بی اور ڈیڈی سے مل کر انہیں ساری سچائی بتا دیتا ہوں۔ پھر دیکھنا اماں بی اور ڈیڈی تمہارا کیا حشر کرتے ہیں''...... عمران نے اسے دھمکی دینے والے انداز میں کہا۔

''سوچ لیں۔ اگر آپ اماں بی اور بڑے صاحب سے جا کر ملے تو پھر ان کی طرف سے مجھے کچھ بھی نہیں ملے گا۔ مجھے کچھ نہیں ملے گا تو پھر آپ کا دو وقت کا کھانا اور چائے پانی سب بند ہو جائے گا پھر اپنے لئے آپ کو خود ہی جا کر باہر سے بھیک مانگنی پڑے گی۔ میرا کیا ہے۔ میں نے جو جمع کر رکھا ہے اس سے میں دس بیس سال تو آسانی سے گزار ہی لوں گا''...... سلیمان نے کہا اور عمران بے اختیار اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

''تو نوبت میرے بھیک مانگنے تک آ جائے گی''...... عمران نے کراہ کر کہا۔

''جی ہاں۔ آپ کو اپنا پیٹ بھرنے کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا نا چاہے باہر جا کر محنت مزدوری کریں۔ بوجھ اٹھائیں یا پھر لولا لنگڑا یا اندھا بن کر بھیک مانگیں کیا فرق پڑتا ہے''۔ سلیمان

نے ڈھٹائی سے کہا۔

''لگتا ہے میں جو کہتا پھرتا ہوں کہ حقیر فقیر بندہ پر تقصیر علی عمران ہوں۔ تم مجھے حقیقت میں حقیر اور فقیر بنانے پر تل گئے ہو''۔ عمران نے کہا۔

''میں تو نہیں تلا آپ خود ہی اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنا چاہیں تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ اگر آپ محنت مزدوری اور بھیک مانگنے سے بچنا چاہتے ہیں تو اماں بی اور بڑے صاحب سے میں نے جو سلسلہ چلا رکھا ہے وہ خاموشی سے چلنے دیں۔ خود بھی کھائیں اور مجھے بھی کچھ جمع کرنے دیں۔ ہو سکتا ہے کہ بعد میں وہی بچا کھچا ہمارے بڑھاپے میں کام آ جائے''...... سلیمان نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

''چلو بڑھاپے کا کہہ رہے ہو تو میں تمہاری بات مان لیتا ہوں اور اپنی زبان پر تالا لگا لیتا ہوں۔ نہ میں اماں بی سے ملوں گا اور نہ ڈیڈی سے۔ تم انہیں اینٹھتے رہو میں سوپر فیاض کو چونا لگاتا رہوں گا۔ سوپر فیاض سے مل کر میں اسے تمہاری ایسی ایسی خطرناک بیماریوں کا بتا کر اس کی دولت حاصل کروں گا کہ اس نے خواب میں بھی ان بیماریوں کے نام تک نہیں سنے ہوں گے''۔ عمران نے کہا تو سلیمان کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

''یہ ہوئی نہ عقلمندوں والی بات۔ بس آج سے ہم دونوں تہیہ کر لیتے ہیں۔ میں آپ کے بہانے بڑے صاحب اور اماں بی کو ٹھگتا

رہوں گا آپ سوپر فیاض کو چونا لگاتے رہیں۔ بہت جلد ہمارے پاس اتنی دولت اکٹھی ہو جائے گی کہ ہم کسی دوسرے ملک میں جا کر دو دو شادیاں اکٹھی کر لیں گے''...... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''ابھی کہہ رہے تھے کہ جو جمع کر رہے ہو وہ میرے اور تمہارے بڑھاپے کے لئے ہو گا اور اب کہہ رہے ہو کہ دو دو شادیاں کر لیں گے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بڑھاپے کے بعد مرنا تو ہے ہی تو کیوں نہ مرنے سے پہلے ہم اپنے جنازے بھی جائز کرا لیں۔ ایک شادی کریں گے تو ایک جنازہ جائز ہو گا دو سے ہمارے جنازے بھرپور انداز میں جائز ہو جائیں گے اور پھر قبر میں منکر نکیر ہم سے ان ہیرا پھیریوں کا حساب لینے بھی نہیں آئیں گے جو ہم نے دوسروں سے کی ہوں گی۔ ہو سکتا ہے جنازہ بھرپور جائز ہونے کی وجہ سے وہ ہماری بخشش کرا دیں''...... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''اگر ایسے ہی منکر نکیر کے سوالوں سے بچا جا سکتا ہوتا تو ہر انسان دس دس شادیاں کرا لیتا تا کہ محشر کے دن بھی اپنی بخشش کرا سکے''...... عمران نے کہا تو سلیمان بھی ہنس پڑا۔ ابھی ان کی نوک جھونک جاری تھی کہ میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''لو ابھی قبروں میں گئے نہیں اور کوئی فرشتہ پہلے ہی ہم سے

حساب کتاب مانگنے کے لئے آ گیا ہے اور وہ بھی سیل فون پر''۔ عمران نے کہا۔

''تو آپ اسے اپنا حساب دیں میں تو چلا کچن میں''۔ سلیمان نے کہا اور اس نے میز پر پڑی ہوئی ٹھنڈی چائے کا کپ اٹھایا اور کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

''لیں ایڈوانس حساب بے باک کرانے والا حقیر فقیر، بندہ پر تقصیر علی عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے سیل فون اٹھا کر کال رسیو کر کے سیل فون کان سے لگا کر مخصوص لہجے میں کہا۔

''عم۔ عم۔ عمران''...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔ جولیا کی آواز میں قدرے لڑکھڑاہٹ تھی جیسے اس کے منہ سے بڑی مشکل سے آواز نکل رہی ہو۔

''ارے۔ تمہاری آواز کو کیا ہوا۔ تم اس انداز میں کیوں بول رہی ہو''...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

''مم مم۔ میں خطرے میں ہوں عمران۔ مم مم۔ میں مر رہی ہوں۔ مجھے بچا لو''...... جولیا کی اسی طرح سے لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔ عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے جولیا نے بے حساب چڑھا رکھی ہو اور اس سے بولا ہی نہ جا رہا ہو۔ اب واقعی عمران کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

''کیا ہوا ہے تمہیں جلدی بتاؤ''...... عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''ون ٹو تھری''...... جولیا کی لڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ون ٹو تھری۔ کیا مطلب۔ میں تم سے پوچھ رہا ہوں کہ تمہیں کیا ہوا ہے اور تم مجھے گنتی سنانے لگ گئی ہو''...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

''اینڈ۔ اینڈر۔ مم مم۔ مجھے ڈبل اینڈر۔ تت۔ تت۔ تم جلدی آ جاؤ پلیز''...... جولیا نے جیسے زبردستی بولتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں شدید نقاہت محسوس ہو رہی تھی جس کی وجہ سے اس کے سے ٹھیک طور پر بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔

''کیا ڈبل اینڈر۔ بولو۔ کیا کہنا چاہتی ہو''...... عمران نے جولیا کی شدید نقاہت بھری آواز سن کر انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

''مم۔مم۔ میں مر رہی ہوں عمران۔ مجھے بچا لو پلیز''...... جولیا نے کہا اور پھر دوسری طرف سے یکلخت رابطہ ختم ہو گیا۔ اس طرح اچانک رابطہ ختم ہوتے دیکھ کر عمران بوکھلا گیا۔

''جولیا۔ جولیا''...... عمران نے تیز آواز میں جولیا کو آوازیں دیں لیکن چونکہ دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تھا اس لئے بھلا جولیا اسے کیسے جواب دے سکتی تھی۔ عمران نے سیل فون کان سے ہٹایا اور تیزی سے جولیا کے سیل فون پر بیک کال کرنے لگا۔ دوسری طرف بیل بجنے کی آواز سنائی دی تو عمران کے چہرے پر قدرے اطمینان آ گیا۔ بیل مسلسل بج رہی تھی لیکن جولیا کال رسیو نہیں کر رہی تھی۔

''فون اٹھاؤ جولیا۔ فون اٹھاؤ جلدی''...... عمران نے بڑی بے چینی کے عالم میں کہا لیکن دوسری طرف سے جولیا فون اٹنڈ نہیں کر رہی تھی۔ عمران نے فون آف کر کے ایک بار پھر جولیا کے نمبر پریس کئے۔ دوسری بار بھی بیل جاتی رہی لیکن جولیا فون اٹنڈ نہیں کر رہی تھی۔ اب تو عمران کے چہرے پر سچ مچ پریشانی اور بوکھلاہٹ کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ اس نے فوراً سیل فون آف کر کے جیب میں ڈالا اور تیزی سے اپنے کمرے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

کچھ ہی دیر میں وہ تیار ہو کر فلیٹ سے نکل کر اپنی سرخ رنگ کی ٹو سیٹر سپورٹس کار میں جولیا کے فلیٹ کی جانب اڑا جا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بدستور سوچ اور تذبذب کے تاثرات نمایاں تھے اور اس کے کانوں میں جولیا کے الفاظ گونج رہے تھے کہ مجھے بچا لو۔ میری زندگی خطرے میں ہے۔ عمران کو نجانے کیوں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اب وہ جولیا کو کبھی نہیں دیکھ سکے گا اس نے فون پر جولیا کی جو آواز سنی تھی وہ اس نے جیسے آخری بار ہی سنی تھی۔

"مجھے فائل نمبر ایک سوتیئس کی ضرورت ہے۔ اگلے ایک ہفتے تک مجھے یہ فائل مل جانی چاہیے۔ اس کے لئے تم چاہے پاکیشیا میں جا کر اس فائل کی تلاش کے لئے زمین آسمان ایک کر دو۔ وہاں آگ کا طوفان برپا کر دو یا سینکڑوں لاشیں گرا دو لیکن ایک ہفتہ۔ صرف ایک ہفتہ۔ اس ایک ہفتے میں مجھے فائل مل جانی چاہیے۔ اس سلسلے میں، میں تمہاری ایک بھی تاویل نہیں سنوں گا اور نہ ہی تمہارے منہ سے ناکامی کا لفظ سننا پسند کروں گا۔ اگر تم دونوں پاکیشیا سے فائل ون ٹو تھری نہ لا سکے تو پھر تمہیں واپس کافرستان آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تم وہیں اپنا بندوبست کر لینا۔ اگر تم خالی ہاتھ واپس آئے تو پھر تمہیں مجھ سے بچنے کے لئے کافرستان میں کوئی پناہ گاہ نہیں ملے گی۔ میں تمہیں ڈھونڈ کر تمہارے ٹکڑے اُڑا دوں گا"...... سفید بالوں والے ایک ادھیڑ عمر

نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے ایک نوجوان جوڑے کی جانب دیکھتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا جو اس کے سامنے سہمے ہوئے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔

ادھیڑ عمر کا تعلق کافرستان کی فعال اور انتہائی طاقتور ایجنسی بلیک مون سے تھا جس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ اس ایجنسی کا ہر ایجنٹ انتہائی ذہین، زیرک اور شاطر ترین ہے جو اپنا ہر مشن اپنی پوری طاقت سے اور انتہائی تیز رفتاری سے پورا کرتا تھا۔ یہ ایجنسی کافرستان میں حال ہی میں قائم کی گئی تھی اور اس ایجنسی نے کافرستان کے لئے ایسے ایسے مشن سرانجام دیئے تھے جو اب تک کافرستان کی سیکرٹ سروس اور دوسری ایجنسیاں انجام نہ دے سکی تھیں۔ اس لئے بلیک مون ایجنسی کا نام جلد ہی شہرت کی بلندیوں کو چھونا شروع ہو گیا اور کافرستانی حکام بلیک مون ایجنسی پر حد سے زیادہ بھروسہ کرتے ہوئے ہر چھوٹا بڑا مشن اسی ایجنسی کے سپرد کر دیتے تھے۔

بلیک مون ایجنسی کا سربراہ کرنل سنگرام تھا جو انتہائی ذہین اور تیز طرار انسان تھا۔ وہ سخت گیر ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی اصول پسند بھی تھا۔ اس نے کافرستان کی سیکرٹ سروس کے ساتھ ساتھ ملٹری سیکرٹ سروس اور کافرستان کی کئی نامور ایجنسیوں سے اپنے لئے ایجنٹ چنے تھے اور انہیں باقاعدہ پرکھ کر اور ان کی اپنے انداز میں تربیت کر کے اپنی ایجنسی میں شامل کیا تھا۔ اس نے بلیک مون

میں شامل ہونے والے تمام ایجنٹوں کو سختی سے کہہ رکھا تھا کہ وہ ناکامی کے لفظ سے شدید نفرت کرتا ہے۔ وہ اپنے ایجنٹوں کو جب بھی کوئی مشن دیتا تھا تو انہیں صرف کامیابی حاصل کرنے کا ہی حکم دیتا تھا تاکہ بلیک مون کے ایجنٹ اپنے مشن پورا کرنے کے لئے اپنی جان لڑا سکیں۔ کرنل سنگرام ہر ایجنٹ کو مشن پر بھیجنے سے پہلے اسے بتا دیتا تھا کہ اسے مشن ہر حال میں مکمل کرنا ہے۔ اپنا مشن ادھورا چھوڑنے یا ناکام ہونے والے وہ کسی بھی ایجنٹ کو معاف نہیں کرتا تھا۔ ایک دو بار اس کی ایجنسی میں آنے والے نئے ایجنٹوں نے اپنے مشن ادھورے چھوڑ دیئے تھے تو کرنل سنگرام ان پر شدید برہم ہوا تھا اور پھر اس نے ان ایجنٹوں کو اپنے ہاتھوں سے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ کرنل سنگرام کا کہنا تھا کہ وہ کسی بھی صورت میں اپنے اصولوں سے ہٹ کر سمجھوتا نہیں کر سکتا۔ اس کے لئے بلیک مون کے تمام ایجنٹ ایک جیسے ٹاپ ایجنٹ تھے جنہیں وہ ایک جیسی ہی مراعات دیتا تھا اس لئے ناکامی کی صورت میں وہ کسی کو بھی معاف نہیں کرتا تھا۔

اب اس نے اپنی ایجنسی کے دو ٹاپ ایجنٹوں کو بلا رکھا تھا اور انہیں ایک مشن کے بارے میں بریف کر رہا تھا۔ ان دونوں ایجنٹوں کو اس نے پاکیشیا سے ایک ٹاپ سیکرٹ فائل حاصل کرنے کا ٹاسک دیا تھا۔ فائل کا نمبر ایک سو تیئس تھا جسے وہ کوڈ میں ون ٹو تھری کہہ رہا تھا۔ کرنل سنگرام کے کہنے کے مطابق ون ٹو تھری ایک ایسی فائل تھی جس پر حال ہی میں پاکیشیا اور شوگران نے جدید اسلحے اور دونوں ممالک کے اشتراک سے نئے جنگی طیارے بنانے کے معاہدے پر دستخط کئے تھے۔

کافرستان کے علم میں آیا تھا کہ پاکیشیا، شوگران کی مدد سے پاکیشیا میں ایک ایسا جنگی طیارہ بنانا چاہتا ہے جو ایکریمی ایف سکسٹین اور پاکیشیا میں ہی شوگران کے اشتراک سے بنائے گئے ایف سیونٹین سے کہیں زیادہ طاقتور طیارہ تھا۔ طیارہ جدید ترین میزائل لے جانے کی صلاحیت رکھتا تھا۔ ون ٹو تھری طیارہ ایکریمیا کے اسٹیلتھ سسٹم سے بھی کہیں زیادہ برق رفتار اور حیرت انگیز صلاحیتوں سے مزین تھا اور اس طیارے کو کسی بھی راڈار پر بھی چیک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس طیارے کی سب سے بڑی خوبی جو کافرستان کے علم میں آئی تھی وہ یہ تھی کہ طیارہ ریموٹ کنٹرولڈ تھا جو بغیر پائلٹ کے کہیں بھی لے جایا اور واپس لایا جا سکتا تھا۔ بغیر پائلٹ کے اس طیارے کو ون ٹو تھری میگا پاور کا نام دیا گیا تھا جو واقعی ون ٹو تھری کہتے ہی کہیں سے کہیں پہنچ جاتا تھا اور اپنا ہدف پورا کر کے اسی تیزی سے واپس آ جاتا تھا۔

جب سے کافرستانی حکام کو ون ٹو تھری طیاروں کے معاہدے کا علم ہوا تھا ان کا دن کا چین اور رات نیندیں تک حرام ہو کر رہ گئی تھیں۔ ویسے بھی پاکیشیا کو کافرستان پر فضائی طاقت میں برتری حاصل تھی اور اب اگر پاکیشیا، شوگران کی مدد سے ون ٹو تھری

طیارے بنانے میں کامیاب ہو جاتا تو کافرستان، پاکیشیا کے خلاف فضائی طاقت میں انتہائی پستیوں میں چلا جاتا۔

کافرستانی حکام کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ ایسا کون سا طریقہ کار اختیار کریں کہ پاکیشیا کسی بھی طرح شوگران کی مدد سے ون ٹو تھری طیارے تیار نہ کر سکے۔ اس طیارے میں کیا خوبیاں تھیں اس کے بارے میں کافرستان کو زیادہ معلومات حاصل نہیں تھیں اس لئے وہ پاکیشیا اور شوگران کے درمیان ہونے والے اس معاہدے کی نقل حاصل کرنا چاہتے تھے تاکہ انہیں اس بات کا علم ہو سکے کہ ون ٹو تھری طیارہ کس نوعیت کا ہے اور وہ ان کے لئے کس قدر خطرناک ثابت ہوسکتا تھا۔ چنانچہ کئی کافرستانی ایجنٹوں کو فی الفور پاکیشیا بھیجا گیا تاکہ وہ پاکیشیا سے اس معاہدے کی نقل حاصل کرسکیں لیکن اس سلسلے میں پاکیشیا جانے والے کسی بھی ایجنٹ کو کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی۔

کافرستان کے لئے یہ بات سوہان روح بنی ہوئی تھی کہ جلد یا بدیر شوگران کے اشتراک سے پاکیشیا میں ون ٹو تھری طیاروں کو بنانا شروع کر دیا جائے گا جس کی فزیبلٹی رپورٹ جاری ہو چکی تھی۔ چونکہ پاکیشیا اور شوگران ون ٹو تھری پر انتہائی راز داری سے کام کرنا چاہتے تھے اور ایسا ہوبھی رہا تھا اس لئے کافرستان، پاکیشیا پر کھل کر انگلی نہیں اٹھا سکتا تھا اور نہ ہی ایشیا میں اسلحے کے عدم استحکام کے لئے پاکیشیا کے خلاف شور مچا سکتا تھا۔ کافرستان چاہتا تھا کہ

جیسے ہی اسے شوگران اور پاکیشیا کے معاہدے کی نقل حاصل ہو جائے گی تو وہ پاکیشیا اور شوگران کے خلاف جنگی جنون اور اسلحے کی دوڑ میں عدم توازن کا الزام لگا کر پوری دنیا میں شور مچانا شروع کر دے گا اور پوری دنیا کو پاکیشیا اور شوگران کے خلاف اٹھ کھڑا ہونے پر مجبور کر دے گا۔ عالمی قوانین کے دباؤ پر شوگران اور پاکیشیا کو ون ٹو تھری پراجیکٹ مکمل کرنے سے روکا جا سکتا تھا۔ ثبوت ہونے پر کافرستان، پاکیشیا اور شوگران کے خلاف عالمی عدالتوں میں بھی جا سکتا تھا اور انہیں اس پراجیکٹ پر کام کرنے سے روکنے کے لئے اقوام متحدہ کا بھی پریشر ڈلوایا جا سکتا تھا لیکن لاکھ کوششوں کے باوجود جب کافرستانی ایجنٹ شوگران اور پاکیشیا کے ون ٹو تھری پراجیکٹ معاہدے کی کاپی حاصل نہ کر سکے تو کافرستانی حکومت کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ کار باقی نہ رہ گیا کہ یہ مشن بلیک مون ایجنسی کے سپرد کر دیا جائے۔

کافرستانی پرائم منسٹر نے خصوصی طور پر کرنل سنگرام کو پرائم منسٹر ہاؤس بلا کر اسے یہ مشن سونپا تھا اور اسے حکم دیا تھا کہ اسے ہر حال میں پاکیشیا سے ون ٹو تھری پراجیکٹ کی فائل حاصل کرنی ہے وہ بھی ایک مہینے میں کیونکہ ان کے پاس جو اطلاعات تھیں وہ یہ تھیں کہ اگلے مہینے پاکیشیا اور شوگران طیارہ سازی کا کام شروع کرنے والے تھے اور اگر طیارہ سازی کا کام شروع ہو جاتا تو پھر اس پراجیکٹ کو روکنا ان کے لئے مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو جاتا۔

کرنل سنگرام نے پرائم منسٹر کو یقین دلایا تھا کہ وہ پاکیشیا کو کسی
بھی صورت میں ون ٹو تھری پراجیکٹ مکمل نہیں کرنے دے گا وہ
اپنے ٹاپ ایجنٹوں کو پاکیشیا بھیجے گا جو پاکیشیا کی اینٹ سے اینٹ
بجا دیں گے اور ہر حال میں ون ٹو تھری پراجیکٹ کی فائل حاصل کر
لائیں گے۔ پرائم منسٹر نے کرنل سنگرام کو بھی سختی سے کامیابی کا حکم
دیا تھا۔ کافرستانی پرائم منسٹر نے کرنل سنگرام کو کہہ دیا تھا کہ ناکامی کی
صورت میں اس کا اور بلیک مون ایجنسی کا کورٹ مارشل کر کے
انہیں ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے گا۔ پرائم منسٹر کے سخت الفاظ
سن کر کرنل سنگرام کو غصہ تو بہت آیا تھا لیکن چونکہ اس کی ایجنسی
پرائم منسٹر کے انڈر تھی اس لئے وہ ان سے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ اس
لئے اس نے اپنے ہیڈ کوارٹر میں آتے ہی اپنے دو ٹاپ ایجنٹوں کو
بلا لیا تھا اور انہیں پاکیشیا بھیجنے اور پاکیشیا سے ون ٹو تھری پراجیکٹ
کی فائل لانے کے احکامات دینے شروع کر دیئے تھے۔

کرنل سنگرام نے پرائم منسٹر کی طرح ان دونوں ایجنٹوں کو سختی
سے حکم دیا تھا کہ انہیں ہر حال میں یہ مشن پورا کرنا ہے ورنہ دوسری
صورت میں وہ ان دونوں کو اپنے ہاتھوں سے گولیاں مار دے گا۔

پاکیشیا سے ون ٹو تھری پراجیکٹ کی فائل حاصل کرنے کے لئے
کرنل سنگرام نے جن دو ایجنٹوں کا انتخاب کیا تھا ان میں سے ایک
میجر ونود تھا اور دوسری لیڈی ایجنٹ کیپٹن مایا تھی۔ دونوں انتہائی تیز
اور خطرناک حد تک ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ مافوق الفطرت

صلاحیتوں کے مالک تھے۔ یہ دونوں بلیک مون ایجنسی کے ٹاپ
ایجنٹ تھے جنہیں کرنل سنگرام چیدہ چیدہ اور انتہائی مشکل ترین مشن
سونپتا تھا۔ دونوں ایجنٹ مشکل ترین حالات میں بھی ایک ساتھ
رہتے تھے اور ایک دوسرے کی معاونت سے بڑے سے بڑے مشن
سر انجام دے کر ان میں کامیابیاں حاصل کرتے تھے۔ دونوں میں
بے انتہا خود اعتمادی موجود تھی۔ دونوں ایک دوسرے پر بے حد
بھروسہ کرتے تھے اور کسی بھی بات پر اختلاف نہیں کرتے تھے۔
دونوں مشن مکمل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے باہمی مشورے
بھی کرتے تھے اور ان پر عمل بھی کرتے تھے جس کی وجہ سے انہیں
کبھی کسی مشن میں ناکامی کا منہ نہیں دیکھنا پڑا تھا اور ہمیشہ کامیابی
نے ان کے ہی قدم چومے تھے۔

میجر ونود اور کیپٹن مایا ہرفن مولا تھے۔ وہ مشن مکمل کرنے کے
لئے اپنے تمام تر وسائل بروئے کار لاتے تھے اور مشن مکمل کرنے
کے لئے لاشوں کے ڈھیر لگانے سے بھی نہیں چوکتے تھے۔ دونوں
انتہائی طاقتور اور خونخوار ایجنٹ تھے جو اپنے دشمنوں پر خونخوار شیروں
کی طرح جھپٹنا جانتے تھے اور جب تک وہ اپنے شکار کے ٹکڑے نہ
اُڑا لیتے اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتے تھے لیکن یہی ایجنٹ
جب کرنل سنگرام کے سامنے آتے تو بھیگی بلی بن جاتے تھے اور اس
کے سامنے سر جھکا کر بیٹھے رہتے تھے۔

اس وقت بھی وہ دونوں کرنل سنگرام کے سامنے سر جھکائے سہمے

سہمے سے انداز میں بیٹھے ہوئے تھے اور کرنل سنگرام انہیں مشن کی تفصیلات بتانے کے ساتھ ساتھ انتہائی تحکمانہ انداز میں مشن پورا کرنے کا کہہ رہا تھا۔ کافرستانی پرائم منسٹر نے کرنل سنگرام کو فائل حاصل کرنے کے لئے ایک ماہ کا وقت دیا تھا لیکن کرنل سنگرام، میجر ونود اور کیپٹن مایا کو ایک ہفتے میں پاکیشیا سے فائل حاصل کرنے کا حکم دے رہا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ ایک ہفتے کے اندر اندر ون ٹو تھری پراجیکٹ کی فائل اس کی ٹیبل پر ہونی چاہئے ورنہ وہ ان دونوں ایجنٹوں کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دے گا۔ کرنل سنگرام شدید غصے میں تھا۔ اس کا غصہ دیکھ کر میجر ونود اور کیپٹن مایا کے رنگ ہلدی کی طرح زرد ہو رہے تھے۔

''آپ فکر نہ کریں چیف۔ ہم سات دنوں کے اندر اندر فائل حاصل کر لیں گے اور ٹھیک ساتویں دن فائل آپ کی ٹیبل پر ہو گی''...... میجر ونود نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

''ویٹس گڈ۔ سات دن کا مطلب سات دن ہوتا ہے سمجھے تم۔ تمہارا وقت اب سے شروع ہو گیا ہے۔ اگلے سات دنوں کے بعد ٹھیک اسی دن اور ٹھیک اسی وقت فائل میری ٹیبل پر آ جانی چاہئے۔ ورنہ تم دونوں کا کیا انجام ہو گا وہ میں تمہیں بتا چکا ہوں''...... کرنل سنگرام نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ ہم آپ کو ہمیشہ کی طرح اس بار بھی مایوس نہیں کریں گے''...... کیپٹن مایا نے بڑے دھیمے سے لہجے میں کہا۔

''میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ کامیابی ہی تم دونوں کی زندگی کی ضمانت ہو سکتی ہے۔ بہرحال تم دونوں کو میں چونکہ ون ٹو تھری پراجیکٹ کے بارے میں تفصیل بتا چکا ہوں اس لئے اب میں اس پر مزید بات نہیں کروں گا البتہ میں تمہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ تم دونوں انتہائی فاسٹ اور فعال ایجنٹ ہو جو دنیا کی کسی بھی ایجنسی کو خاطر میں نہیں لاتے ہو اور اپنے راستے میں آنے والی ہر دیوار کو پاش پاش کر دیتے ہو لیکن یہ چونکہ ایک حساس معاملہ ہے اور مجھ پر حکومتی دباؤ ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس بار تم پاکیشیا میں جا کر اپنا مشن انتہائی راز داری اور خاموشی سے مکمل کرو۔ تمہارا مشن اس انداز میں مکمل ہونا چاہئے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو تمہارے پاکیشیا پہنچنے اور مشن کی بھنک تک نہ لگے اور تم اسی خاموشی سے اصل فائل یا اس کی نقل لے کر یہاں واپس آ جاؤ۔ تم دونوں جتنی راز داری سے کام کرو گے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نگاہوں سے بچے رہو گے تمہارے لئے اتنا ہی اچھا ہو گا اور تم آسانی سے اپنا مشن بھی مکمل کر لو گے۔ دوسری صورت میں تمہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا قدم قدم پر سامنا کرنا پڑے گا اور وہ ہر بار تمہاری راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرتے چلے جائیں گے اور تم اپنا مشن وقت پر مکمل نہیں کر سکو گے اور جوں جوں وقت گزرتا جائے گا مجھ پر اوپر سے دباؤ بڑھتا چلا جائے گا۔ میں آزاد انسان ہوں اور آزاد فضاؤں میں ہی

سانس لینا چاہتا ہوں۔ جب مجھ پر دباؤ ڈالا جاتا ہے تو میرا دماغ گرم ہو جاتا ہے اور جب میرا دماغ گرم ہو جائے تو پھر مجھے اپنے اور پرائے میں کوئی تمیز نہیں رہتی۔ میں غیظ و غضب کا شکار ہو کر اپنوں کی بھی گردن کاٹنے سے دریغ نہیں کرتا۔ تم دونوں کا مشن انتہائی اہم ہے۔ اسی لئے میں تمہیں سات دنوں کا وقت دے رہا ہوں۔ تم سات دنوں میں اپنا مشن مکمل کر سکتے ہو لیکن اسی صورت میں جب تم پاکیشیا سیکرٹ سروس اور ان کے لیڈر علی عمران کی نگاہوں سے بچے رہو گے“...... کرنل سنگرام نے کہا۔

”لیس چیف۔ ہم آپ کے حکم پر عمل کریں گے اور خاموشی سے پاکیشیا جا کر اپنا مشن پورا کریں گے اگر ہمارے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ آئی تو ہم اسی خاموشی سے اور جلد سے جلد اپنا مشن مکمل کر کے لوٹ آئیں گے“...... میجر ونود نے انتہائی سعادت مندی سے کہا۔

”لیکن اگر علی عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس یا پھر پاکیشیا کی کسی اور ایجنسی نے ہماری راہ میں حائل ہونے کی کوشش کی تو پھر“۔ کیپٹن مایا نے چیف سے ڈرتے ڈرتے لہجے میں پوچھا۔

”تم ایسی کوئی کوشش ہی نہ کرنا کہ پاکیشیا کی کوئی ایجنسی، عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس تمہارے راستے میں آسکیں لیکن پھر بھی ایسا کچھ ہوا تو پھر تم وہی کرنا جو تم مناسب سمجھو۔ ہر مشن ماحول اور حالات دیکھ کر پورا کیا جاتا ہے۔ تم دونوں اس مشن کو سیکرٹ رکھنے

کی بھرپور کوشش کرنا۔ مشن سیکرٹ رہے یہی ہمارے اور کافرستان کے مفاد میں ہو گا۔ ون ٹو تھری پراجیکٹ کی اصل تفصیلات کافرستان خفیہ طور پر حاصل کر کے ہی اس کا فائدہ اٹھا سکتا ہے ورنہ پاکیشیا ہر الزام کی تردید کر دے گا اور کافرستان کے لئے پاکیشیا اور شوگران کو موردِ الزام ٹھہرانا مشکل ہو جائے گا کہ یہ دونوں ممالک ایشیاء میں اسلحے کی دوڑ میں آگے نکل کر عدم استحکام پھیلانا چاہتے ہیں“...... کرنل سنگرام نے کہا۔

”لیس چیف۔ ہمارا یہ مشن ٹاپ سیکرٹ ہی ہو گا۔ ہم پوری کوشش کریں گے کہ پاکیشیا کو اس بات کا علم نہ ہو سکے کہ کافرستان نے ان کے ون ٹو تھری پراجیکٹ کی تفصیلات حاصل کر لی ہیں“۔ میجر ونود نے کہا۔

”پاکیشیا سے اس فائل کے حصول کے لئے پہلے بھی کافرستان کے کئی ایجنٹ جا چکے ہیں کیا وہ اس بات کا پتہ لگا پائے ہیں کہ فائل کس وزارت کے تحت ہے اور اس وقت کہاں موجود ہے“۔ کیپٹن مایا نے پوچھا۔

”ہاں۔ ان ایجنٹوں نے بہت کام کیا ہے۔ ایجنٹوں کی رپورٹس کے مطابق فائل وزارت دفاع کے انڈر ہے جسے انتہائی سیکورٹی میں رکھا گیا ہے۔ کافرستانی ایجنٹوں نے اس بات کا بھی سراغ لگا لیا ہے کہ فائل اس وقت ہارڈ سٹرانگ روم کے کسی زیرو بلاک میں رکھی گئی ہے۔ ہارڈ سٹرانگ روم کے بارے میں بھی ان ایجنٹوں نے

پتہ لگا لیا ہے جس کا ہمارے پاس ایک تفصیلی نقشہ بھی موجود ہے۔ میں تمہیں ان ایجنٹس کی رپورٹس اور وہ نقشہ فراہم کر دوں گا۔ تمہیں ہارڈ سٹرانگ روم کا پتہ لگا کر وہاں موجود زیرو بلاک سے فائل کی کاپی بنا کر لانی ہے۔ اگر فائل کی کاپی نہ بن سکے تو پھر تمہیں وہاں سے اصلی فائل ہی لانے پڑے گی''...... کرنل سنگرام نے کہا اور اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک فائل نکالی اور میجر ونود کی جانب بڑھا دی۔

''اس فائل میں تمام تفصیلات درج ہیں۔ اس کے علاوہ اس فائل میں کچھ ایسی تفصیلات بھی درج ہیں جو پاکیشیا میں تمہارے کام آ سکتی ہیں''...... کرنل سنگرام نے کہا تو میجر ونود اور کیپٹن مایا نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''ہم اس فائل کا تفصیلی مطالعہ کر لیں گے اور پھر دیکھیں گے کہ ہم ہارڈ روم کے زیرو بلاک تک کیسے پہنچ سکتے ہیں اور وہاں سے فائل کیسے حاصل کر سکتے ہیں''...... میجر ونود نے کہا۔

''اوکے۔ تم دونوں جا کر روانگی کی تیاری کرو۔ میں نے تمہارے پاسپورٹ اور تمام کاغذات بنوا لئے ہیں۔ تم سیاحوں کے روپ میں آج رات کی فلائٹ سے پاکیشیا جاؤ گے۔ پاکیشیا ایئر پورٹ پر تمہیں رسیو کرنے کے لئے ایک فارن ایجنٹ آئے گا تم اس کے ساتھ چلے جانا وہ تمہیں رہائش اور ضرورت کی ہر چیز مہیا کر دے گا''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

''ہم اس فارن ایجنٹ کو کیسے پہچانیں گے''...... کیپٹن مایا نے پوچھا۔

''تم دونوں کے لباسوں پر بلیک مون کا مخصوص بیج لگا ہو گا۔ فارن ایجنٹ تمہیں اسی نشان سے پہچانے گا اور اس نے بھی اپنے لباس پر ایسا ہی ایک بیج لگا رکھا ہو گا''...... کرنل سنگرام نے جواب دیا۔

''اس کا نام''...... میجر ونود نے پوچھا۔

''ویسے تو اس کا نام وشواناتھ ہے لیکن پاکیشیا میں وہ ایجنٹ تھری یا اے تھری کے نام سے کام کرتا ہے۔ تمہیں وہ اے تھری کہہ کر ہی اپنا تعارف کرائے گا۔ تم دونوں بھی وہاں اپنے اصل ناموں کی جگہ اے ون اور اے ٹو کے کوڈز استعمال کرو گے۔ وہاں تم تینوں کا ایک ٹرائی اینگل بن جائے گا اور مشن کے مطابق تمہارا کوڈ بھی ون ٹو تھری ہو گا''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

''یس چیف۔ یہ کوڈ مناسب ہے۔ آپ ہی اس بات کا فیصلہ کر لیں کہ ہم دونوں میں اے ون اور اے ٹو کون ہو گا''...... کیپٹن مایا نے کہا۔

''اس میں فیصلہ کرنے کی کون سی بات ہے۔ میجر ونود تم سے سینئر ہے اس لئے اے ون یہی ہو گا اور تم اے ٹو''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

''یس چیف۔ میں بھی یہی چاہتی تھی''...... کیپٹن مایا نے بغیر کسی

حجت کے جواب دیا۔

''اب تم دونوں جا کر اس فائل کا مطالعہ کر لو اور پھر جیسے ہی شام کو میں تمہیں کال کروں تم اپنا مختصر سا سامان لے کر ایئر پورٹ پہنچ جانا''...... کرنل سنگرام نے کہا تو ان دونوں نے ایک ساتھ اثبات میں سر ہلائے اور اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان دونوں نے کرنل سنگرام کو فوجی انداز میں سیلوٹ کئے اور پھر وہ دونوں کرنل سنگرام کے آفس سے نکلتے چلے گئے۔

جولیا ایئر پورٹ کے لاؤنج سے باہر نکل ہی رہی تھی کہ اچانک اس کی نظریں سامنے انٹرنیشنل ٹرمینل سے باہر آتے ہوئے ایک خوبصورت جوڑے پر پڑیں۔ جوڑا ایشیائی تھا۔ دونوں نے بہترین تراش خراش کے انتہائی قیمتی لباس پہن رکھے تھے۔

شکل و صورت سے وہ کپل لگ رہا تھا جو کسی انٹرنیشنل فلائٹ سے یہاں آ رہا تھا۔ ان دونوں کے پاس دو بیگ تھے جن کے ہینڈل پکڑے وہ انہیں ریلنگ سے کھینچتے ہوئے لا رہے تھے۔ جولیا کی نظریں نوجوان کے کالر اور لڑکی کے کاندھے کے پاس لگے ہوئے ایک بیج پر جم سی گئی تھیں جس پر سیاہ رنگ کے چاند کے مخصوص نشان بنے ہوئے تھے۔ اس بیج کو دیکھ کر ایک لمحے کے لئے جولیا کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمودار ہوئے جیسے وہ اس بیج کو پہچانتی ہو۔ وہ چند لمحے اس کپل کو دیکھتی رہی پھر وہ عام

سے انداز سے چلتی ہوئی اس جوڑے کے قریب سے گزرتی چلی گئی جیسے وہ انٹرنیشنل لاؤنج میں اپنے کسی عزیز کو تلاش کر رہی ہو۔ قریب سے گزرتے ہوئے جولیا نے بیج کو غور سے دیکھا تھا۔ بیج پر واقعی سیاہ چاند بنا ہوا تھا اور اس میں بی ایم بھی لکھا ہوا تھا۔

سیاہ چاند اور بی ایم کے الفاظ دیکھ کر جولیا کے دماغ میں جیسے چیونٹیاں سی رینگنا شروع ہو گئیں۔ وہ اس نشان کو بخوبی پہچانتی تھی۔ یہ نشان کافرستان کی ایک نئی قائم ہونے والی ایجنسی بلیک مون کا تھا۔

''یہ بلیک مون کے ایجنٹ یہاں کیا کر رہے ہیں''...... جولیا نے دل ہی دل میں سوچا اس نے انٹرنیشنل لاؤنج کی طرف دیکھا تو وہاں ایک ڈیجیٹل بورڈ پر کافرستان سے آنے والی فلائٹ کے بارے میں تفصیل آ رہی تھی۔ لاؤنج سے باہر آنے والے مسافروں میں زیادہ تعداد کافرستانیوں کی ہی معلوم ہو رہی تھی اور یہ کپل اسی لاؤنج سے باہر آ رہا تھا۔ جولیا کو یقین ہو گیا کہ اس کپل کا تعلق کافرستانی ایجنسی بلیک مون سے ہی ہے کیونکہ ان دونوں کے علاوہ کسی دوسرے مسافر کے لباس پر ایسا کوئی بیج دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

جولیا مڑی اور پھر وہ نہایت احتیاط بھرے انداز میں اس کپل کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ کپل کلیئرنس کرانے کے بعد ایئر پورٹ سے باہر نکل رہا تھا۔ جولیا بھی ان کے پیچھے باہر آ گئی۔ باہر آتے ہی

کپل سائیڈ پر رکا اور ان کی نظریں سامنے موجود قطاروں میں کھڑی گاڑیوں کی جانب اٹھ گئیں۔ اسی لمحے سامنے سے ایک نوجوان تیز تیز چلتا ہوا ان کی جانب بڑھنے لگا۔ جولیا نے اس نوجوان کی جانب دیکھا اور پھر اس نوجوان کے لباس پر بھی بلیک مون کا مخصوص بیج دیکھ کر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

جولیا جوڑے سے کچھ فاصلے پر ہی کھڑی تھی۔ آنے والا نوجوان کپل کے پاس آ کر رک گیا۔

''تمہارا نام''...... نوجوان نے پوچھا۔

''میرا نام وشواناتھ ہے جناب''...... آنے والے نوجوان نے انہیں مخصوص انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

''کوڈ بتاؤ''...... نوجوان نے نہایت دھیمے لہجے میں کہا۔ ایک تو جولیا کی توجہ ان کی جانب مبذول تھی اور دوسرا اس کے کان کافی تیز تھے اس لئے اس نے دھیمی ہونے کے باوجود نوجوان کی آواز سن لی تھی۔

''ون ٹو تھری''...... آنے والے نوجوان نے کہا۔

''تمہارا آئی ڈی کیا ہے''...... لڑکی نے بھی نوجوان کے انداز میں دھیمی آواز میں پوچھا۔

''اے تھری''...... آنے والے شخص نے جواب دیا۔

''اوکے۔ میں اے ون ہوں اور یہ اے ٹو ہے''...... نوجوان نے کہا تو آنے والے نوجوان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آئیں میرے ساتھ"...... آنے والے نوجوان نے کہا جس نے اپنا تعارف اے تھری کہہ کر کرایا تھا۔ اس نے دونوں کے ہاتھوں سے ان کے بیگ لے لئے اور پھر کپل اس کے ساتھ ہو لیا۔ وہ تینوں پارکنگ کی جانب بڑھے چلے جا رہے تھے۔ جولیا چند لمحے انہیں دیکھتی رہی پھر وہ بھی پارکنگ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

جولیا جس فلیٹ میں رہتی تھی اس کے ہمسائے میں ایک لڑکی عادیہ اس کی دوست بن گئی تھی جو سوئٹزر لینڈ سے ہی آئی تھی۔ وہ پچھلے ایک ہفتے سے اپنے چچا کے گھر تھی اور اس سے جولیا کی اکثر ملاقات ہوتی رہتی تھی اس لئے جولیا سے اس کی اچھی دوستی ہو گئی تھی۔ جولیا فلیٹ میں میک اپ میں رہتی تھی اس نے عادیہ پر کبھی ظاہر نہیں ہونے دیا تھا کہ اس کا تعلق بھی سوئٹزر لینڈ سے ہے۔ عادیہ چونکہ چند دنوں کے لئے پاکیشیا آئی تھی اس لئے جولیا نے اس سے دوستی کر لی تھی اور وہ اس سے ملنے اکثر اس کے فلیٹ میں چلی آتی تھی۔

آج عادیہ کی واپسی تھی وہ اپنے چچا اور چچی کو لے کر واپس سوئٹزر لینڈ جا رہی تھی اس لئے اس نے جولیا سے درخواست کی تھی کہ وہ انہیں ایئر پورٹ پر لے جائے۔ جولیا نے اس کی خواہش پر عمل کرتے ہوئے اسے اور اس کے چچا چچی کو ایئر پورٹ پہنچا دیا تھا۔ وہ تینوں کافی دیر تک اس کے ساتھ رہے تھے پھر جب ان کی فلائٹ کا وقت ہو گیا تو جولیا کو اس نے الوداع کہا اور وہ ایئر

پورٹ سے باہر جانے کے لئے پلٹ گئی تب ہی اسے وہ کپل دکھائی دیا تھا جن کے لباسوں پر کافرستانی ایجنسی بلیک مون کے بیج لگے ہوئے تھے۔

جولیا ان تینوں سے مناسب فاصلہ رکھ کر ان کے پیچھے چلی جا رہی تھی۔ پارکنگ میں پہنچ کر وہ ایک سیاہ سیڈان کے پاس رک گئے۔ اے تھری نے سیڈان کی ڈگی کھول کر اے ون اور اے ٹو کا سامان رکھا اور پھر وہ کار کی ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ لڑکی کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی تھی جبکہ نوجوان اے تھری کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا اور پھر سیاہ سیڈان وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ اتفاق سے جہاں سیاہ سیڈان موجود تھی اس سے کچھ ہی فاصلے پر جولیا نے اپنی کار پارک کر رکھی تھی۔

جولیا فوراً اپنی کار کی طرف بڑھی اور پھر چند ہی لمحوں کے بعد وہ اپنی کار میں سوار سیاہ سیڈان کے پیچھے اُڑی جا رہی تھی۔

بلیک مون ایجنسی کے بارے میں جولیا کو کافرستان کے ایک مشن کے دوران ہی معلوم ہوا تھا۔ کافرستان کی ایک ایجنسی کے خلاف کام کرتے ہوئے اسے اس ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر سے چند دستاویزات ملی تھیں جن پر بلیک مون کا سائن بنا ہوا تھا اور ان دستاویزات کی رو سے کافرستان میں بلیک مون ایجنسی بھی کام کر رہی تھی جس کا سربراہ کرنل سنگرام بتایا گیا تھا۔ گو کہ جولیا اور اس کے ساتھیوں کا کبھی بلیک مون سے سامنا اور ٹکراؤ تو نہیں ہوا تھا

لیکن بلیک مون کا مخصوص سائن جولیا کے ذہن میں موجود تھا جسے اب دیکھ کر اس کا ماتھا ٹھنکا تھا اور وہ ان تینوں افراد کا تعاقب کرنے پر مجبور ہو گئی تھی۔

جولیا سوچ رہی تھی کہ اگر ان کا تعلق واقعی کافرستانی ایجنسی بلیک مون سے ہے تو پھر یہ پاکیشیا میں کیا کرنے آئے ہیں۔ جس طرح سے ان تینوں نے ون ٹو تھری اور اپنے کوڈز بتائے تھے اس سے جولیا کے ذہن میں یہ وسوسہ بھی جاگ اٹھا تھا کہ بلیک مون کے ایجنٹوں کی پاکیشیا آمد خالی از علت نہیں ہو سکتی تھی۔ جولیا نے بلیک مون ایجنسی کے بارے میں جو دستاویزات دیکھی تھیں ان کی رو سے بلیک مون ایجنسی کافرستان کی انتہائی زیرک، طاقتور اور فعال ایجنسی تھی جس کے ایجنٹ جس ملک میں جاتے تھے وہاں قیامت ڈھا دیتے تھے اور اپنا مشن پورا کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے تھے اور اگر انہیں مشن پورا کرنے کے لئے لاشوں کے پشتے بھی لگانے پڑتے تو وہ اس سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ بلیک مون ایجنسی کے ایجنٹوں کو سفاک قاتل بھی کہا جاتا تھا جو انسانوں کو یوں کاٹ کر رکھ دیتے تھے جیسے وہ انسان نہیں بھیڑ بکریاں ہوں۔

بلیک مون کے مخصوص بیج دیکھ کر جولیا کے ذہن میں آندھیاں اور طوفان سے اٹھتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے وہ سوچ رہی تھی کہ اگر واقعی ان تینوں افراد کا تعلق کافرستانی ایجنسی بلیک مون سے ہے

تو پھر یہ ایجنٹ ضرور پاکیشیا میں کسی اہم مشن کے لئے آئے ہیں اور اپنا مشن مکمل کرنے کے لئے وہ کسی بھی حد تک جا سکتے تھے۔ جولیا ان کا تعاقب کر کے ان کے ٹھکانہ دیکھنا چاہتی تھی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ ایک بار وہ یہ دیکھ لے کہ یہ تینوں کہاں جاتے ہیں پھر وہ چیف کو کال کر کے ان کے بارے میں بتا دے گی۔

جولیا سیاہ سیڈان سے مناسب فاصلہ رکھ کر ان کا تعاقب کر رہی تھی تاکہ بلیک مون کے ایجنٹوں کو اپنے تعاقب کا علم نہ ہو سکے لیکن جولیا کی کوشش بے سود ثابت ہوئی۔ سیاہ سیڈان والوں کو جلد ہی علم ہو گیا کہ ان کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ سیاہ سیڈان کی رفتار پہلے ہلکی ہوئی پھر تیز اور پھر سیاہ سیڈان کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے اے تھری نے جولیا کو ڈاج دینے کی کوششیں کرنی شروع کر دیں۔ شہر میں داخل ہوتے ہی وہ کار کو کبھی ایک سڑک کی طرف موڑ لیتا اور کبھی دوسری سڑک پر۔

جولیا کو احساس ہو گیا تھا کہ سیاہ سیڈان والا اسے ڈاج دینے کی کوشش کر رہا ہے لیکن جولیا اسے اب آسانی سے کیسے جانے دے سکتی تھی وہ بدستور سیاہ سیڈان کے پیچھے کار دوڑا رہی تھی۔ سیاہ سیڈان والا اسے ڈاج دینے کے لئے کار گنجان علاقوں کی جانب لے آیا تھا اور ایسی سڑکوں پر پہنچ گیا تھا جہاں ٹریفک کا اژدہام تھا۔ وہ سڑکوں پر موجود کاروں کو اوور ٹیک کرتا ہوا جا رہا تھا۔ جولیا بھی کاروں کو اوور ٹیک کرتی ہوئی مسلسل سیاہ سیڈان کا تعاقب کر رہی

تھی لیکن جب سیاہ سیڈان ایک سڑک کی طرف مڑی تو اچانک اس سڑک سے ایک آئل ٹینکر نکل کر سامنے آ گیا۔ آئل ٹینکر کافی بڑا تھا اور وہ اچانک بیچ سڑک پر آ گیا تھا اس لئے جولیا نے فوراً کار کے بریکس لگا دیئے۔ کار کے ٹائر سڑک پر سیاہ لکیریں بناتے ہوئے اور احتجاجاً چیختے ہوئے ایک جگہ جم گئے۔ جولیا آئل ٹینکر کے مڑنے اور مین سڑک پر آنے کا انتظار کر رہی تھی۔ جیسے ہی آئل ٹینکر مڑ کر سڑک پر آیا جولیا نے گیئر بدل کر کار ایک مرتبہ پھر آگے بڑھائی اور تیزی سے اس سڑک کی طرف موڑتی چلی گئی جس طرف سیاہ سیڈان گئی تھی۔ لیکن یہ دیکھ کر اس کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں پھیل گئیں کہ سیاہ سیڈان اس سڑک پر موجود نہیں تھی۔ شہر کی یہ سڑک کئی اطراف میں مڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ سیاہ سیڈان نجانے کس سڑک کی جانب مڑ گئی تھی۔ جولیا نے غصے سے ہونٹ بھینچے اور وہ کافی دیر تک مختلف سڑکوں پر کار دوڑاتے ہوئے سیاہ سیڈان کو تلاش کرتی رہی لیکن لاحاصل۔ سیاہ سیڈان والا آخر اسے ڈاج دے کر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

جولیا کافی دیر تک سیاہ سیڈان کی تلاش میں کار دوڑاتی رہی لیکن جب اسے سیاہ سیڈان کہیں نہ ملی تو اس نے غصے اور پریشانی کے عالم میں کار اپنے فلیٹ کی جانب جانے والی سڑک کی طرف موڑ لی۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ فلیٹ میں جا کر چیف سے رابطہ کرے گی اور پھر وہ بلیک مون ایجنسی کے ان تینوں ایجنٹوں کے

بارے میں چیف کو بتا دے گی۔ اس کے بعد وہ وہی کرے گی جو اسے چیف ہدایات دے گا۔

اپنے فلیٹ میں پہنچ کر جولیا نے اپنا ہینڈ بیگ ایک صوفے پر پھینکا اور دوسرے صوفے پر یوں دھم سے گر کر بیٹھ گئی جیسے اس بھاگ دوڑ میں وہ بری طرح سے تھک گئی ہو۔ چند لمحے وہ صوفے پر بیٹھی بلیک مون کے ایجنٹوں کے بارے میں سوچتی رہی پھر اس نے اٹھ کر صوفے سے اپنا ہینڈ بیگ اٹھایا اور اسے لے کر اسی صوفے پر بیٹھ گئی۔ جولیا نے ہینڈ بیگ کھول کر اس میں سے اپنا مخصوص سیل فون نکالا اور چیف کے نمبر پریس کرنے لگی۔ ابھی اس نے چند نمبر ہی پریس کئے ہوں گے کہ اچانک کال بیل بج اٹھی تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

''اس وقت کون آ گیا ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے گھنٹی بجانے کے انداز سے بخوبی واقف تھی۔ گھنٹی بجانے کا یہ انداز اس کے ساتھیوں میں سے کسی کا نہیں تھا۔ جولیا نے سیل فون ایک طرف رکھا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی جانب بڑھ گئی۔

''کون ہے''...... جولیا نے دروازے کے قریب پہنچ کر قدرے اونچی آواز میں پوچھا۔

''میں ہوں مس مایا''...... دروازے کے باہر سے ایک لڑکی کی آواز سنائی دی۔

''مایا۔ کون مایا''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ کسی مایا نامی لڑکی کو نہیں جانتی تھی اور یہ آواز بھی اس کے لئے نئی ہی تھی جو اس سے پہلے جولیا نے نہیں سنی تھی۔

''میں آپ کے فلیٹ کے اوپر والے فلور پر رہتی ہوں مس۔ دروازہ کھولیں میرے پاس آپ کے لئے ایک ضروری پیغام ہے''...... باہر سے آواز سنائی دی۔ جولیا نے ایک لمحے کے لئے سوچا پھر اس نے دروازے کا لاک کھول دیا۔ لاک کھول کر اس نے ہینڈل گھما کر تھوڑا سا ہی دروازہ کھولا ہو گا کہ اچانک باہر سے جیسے کسی نے پوری قوت سے دروازے پر لات مار دی۔ زور دار دھماکے کے ساتھ دروازہ جولیا سے ٹکرایا اور جولیا جو اس اچانک حملے کے لئے تیار نہیں تھی۔ دروازے سے ٹکرا کر بے اختیار اچھل کر پیچھے جا گری۔ جیسے ہی جولیا گری اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اور ایک لڑکی تیزی سے اندر گھس آئے۔

نوجوان اور لڑکی کو دیکھتے ہی جولیا جیسے اپنی جگہ پر ساکت سی ہو کر رہ گئی۔ یہ وہی نوجوان کپل تھا جسے اس نے ایئر پورٹ پر دیکھا تھا اور جن پر وہ کافرستانی ایجنسی بلیک مون کے ایجنٹ ہونے کا شک کر کے ان کا تعاقب کر رہی تھی اور سیاہ سیڈان والا اچانک ایک آئل ٹینکر جولیا کے کار کے سامنے آ جانے کی وجہ سے اسے ڈاج دے کر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ان دونوں کو اس طرح سے اپنے فلیٹ میں داخل ہوتے دیکھ کر جولیا حقیقتاً ہکی بکی

رہ گئی تھی۔ اس کے گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ جن کا تعاقب کر رہی تھی وہ الٹا اس کا تعاقب کرتے ہوئے اس طرح اس کے فلیٹ میں آ دھمکیں گے۔ جولیا نے انہیں دیکھ کر تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس سے پہلے کہ وہ اٹھتی اسی لمحے لڑکی کے ہاتھ میں ایک لمبی نال والی گن دکھائی دی۔ اس نے گن کا رخ جولیا کی طرف کر کے ٹریگر دبایا تو اچانک گن کی نال سے زرد رنگ کی شعاع سی نکل کر جولیا کے سر سے ٹکرائی۔ جولیا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر ہتھوڑا مار دیا گیا ہو۔ اس کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی اور اس کے دماغ میں جیسے اندھیرا سا بھرتا چلا گیا۔

جب جولیا کو ہوش آیا تو وہ اپنے فلیٹ میں ہی تھی اور سٹنگ روم میں ہی ایک کرسی پر رسیوں سے بندھی ہوئی تھی۔ اسے کرسی پر بٹھا کر نائیلون کی باریک رسیوں سے اس بری طرح سے جکڑا گیا تھا کہ وہ معمولی سی بھی جنبش نہیں کر سکتی تھی۔ اس کے دونوں ہاتھ کرسی کے عقب میں بندھے ہوئے تھے۔ جولیا کے سامنے صوفوں پر تین افراد بیٹھے تھے۔ جن میں ایک تو وہی کپل تھا جو ایئر پورٹ سے باہر آیا تھا اور ایک وہ نوجوان جو انہیں ایئر پورٹ پر رسیو کرنے کے لئے آیا تھا۔ جولیا چند لمحے انہیں خالی خالی نظروں سے دیکھتی رہی پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا اسے تمام سابقہ واقعات یاد آتے چلے گئے۔

''یہ سب کیا ہے۔ مجھے اس طرح سے کیوں باندھا گیا ہے۔

کون ہو تم''...... جولیا نے ان تینوں کو پہچان کر ان کی جانب دیکھتے ہوئے کپکپاتی ہوئی آواز میں مگر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ یہ دیکھ کر اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا کہ اس کے فلیٹ کی ہر چیز تہس نہس کر دی گئی تھی جیسے ان تینوں کو جولیا کے فلیٹ میں کسی خاص چیز کی تلاش ہو اور انہوں نے اس چیز کی تلاش کے لئے جولیا کے فلیٹ کی ہر چیز توڑ پھوڑ کر اور ادھیڑ کر رکھ دی ہو۔ اس کی آواز سن کر وہ تینوں چونک کر جولیا کی جانب دیکھنے لگے۔

''تو تمہیں ہوش آ گیا ہے مس جولیا''......لڑکی نے جولیا کی جانب دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی جولیا کے سامنے آ گئی۔ دونوں نوجوان بھی اٹھ کر اس کے دائیں بائیں جولیا کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے۔

''جولیا۔ کون جولیا۔ میرا نام روہابہ ہے۔ روہابہ عمران۔ تم کون ہو اور اس طرح میرے فلیٹ میں کیوں آئے ہو''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''روہابہ عمران۔ بہت خوب۔ اچھا نام ہے لیکن سوری ہم تمہیں اس نام سے نہیں بلکہ جولیا کے نام سے جانتے ہیں۔ اس جولیا کے نام سے جس کا پورا نام جولیانا فٹز واٹر ہے اور تمہیں ہم سے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم تمہارا میک اپ صاف کر چکے ہیں۔ اس وقت تم ہمارے سامنے اپنے اصلی روپ میں موجود ہو''......نوجوان نے کہا جو لڑکی کے ساتھ ایئر پورٹ سے باہر آیا

تھا۔

''یہ بتاؤ کہ تم ہمارا تعاقب کیوں کر رہی تھی''...... دوسرے نوجوان نے سخت لہجے میں پوچھا جو اس کپل کو ایئر پورٹ سے رسیو کرنے کے لئے آیا تھا۔

''تعاقب۔ میں کیوں کرنے لگی تمہارا تعاقب''...... جولیا نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

''ہمارے سامنے انجان بننے کی کوشش مت کرو مس جولیانا فٹز واٹر۔ تم ایئر پورٹ سے ہی ہمارے پیچھے لگی ہوئی تھی۔ ہم تم سے صرف یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ تم ہمارا تعاقب کیوں کر رہی تھی۔ کیا جانتی ہو تم ہمارے بارے میں''......لڑکی نے جولیا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''تم کیا کہہ رہی ہو میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہے۔ میں تو اپنی ایک سہیلی کو ایئر پورٹ چھوڑنے کے لئے گئی تھی۔ اس کے بعد میں وہاں سے نکل کر اپنے راستے اپنے فلیٹ کی طرف ہی آ رہی تھی۔ میں بھلا تمہارے بارے میں کیا جانوں کہ تم کون ہو''۔ جولیا نے منہ بنا کر کہا۔ اس کے جسم میں بدستور کپکپاہٹ طاری تھی اور اس کے منہ سے الفاظ بھی ٹوٹے پھوٹے انداز میں نکل رہے تھے۔ جولیا کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم کی رگوں میں دوڑنے والے خون کی رفتار بے حد کم ہو۔ اسے اپنے دل کی تیز دھڑکن بھی صاف سنائی دے رہی تھی اور ساتھ ہی اسے اپنے کانوں میں ہلکی

ہلکی سیٹیاں سی بھی بجتے سنائی دے رہی تھیں جو شاید اسی ریز گن کے اثر کی وجہ سے تھا جس سے اسے بے ہوش کیا گیا تھا۔

''تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے نا''...... لڑکی نے پوچھا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ یہ کس سروس کا نام ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ تینوں جس انداز میں اس کے فلیٹ میں داخل ہوئے تھے اور لڑکی نے جس طرح سے جولیا پر ریز گن سے حملہ کر کے اسے بے ہوش کیا تھا اور اسے جس طرح کرسی سے جکڑ رکھا تھا اس سے جولیا کا شک یقین میں بدل گیا تھا کہ ان تینوں کا تعلق کافرستانی ایجنسی بلیک مون سے ہی ہے۔

''یہ اسی سروس کا نام ہے جس کی تم ڈپٹی چیف ہو''...... لڑکی نے جھک کر جولیا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

''تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں نہ تو کسی سیکرٹ سروس کو جانتی ہوں اور نہ ہی میں ڈپٹی ہوں۔ میں ایک نجی بنک میں کام کرتی ہوں اور میں وہاں بطور کیشیئر کام کرتی ہوں''...... جولیا نے جواباً اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

''لگتا ہے تمہیں اس بات کا یقین نہیں ہے کہ ہم تمہارا چہرہ صاف کر چکے ہیں۔ اے تھری''...... لڑکی نے پہلے جولیا سے اور پھر اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس اے ٹو''...... اے تھری نے کہا۔ یہ وہی شخص تھا جو انہیں ایئر پورٹ پر رسیو کرنے کے لئے آیا تھا۔

''اس کے فلیٹ میں کوئی آئینہ پڑا ہو گا۔ وہ لاؤ اور اسے اس کا چہرہ دکھاؤ''...... لڑکی نے کہا جو اے ٹو تھی۔

''اسے اس کا چہرہ دکھانے سے کیا ہو گا اے ٹو۔ ہم اس کے فلیٹ میں وقت ضائع کرنے کے لئے نہیں آئے ہیں۔ پیچھے ہٹو میں اس سے بات کرتا ہوں''...... اے تھری کے ساتھی نے کہا جو اے ون تھا تو اے ٹو سر ہلا کر پیچھے ہٹ گئی۔ اس کے پیچھے ہٹتے ہی اے ون جولیا کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

''دیکھو مس جولیا میں تم سے صرف ایک بار پوچھوں گا اگر تم نے میری بات کا صحیح صحیح جواب دے دیا تو میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا ورنہ میں تمہارا اس قدر بھیانک حشر کروں گا کہ مرنے کے بعد بھی تمہاری روح صدیوں تک بلبلاتی رہے گی''...... اے ون نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک قلم نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ یہ قلم پارکر جیسا تھا۔ اے ون نے قلم سے ڈھکن اتارا تو قلم پر ٹپ کی جگہ نوک تھی جس سے ایک چھوٹی سی سوئی نکلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ اے ون نے قلم کے پچھلے حصے کو انگوٹھے سے پریس کیا تو نوک سے سوئی اور باہر آ گئی اور اس نے قلم جولیا کی آنکھوں کے سامنے کر دیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہے''...... جولیا نے خوفزدہ ہونے کی اداکاری

کرتے ہوئے کہا۔

''تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا کہ یہ کیا ہے۔ بولو۔ تم میرے سوالوں کا ٹھیک ٹھیک جواب دو گی یا نہیں''...... اے ون نے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

''کک۔ کک۔ کون سے سوال''...... جولیا نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اس نے اپنی انگلیوں کے ناخنوں کو چیک کیا تو یہ محسوس کر کے اسے اطمینان ہو گیا کہ اس کے ناخنوں میں بلیڈ موجود تھے۔ جولیا نے ناخنوں کو مخصوص انداز میں پریس کر کے بلیڈز ناخنوں سے باہر نکال لئے تھے اور پھر وہ غیر محسوس انداز میں بلیڈوں سے رسی کاٹنا شروع ہو گئی۔

''تم ہمارے بارے میں کیا جانتی ہو''...... اے ون نے پوچھا۔

''جب میں تمہیں جانتی ہی نہیں تو پھر میں بھلا تمہارے بارے میں کیا بتا سکتی ہوں''...... جولیا نے کہا وہ غور سے اے ون کے ہاتھ میں موجود سوئی والا قلم دیکھ رہی تھی۔

''تو پھر تم ہمارا تعاقب کیوں کر رہی تھی''...... اے ون نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''پھر وہی بات۔ جب میں کہہ رہی ہوں کہ میں تمہیں نہیں جانتی تو پھر مجھے تمہارا تعاقب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ میں اپنے راستے سے جا رہی تھی۔ ہاں یاد آیا۔ راستے میں ایک سیاہ سیڈان تھی جو بار بار اپنی رفتار کم زیادہ کر رہی تھی اور کبھی کسی طرف مڑ

جاتی تھی اور کبھی کسی طرف تو میں نے بھی اس کار والے کے ساتھ شرارت کرنے کا سوچ لیا تھا۔ سیڈان والا رفتار کم کرتا تو میں بھی رفتار کم کر لیتی جب وہ رفتار بڑھاتا تو میں بھی اپنی کار کی رفتار بڑھا دیتی تھی البتہ یہ اتفاق ہی تھا کہ وہ جس طرف جا رہا تھا وہی میرا راستہ بھی تھا۔ اگر تمہارا تعلق اسی سیاہ سیڈان سے ہے تو پھر میں تمہیں کلیئر کر دیتی ہوں۔ میں تمہارا تعاقب نہیں کر رہی تھی بلکہ تم سے کھیل رہی تھی''...... جولیا نے بات بناتے ہوئے کہا۔ اس کا جواب سن کر اے ون کے ہونٹوں پر انتہائی زہر انگیز مسکراہٹ آ گئی۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف اور ہمارے ساتھ کھیل کھیل رہی تھی۔ بہت خوب۔ اچھی کہانی بنا رہی ہو لیکن افسوس ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو تمہاری ایسی احمقانہ کہانیوں پر یقین کر لیں''...... اے ون نے زہریلے لہجے میں کہا۔

''یہ فیصلہ کرنا تمہارا کام ہے کہ تم احمق ہو یا نہیں''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''تو تم نہیں بتاؤ گی''...... اے ون نے بڑے سخت لہجے میں پوچھا۔

''کیا بتاؤں۔ میں نے تمہیں جو بتایا ہے وہی سچ ہے چاہے تم میری بات کا یقین کرو یا نہ کرو''...... جولیا نے جھلاہٹ بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو اے ون نے اچانک ہاتھ میں

پکڑے ہوئے قلم کی سوئی جولیا کی گردن کی سائیڈ میں چبھو دی۔ جولیا کے منہ سے بے اختیار سسکاری نکل گئی۔ اے ون نے جولیا کی گردن میں سوئی چبھوتے ہی قلم کا پچھلا حصہ انگوٹھے سے پریس کیا تو جولیا کو اپنی گردن میں کوئی محلول سا انجیکٹ ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ اے ون نے جس تیزی سے جولیا کی گردن میں سوئی چبھوئی تھی اسی تیزی سے قلم کھینچ کر اس کی گردن سے سوئی باہر نکال لی۔

"یہ تم نے کیا کیا ہے"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے تمہارے جسم میں ڈبل اینڈرک انجیکٹ کیا ہے مس جولیا۔ تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو اور یقیناً تمہیں یہ بتانے کی مجھے ضرورت نہیں ہے کہ ڈبل اینڈرک انجکشن کیا ہوتا ہے"...... اے ون نے کہا اور ڈبل اینڈرک انجکشن کا سن کر جولیا کا رنگ زرد پڑ گیا۔

"ڈ۔ ڈ۔ ڈبل اینڈرک۔ تم نے مجھے ڈبل اینڈرک انجکشن لگایا ہے"...... جولیا نے سچ مچ بڑے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ ڈبل اینڈرک انجکشن کے بارے میں بخوبی جانتی تھی۔ ڈبل اینڈرک انجکشن افریقہ میں پائے جانے والے اینڈرک نامی مکڑوں کا زہر تھا۔ یہ مکڑے جس جاندار کو کاٹ لیتے تھے ان کا زہر جاندار کے خون میں انتہائی تیزی سے سرایت کر جاتا تھا اور پھر خون کا رنگ تیزی سے بدلنا شروع ہو جاتا تھا۔ اینڈرک نامی زہر خون کے سرخ اور سفید خلیوں کو ختم کر کے ان کا رنگ سبز کر دیتا تھا اور پھر

سبز ہونے والا خون اس قدر تیزابی ہو جاتا تھا کہ اندر ہی اندر نہ صرف انسانی رگوں کو کاٹ کر ہڈیوں کو بھی تیزی سے گلانا شروع کر دیتا تھا اور پھر کچھ ہی دیر میں جاندار ہلاک ہو کر موم کی طرح پگھل جاتا تھا۔ اینڈرک نامی خطرناک زہر کا فوری اثر دماغ پر ہوتا تھا جس سے خاص طور پر انسانی دماغ انتہائی کمزور ہو جاتا تھا اور اس کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں ختم ہو جاتی تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ خون کا رنگ بدلنے کی وجہ سے انسانی دل پر بھی اس زہر کا گہرا اثر پڑتا تھا جس کے نہ صرف دھڑکنے کی رفتار کم ہو جاتی تھی بلکہ دل میں عجیب سی گھبراہٹ اور خوف بھی بیٹھ جاتا تھا جس کی وجہ سے انسان کو اپنے ارد گرد ہر طرف موت ہی موت ناچتی دکھائی دیتی تھی۔ جولیا کو جہاں تک یاد تھا اینڈرک نامی اس خطرناک زہر کا کوئی تریاق نہیں تھا جس سے اس زہر کے شکار جاندار کا علاج کیا جا سکے۔

"ہاں۔ اگر تم اس زہر کے بارے میں جانتی ہو تو پھر تمہیں اس بات کا بھی پتہ ہو گا کہ اس زہر کا دنیا میں کوئی تریاق نہیں ہے۔ ایک بار جس کے جسم میں یہ زہر داخل ہو جائے تو اس کی اذیتناک موت طے ہے"...... اے ون نے کہا۔

"لیکن تم نے مجھے یہ زہر کیوں لگایا ہے"...... جولیا نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

"میں دنیا کا وہ واحد سائنس دان ہوں جس نے نہ صرف اس

زہر کو ڈبل پاور بنا دیا ہے بلکہ اس کا اینٹی بھی دریافت کر لیا ہے۔ اگر تم اپنی زبان کھول دو اور مجھے یہ بتا دو کہ تمہیں ہم پر کیوں شک ہوا تھا کہ تم ہمارا تعاقب کرنے لگ گئی تھی تو میں تمہیں اس زہر کا اینٹی لگا کر تمہاری جان بچا سکتا ہوں۔ دوسری صورت میں تمہارا کیا انجام ہو گا یہ تمہیں معلوم ہی ہے''...... اے ون نے انتہائی سفاکانہ لہجے میں کہا تو جولیا بے اختیار لرز کر رہ گئی۔ اس کی گردن کی جس سائیڈ پر اے ون نے انجکشن لگایا تھا جولیا کو اب وہاں تیز جلن کا احساس ہونا شروع ہو گیا تھا اور اسے اپنے دماغ میں چیونٹیاں سی رینگتی ہوئی بھی محسوس ہو رہی تھیں۔

''تم بلاوجہ ایک ہی بات کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو''...... جولیا نے بری طرح سے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''بلاوجہ نہیں۔ میں اس بات سے پریشان ہوں کہ میں اور میری ساتھی یہاں خاموشی سے آئے تھے لیکن جیسے ہی ہم ایئر پورٹ سے نکلے تم ہمارے پیچھے لگ گئی جیسے تمہیں ہماری آمد پہلے سے ہی کنفرم تھی۔ تمہارے چہرے سے صاف عیاں ہو رہا ہے کہ تم ہمارے بارے میں بہت کچھ جانتی ہو۔ ہمارے لئے یہ جاننا بے حد ضروری ہے کہ تم ہمارے بارے میں کیا جانتی ہو''...... اے ون نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تم احمق ہو۔ حقیقت میں تمہارے بارے میں مجھے کچھ علم نہیں ہے۔ میں تو تمہارے لباسوں پر لگے ہوئے بلیک مون کے مخصوص

بیجز دیکھ کر چونکی تھی۔ مجھے شک تھا کہ تمہارا تعلق کافرستانی ایجنسی بلیک مون سے ہے اس لئے میں تمہارے پیچھے لگ گئی تھی کہ بلیک مون کے ایجنٹ پاکیشیا میں کس مقصد کے لئے آئے ہیں''۔ جولیا نے سر جھٹک کر اسے اب اصل بات بتانے کا فیصلہ کرتے ہوئے کہا اور اس کے منہ سے بلیک مون کا سن کر نہ صرف اے ون بلکہ اے ٹو اور اے تھری بھی چونک پڑے۔

''اوہ۔ تو تم بلیک مون اور اس کے مخصوص نشان کے بارے میں جانتی ہو''...... اے ون نے پریشانی کے عالم میں جبڑے بھینچتے ہوئے کہا جیسے بلیک مون کے بارے میں کسی دوسرے کا جاننا سب سے بڑا گناہ ہو۔

''ہاں۔ تم سچ جاننا چاہتے ہو تو سنو۔ میں بلیک مون ایجنسی کے کارناموں سے بخوبی آگاہ ہوں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ بلیک مون ایجنسی کا چیف کرنل سنگرام ہے جو انتہائی سخت دل اور سفاک انسان ہے۔ اسی طرح اس کی ایجنسی کے افراد بھی انتہائی ظالم، بے رحم اور خطرناک ہیں جو اپنا مشن مکمل کرنے کے لئے کسی بھی ملک میں قیامت برپا کر دیتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''تم یہ سب کیسے جانتی ہو''...... اے ٹو نے جولیا کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''جس طرح تم میرے بارے میں جانتے ہو کہ میرا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی ہوں تو

پھر تم جیسے ایجنٹوں کے بارے میں مجھے نہیں پتہ ہو گا تو اور کس کو پتہ ہو گا''...... جولیا نے زہریلے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تمہارے علاوہ ہمارے بارے میں اور کون کون جانتا ہے''...... اے تھری نے پوچھا۔

''کس کس کا نام لوں۔ عمران کا چیف کا یا پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کا''...... جولیا نے غرا کر کہا۔

''یہ بتاؤ کہ تمہارے ساتھ ساتھ اور کون جانتا ہے کہ بلیک مون ایجنسی کے ایجنٹ یہاں پہنچ چکے ہیں''...... اے ون نے پوچھا۔

''جب میں تمہارا تعاقب کر رہی تھی تو میں نے اسی وقت چیف کو کال کر کے تم تینوں کے بارے میں بتا دیا تھا''...... جولیا نے بات بناتے ہوئے کہا۔ وہ ان تینوں پر یہ تاثر ڈالنا چاہتی تھی کہ اس نے چیف کو ان کی آمد کے بارے میں بتا دیا ہے۔

''ہونہہ۔ یہ تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ جتنا ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس سے دور رہنا چاہتے تھے اب اتنا ہی وہ ہمارے پیچھے بھاگتے پھریں گے''...... اے ٹو نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''تو کیا تمہارا تعلق واقعی بلیک مون سے ہے''...... جولیا نے ان کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''تو کیا اب بھی تمہیں کوئی شک ہے''...... اے ون نے منہ بنا کر کہا۔

''نہیں۔ شک نہیں ہے۔ یہ بتاؤ کہ تم پاکیشیا میں کس مقصد کے لئے آئے ہو''...... جولیا نے پوچھا۔ اس کے لہجے میں عجیب سی لڑکھڑاہٹ آ رہی تھی۔ اس کے دماغ میں رینگنے والی چیونٹیوں نے جیسے اب اسے کاٹنا شروع کر دیا تھا اور اس کے دل کی دھڑکن بھی بے ترتیب سی ہوتی جا رہی تھی جس کی وجہ سے جولیا کو اپنی آنکھوں کے سامنے بار بار دھند سی آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی لیکن اس کے باوجود وہ خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی اور اس کے ہاتھوں کی بلیڈوں والی انگلیاں مسلسل رسیاں کاٹنے میں مصروف تھیں۔

''ہم یہاں محض سیر و تفریح کرنے کے لئے آئے ہیں اور کچھ نہیں''...... اے ون نے منہ بنا کر کہا۔

''بلیک مون کے ایجنٹ اور پاکیشیا میں محض سیر و تفریح کے لئے آئیں ایسا کیسے ممکن ہے۔ یہ بتاؤ تمہاری ون ٹو تھری سے کیا مراد تھی''...... جولیا نے کہا اور وہ تینوں ایک بار پھر اچھل پڑے۔

''ون ٹو تھری۔ کیا مطلب۔ تم اس کے بارے میں کیا جانتی ہو اور کیسے''...... اے ون نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''ایئر پورٹ سے نکلتے وقت تم نے اے تھری سے کوڈ پوچھا تھا تو اس نے جواب میں ون ٹو تھری کہا تھا۔ کیا یہ محض کوڈ ہے یا پھر تمہارا کوئی مشن جس کا تعلق ون ٹو تھری سے ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہونہہ۔ تو تمہارے کان ہماری طرف ہی لگے ہوئے تھے''۔

اے ون نے کہا۔

''ہاں۔ جب میں نے تمہارے بیجز دیکھے تو میں اسی وقت تمہاری طرف متوجہ ہو گئی تھی''...... جولیا نے صاف گوئی سے کہا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ یہ سب اب دانستاً نہیں بلکہ غیر ارادتاً کہہ رہی ہو۔

''کیا تم نے اس کوڈ کے بارے میں اپنے چیف کو بھی بتایا ہے''...... اے ون نے غصے اور پریشانی سے بھرپور لہجے میں پوچھا۔

''نہیں بتایا تو بتا دوں گی''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ۔ تمہارے انداز سے معلوم ہو رہا ہے کہ تمہاری ابھی چیف سے بات نہیں ہوئی ہے۔ تم نے ہمیں ڈرانے کے لئے یہ بات کہی تھی کہ تم ہمارے بارے میں اپنے چیف کو آگاہ کر چکی ہو''۔ اے ون نے غور سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جیسے وہ جولیا کا چہرہ پڑھ رہا ہو۔

''نہیں۔ میں چیف کو تمہارے بارے میں آگاہ کر چکی ہوں۔ بہت جلد چیف تمہاری راہ پر لگ جائے گا اور تم یہاں جس مقصد کے لئے بھی آئے ہو پاکیشیا سیکرٹ سروس تمہاری راہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑی ہو جائے گی جسے گرانا تمہارے بس میں نہیں ہو گا اور وہ تمہیں تمہارے مشن میں کبھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''یہ تمہاری خام خیالی ہے مس جولیانا فٹز واٹر۔ ہمارا تعلق بلیک

مون سے ہے اور بلیک مون کے ایجنٹ جب بھی کسی مشن پر نکلتے ہیں اس مشن کی کامیابی کے لئے اپنی جان لڑا دیتے ہیں۔ بلیک مون کی لغت میں ناکامی کا کوئی لفظ موجود نہیں ہے۔ سمجھی تم''۔ اے ٹو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس ملک میں آ کر تمہاری لغت ہی بدل جائے گی اے ٹو یا جو بھی تمہارا نام ہے۔ تمہاری اس لغت میں سوائے ناکامی کے اور کوئی لفظ بھی نہیں ہو گا۔ لکھ لو تم''...... جولیا نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں اپنی ہمت مجتمع کرتے ہوئے جواباً غرا کر کہا اس سے پہلے کہ وہ تینوں اس سے کچھ کہتے اسی لمحے جولیا کے ہاتھوں کی رسیاں کٹ گئیں۔ جیسے ہی جولیا کے ہاتھوں کی رسیاں کٹیں جولیا جس کے پیر زمین سے لگے ہوئے تھے اس نے اپنے پیروں پر دباؤ ڈال کر اپنا جسم اٹھایا اور کرسی الٹ دی۔ اسے کرسی الٹتے دیکھ کر اے ون اور اس کے ساتھی تیزی سے جولیا کی جانب لپکے لیکن اس سے پہلے کہ وہ جولیا کو پکڑتے جولیا نے گری ہوئی کرسی سمیت اپنے جسم کو اس تیزی سے حرکت دی کہ نہ صرف وہ کرسی سمیت اوپر کی طرف اٹھتی چلی گئی بلکہ وہ کرسی سمیت ہوا میں گھومتی چلی گئی۔ کرسی گھماتے ہوئے اس نے اپنے جسم کو آگے کی طرف جھٹکا تو وہ کرسی سمیت اے ون سے آ ٹکرائی۔ اے ٹو اور اے تھری، اے ون کے پیچھے تھے جیسے ہی جولیا کی کرسی اے ون سے ٹکرائی، اے ون بری طرح سے چیختا ہوا پیچھے آتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے ٹکرایا اور وہ تینوں

ایک دوسرے پر گرتے چلے گئے۔ اے ون سے ٹکراتے ہی جولیا نے ہوا میں ہی اپنے جسم کو انتہائی ماہرانہ انداز میں حرکت دی تو اس نے کرسی سمیت الٹی قلابازی کھائی اور کرسی زور دار آواز کے ساتھ پہلو کے بل گری اور ٹوٹتی چلی گئی۔ ایک تو جولیا پہلے ہی ناخنوں میں چھپے ہوئے بلیڈوں سے رسیاں کاٹ چکی تھی۔ اب جو کرسی گر کر ٹوٹی تو اس کے گرد لپٹی ہوئی رسیاں اور زیادہ ڈھیلی ہو گئیں اور پھر اس سے پہلے کہ اے ون، اے ٹو اور اے تھری اٹھتے جولیا نے تیزی سے اپنے گرد لپٹی رسیاں کھولیں اور فوراً اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ کھڑے ہوتے ہوئے ایک بار اس کا دماغ چکرایا وہ لہرائی مگر اس نے فوراً خود کو سنبھال لیا۔

اے ون، اے ٹو اور اے تھری جولیا کی اس قدر حیرت انگیز پھرتی اور تیزی دیکھ کر حیران رہ گئے تھے۔ وہ تینوں ایک ساتھ اٹھے اور اے ون نے فوراً جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

''رکو اے ون۔ میں دیکھتی ہوں اسے''...... اے ٹو نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو اے ون جو جولیا پر فائرنگ کرنے ہی لگا تھا اس نے اثبات میں سر ہلا کر مشین پسٹل کا رخ نیچے کر لیا۔ اے ٹو جولیا کی طرف بڑھی۔ جولیا اسے تیز نظروں سے گھور رہی تھی۔

اے ٹو نے جولیا کی طرف بڑھتے ہوئے پوری قوت سے اس کی جانب چھلانگ لگا دی۔ اے ٹو کا ارادہ جولیا کے پیٹ میں ٹکر مارنے کا تھا۔ چھلانگ لگاتے ہی اس نے جیسے ہی سر جھکا کر جولیا

کے پیٹ میں ٹکر مارنے کی کوشش کی جولیا بجلی کی سی تیزی سے تڑپ کر سائیڈ میں ہوئی اور ساتھ ہی اس کی ایک ٹانگ حرکت میں آئی اور اے ٹو جو پہلے ہی ہوا میں تھی جولیا کی پہلو پر ٹانگ کھا کر مزید ہوا میں اچھل گئی۔ اس سے پہلے کہ وہ نیچے گرتی جولیا کا جسم کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھوما اور اس کی گھومتی ہوئی تیز رفتار لات اے ٹو کی پشت پر پڑی اور اے ٹو ہوا میں الٹی پلٹتی ہوئی اے ون اور اے تھری کے قریب جا گری۔

اے ٹو کو اس طرح گرتے دیکھ کر اے تھری بری طرح سے بھڑک اٹھا اس نے چھلانگ لگائی اور ہوا میں قلابازیاں کھاتا ہوا اس انداز میں جولیا کی طرف آیا جیسے وہ جولیا کو فلائنگ کک مارنا چاہتا ہو لیکن جولیا نے پہلے جیسے انداز میں اپنی جگہ چھوڑتے ہوئے اپنا جسم لٹو کی طرح گھمایا اور اس بار اس نے الٹی قلابازی لگاتے ہوئے اپنی دونوں ٹانگیں جوڑ کر اے تھری کے سینے پر مار دیں۔ اے تھری کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ ہوا میں رول ہوتا ہوا پیچھے جا گرا۔ فرش پر گرتے ہی وہ گھسٹتا ہوا اے ون کی طرف گیا تو اے ون نے فوراً اوپر کی طرف چھلانگ لگا دی۔ اے تھری اس کی ٹانگوں کے نیچے سے نکلتا چلا گیا اگر اے ون ایسا نہ کرتا تو اے تھری فرش پر گھسٹتا ہوا اس کی ٹانگوں سے ٹکراتا اور اے ون بھی گر جاتا۔ اس وقت تک اے ٹو اٹھ کر کھڑی ہو چکی تھی اور وہ جولیا کی جانب انتہائی خونخوارانہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

جولیا ہوشیار تھی وہ جوڈو کے مخصوص سٹائل میں ٹانگیں پھیلا کر اور ہاتھوں کی انگلیاں موڑ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ اپنے پیروں کے پنجوں پر اچھل رہی تھی تاکہ اس کے دماغ میں چھاتی ہوئی دھند چھٹتی رہے۔

اے ٹو چند لمحے جولیا کی جانب غصیلی نظروں سے دیکھتی رہی پھر اس نے ایک زور دار چیخ ماری اور جولیا کی طرف چھلانگ لگا دی۔ اے ٹو نے اس انداز میں جولیا کی طرف چھلانگ لگائی تھی جیسے وہ سیدھی جولیا سے آ ٹکرائے گی لیکن اس نے جولیا سے ٹکرانے کی بجائے بیچ راستے میں ہی خود کو فرش پر گرایا اور کمر کے بل گھسٹتی ہوئی جولیا کی جانب بڑھی اس نے جولیا کے نزدیک جاتے ہی اپنی ٹانگوں کو مخصوص انداز میں حرکت دے کر جولیا کی ٹانگوں پر مارنی چاہیں لیکن جولیا فوراً اچھل کر ایک طرف ہٹ گئی۔ اے ٹو نے جولیا کو اپنی جگہ سے ہٹتے دیکھ کر فرش پر ہی اپنا جسم گھمایا اور کروٹیں بدلتی ہوئی جولیا کی ٹانگوں سے ٹکرائی۔ جولیا کو زور دار جھٹکا لگا اور وہ الٹ کر پشت کے بل نیچے گری۔ جیسے ہی وہ نیچے گری اے ٹو نے فوراً اٹھ کر جولیا پر چھلانگ لگا دی۔ وہ ٹھیک جولیا پر گری جولیا نے اسے دونوں ہاتھوں سے اچھالنا چاہا لیکن اے ٹو نے اس کے ہاتھوں کو دائیں بائیں جھٹکتے ہوئے جولیا کے منہ پر زور دار گھونسا رسید کر دیا۔ جولیا کو اپنا جبڑا ٹوٹتا ہوا معلوم ہوا۔ اے ٹو نے ایک بار پھر جولیا کے چہرے پر وار کرنا چاہا لیکن اسی لمحے جولیا کی ٹانگیں

سمٹیں اور اس نے اے ٹو کی گردن میں دونوں ٹانگوں کی قینچی ڈالتے ہوئے اس زور سے جھٹکیں کہ اے ٹو کا جسم جولیا کے اوپر سے ہٹتا چلا گیا۔ جولیا نے ایک اور جھٹکا دیتے ہوئے اے ٹو کی گردن سے یکلخت قینچی کھول دی۔ یہ جھٹکا اس قدر زور دار تھا کہ اے ٹو، جولیا کے اوپر سے ہوتی ہوئی دور جا گری۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتی جولیا ماہر جمناسٹک کا مظاہرہ کرتے ہوئے اچھل کر اپنے پیروں پر کھڑی ہو گئی۔

اے ٹو ہاتھوں کے بل اٹھی اور بھوکی شیرنی کی طرح جولیا کو گھورنے لگی۔ چند لمحے وہ جولیا کو اسی طرح گھورتی رہی پھر وہ آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور پھر وہ رکے بغیر تیزی سے جولیا کی جانب بڑھتی چلی گئی۔ جولیا اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر اپنی جگہ جم کر کھڑی ہو گئی۔ اے ٹو نے آگے آتے ہی جولیا کے سر پر وار کرنا چاہا لیکن جولیا نے اس کا ہاتھ اپنے ایک ہاتھ سے روکتے ہوئے اس کے منہ پر ایک زور دار گھونسا رسید کر دیا۔ اے ٹو کے منہ سے زور دار چیخ نکلی اس نے اچھل کر جولیا کے سینے پر ٹانگیں مارنی چاہیں لیکن جولیا جس نے اے ٹو کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اس نے اپنا سر اے ٹو کے ہاتھ کے نیچے سے نکالا اور اپنا جسم اس انداز میں گھمایا کہ اے ٹو کا بازو اس کے ساتھ ہی مڑتا چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ اے ٹو کچھ سمجھتی جولیا نے اے ٹو کے عقب میں جاتے ہی اے ٹو کی کمر پر زور دار لات رسید کرتے ہوئے اس کا ہاتھ چھوڑ

دیا۔ اے ٹو کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ دوڑتے ہوئے انداز میں آگے بڑھی اور پھر منہ کے بل فرش پر گرتی چلی گئی۔ فرش پر گرتے ہوئے اس نے دونوں ہاتھ آگے کر دیئے تا کہ اس کا چہرہ بچ سکے۔ گرتے ہی وہ زخمی ناگن کی طرح پلٹی اور بری طرح سے پھنکارتی ہوئی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

''بس کرو اے ٹو۔ یہ سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ یہ آسانی سے قابو نہیں آئے گی۔ اسے اینڈرک پوائزن کا ڈبل ڈوز لگا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود یہ ہم تینوں پر بھاری پڑنے کی کوشش کر رہی ہے۔ ہم یہاں اس سے لڑ کر اپنا وقت ضائع کرنے کے لئے نہیں آئے ہیں۔ یہ ہمارے بارے میں بہت کچھ جانتی ہے اور ہماری قسمت اچھی ہے کہ اس نے ابھی تک ہمارے بارے میں اپنے چیف یا اپنے کسی ساتھی کو نہیں بتایا ہے۔ اگر ہم اسے یہیں ختم کر دیں تو ہمارا راز بھی اس کے ساتھ ہی ختم ہو جائے گا اس لئے میں اس کا قصہ تمام کرنے لگا ہوں''...... اے ون نے کہا اور اے ٹو جو ایک بار پھر جولیا پر حملہ کرنے کے لئے پر تول رہی تھی وہیں رک گئی۔

''اسے میں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں گی۔ لاؤ مشین پسٹل مجھے دو''...... اے ٹو نے غراتے ہوئے کہا اور اس نے جھپٹ کر اے ون کے ہاتھوں سے مشین پسٹل لے لیا۔ اس نے مشین پسٹل کا رخ جولیا کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ ہوئی اور گولیاں ٹھیک اس جگہ پڑیں جہاں چند لمحے قبل جولیا کھڑی تھی۔

اسے ٹریگر دباتے دیکھ کر جولیا نے فوراً اپنی جگہ چھوڑ دی تھی۔

جولیا کو اپنے نشانے سے بچتے دیکھ کر اے ٹو غرا کر رہ گئی اور اس نے جولیا پر مسلسل فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ جولیا چھلانگیں لگا کر گولیاں سے بچنے کی کوشش کرتی رہی لیکن کب تک۔ اچانک اس کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر پیچھے دیوار سے ٹکرائی اور دھم سے نیچے آ گری۔ وہ فرش پر گری یوں تڑپ رہی تھی جیسے اس کے جسم میں کئی گولیاں اتر گئی ہوں۔ اسے چیختے اور گر کر تڑپتے دیکھ کر اے ٹو کے ہونٹوں پر انتہائی سنگدلانہ مسکراہٹ آ گئی۔ جولیا چند لمحے تڑپتی رہی اور پھر ساکت ہو گئی۔

جولیا کو ساکت ہوتے دیکھ کر اے ٹو بڑے فاخرانہ انداز میں اس کی طرف بڑھی اور اس نے مشین پسٹل کا رخ جولیا کے سر کی طرف کرتے ہوئے ٹریگر دبا دیا۔ ٹریگر دبتے ہی مشین پسٹل سے ٹرچ ٹرچ کی آوازیں نکلیں تو اے ون نے منہ بنا لیا۔ جولیا پر فائرنگ کرتے ہوئے اس بات کا اسے خیال ہی نہیں رہا تھا کہ مشین پسٹل کا میگزین خالی ہو گیا تھا۔

''چھوڑو اسے۔ یہ ہلاک ہو چکی ہے۔ اگلے چند گھنٹوں کے بعد اس پر اینڈرک پوائزن کا بھی اثر ہونا شروع ہو جائے گا اور اس کی لاش یہیں پڑے پڑے گل سڑ کر موم کی طرح پگھل جائے گی پھر یہاں کسی کو جولیانا فٹز واٹر کا نام و نشان تک نہیں ملے گا''...... اے ون نے اے ٹو کو جھلائے ہوئے دیکھ کر کہا۔

"بڑی سخت جان واقع ہوئی تھی یہ۔ آسانی سے قابو میں ہی نہیں آ رہی تھی"...... اے ٹو نے کہا۔

"پوری دنیا میں ان کا نام ایسے ہی نہیں مشہور ہے۔ یہ حقیقتاً دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹ ہیں"...... اے تھری نے کہا۔

"بہرحال ہم نے جتنا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بچنے کی کوشش کی تھی اب یہ خود ہی ہمارے راستے میں آ گئی تھی تو ہم کیا کرتے۔ اگر ہم اسے زندہ چھوڑ دیتے تو پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس خونخوار درندوں کی طرح ہمارے پیچھے لگ جاتی"...... اے ون نے کہا۔

"چلو۔ اب ہمیں یہاں رک کر کیا کرنا ہے"...... اے تھری نے کہا تو اے ون اور اے ٹو نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ تینوں جولیا کی لاش کو وہیں چھوڑ کر بیرونی دروازے کی جانب بڑھتے چلے گئے۔

انہیں گئے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اچانک جولیا جو لاش کی طرح ساکت پڑی تھی اس نے سر اٹھایا اور راہداری کی دوسری طرف موجود بیرونی دروازے کی جانب دیکھنے لگی۔ بلیک مون کے تینوں ایجنٹ وہاں سے نکل چکے تھے۔

جولیا بند دروازہ دیکھ کر آہستہ آہستہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے جسم پر کسی گولی کا کوئی نشان دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس نے اے ٹو کی فائرنگ سے بچنے کے لئے ادھر ادھر چھلانگیں لگائی تھیں اور پھر جیسے ہی جولیا کو احساس ہوا کہ اے ٹو کے مشین پسٹل کا میگزین

خالی ہونے والا ہے تو وہ جان بوجھ کر چیختے ہوئے گر گئی تھی تاکہ اے ٹو یہی سمجھے کہ جولیا گولیوں کی شکار ہو گئی ہے۔

ان تینوں کے پاس ایک سے بڑھ کر ایک اسلحہ تھا۔ فلیٹ میں داخل ہوتے ہوئے اے ٹو نے جولیا پر کسی ریز سے فائر کیا تھا جس سے جولیا کو اپنے سر پر زور دار دھماکا ہوتا ہوا محسوس ہوا تھا اور وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔ ہوش میں آنے کے بعد نہ صرف اسے باندھ دیا گیا تھا بلکہ اے ون نے اسے قلم نما سرنج سے دنیا کا انتہائی خطرناک زہر انجیکٹ کر دیا تھا جس کے اثرات جولیا کو اپنے دل و دماغ میں محسوس ہونا شروع ہو گئے تھے اس نے جسم میں پیدا ہونے والی کمزوری اور دماغ میں چھانے والی دھند کے باوجود بڑی بے جگری سے کافرستانی ایجنٹوں کا مقابلہ کیا تھا لیکن جب جولیا اے ٹو کی فائرنگ سے بچنے کے لئے چھلانگیں لگا رہی تھی تو اسے اپنے دماغ میں دھماکے سے ہوتے ہوئے محسوس ہونا شروع ہو گئے تھے اور اسے لگ رہا تھا جیسے وہ ابھی گر پڑے گی اگر وہ اسی حالت میں گر جاتی تو اے ٹو اسے آسانی سے گولیاں مار کر ہلاک کر دیتی اس لئے جولیا نے اسے ڈاج دینے کی کوشش کی تھی اور وہ اس میں کامیاب بھی رہی تھی۔ کافرستانی ایجنٹ اسے مردہ سمجھ کر وہیں چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

جولیا اٹھی ہی تھی کہ ایک بار پھر اس کا سر چکرایا۔ اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن وہ لہراتی ہوئی گر پڑی۔ اس کے دماغ

میں زور دار دھماکے ہو رہے تھے اور اب اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا آنا شروع ہو گیا تھا۔ جولیا نے ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس بار اسے اپنے جسم سے جان سی نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی وہ اٹھتے اٹھتے ایک بار پھر گر پڑی۔ چند لمحے وہ اسی طرح سے پڑی رہی پھر اس نے سر اٹھا کر سامنے کی طرف دیکھا تو اسے سامنے صوفے پر اپنا سیل فون پڑا ہوا دکھائی دیا۔ جولیا نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اب اس کے جسم سے جیسے جان سلب ہوتی جا رہی تھی وہ اٹھنے میں کامیاب نہیں ہو رہی تھی۔

جولیا نے اپنا سر اپنے دونوں ہاتھوں پر رکھ کر زمین سے لگایا اور چند لمحے اپنے دماغ میں چھانے والے اندھیرے کو دور کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ چند لمحے وہ اسی حالت میں پڑی رہی اور پھر اس نے سر اٹھا کر ایک بار پھر سیل فون کی جانب دیکھا اور اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس وقت تک جیسے اس کا نچلا دھڑ بے جان ہو چکا تھا۔ جولیا نے اٹھنے کی بجائے اپنی کہنیوں کے بل آگے کی طرف گھسٹنا شروع کر دیا۔ وہ پیٹ کے بل رینگتی ہوئی صوفے کے پاس آئی اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر سیل فون اٹھا لیا۔ اس کے ہاتھ بری طرح سے کانپ رہے تھے اور اس کے دماغ میں ہونے والے دھماکوں میں بھی تیزی آتی جا رہی تھی۔ جولیا نے جیسے تیسے سیل فون آن کیا اور پھر غیر ارادتاً وہ عمران کے نمبر پریس کرتی چلی گئی۔ نمبر پریس کرتے ہی اس نے کالنگ بٹن پریس کیا اور پھر اس نے سیل

فون کان سے لگا لیا۔

رابطہ ملتے ہی اسے دوسری طرف سے عمران کی شوخ آواز سنائی دی۔ جولیا نے عمران سے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں کچھ کہا اور پھر اس نے سیل فون آف کر دیا۔ اس نے عمران سے کیا کہا تھا خود اسے بھی معلوم نہیں تھا۔ عمران سے بات ہوتے ہی جیسے اس کے جسم سے جان نکل گئی اور اس نے اپنا سر زمین پر ڈال دیا اور ساکت ہوتی چلی گئی۔

عمران آندھی اور طوفان کی طرح کار اڑاتا ہوا آیا تھا۔ اس نے کار رہائشی پلازہ کے باہر ہی سڑک کے کنارے پر روکی اور پھر وہ کار سے نکل کر تیزی سے عمارت کی جانب دوڑتا چلا گیا۔

لفٹ میں سوار ہو کر عمران پلازہ کے دسویں فلور پر آیا اور پھر لفٹ سے نکل کر وہ دائیں طرف راہداری میں بھاگتا چلا گیا اور پھر وہ جولیا کے فلیٹ کے سامنے آ کر رک گیا۔ فلیٹ کا دروازہ بند تھا عمران نے دیوار کے ساتھ لگے ہوئے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھی تو اندر مترنم گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

چند لمحے وہ بیل بجاتا رہا لیکن توقع کے مطابق اسے اندر سے جولیا کی کوئی آواز سنائی نہ دی تو عمران نے جیب سے ایک مڑا تڑا تار نکالا اور اسے دروازے کے لاک میں لگا کر مخصوص انداز میں گھمانے لگا۔ چند ہی لمحوں میں لاک ہلکی سی کٹک کی آواز کے

ساتھ کھل گیا۔ جیسے ہی لاک کھلا عمران نے دروازے کا ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور اندھا دھند فلیٹ میں داخل ہو گیا۔

وہ تیزی سے اندرونی کمروں کی طرف بڑھا اور پھر سٹنگ روم میں آتے ہی وہ بری طرح سے چونک پڑا۔ اسے سامنے صوفوں کے پاس جولیا فرش پر پڑی دکھائی دی۔ سٹنگ روم کی حالت دیکھ کر عمران کا دماغ سنسنا اٹھا تھا۔ وہاں دیواروں پر جگہ جگہ فائرنگ کے نشان تھے اور تمام چیزیں بکھری ہوئی تھیں جیسے وہاں اچھی خاصی دھینگا مشتی ہوئی ہو۔ جولیا اوندھے منہ پڑی تھی اور سیل فون اس کے سامنے پڑا ہوا تھا۔

''جولیا۔ جولیا''...... عمران نے جولیا کو آوازیں دیتے ہوئے کہا اور تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ جولیا کے قریب آ کر اس نے جولیا کو سیدھا کیا اور پھر جیسے ہی اس کی نظر جولیا کے چہرے پر پڑی وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کی آنکھوں میں شدید حیرت کے ساتھ انتہائی پریشانی کے تاثرات بھی نمودار ہو گئے تھے۔ جولیا کا چہرہ سبز رنگ کا ہو رہا تھا۔ صرف اس کا چہرہ ہی نہیں اس کی گردن اور ہاتھ بھی سبز سبز سے دکھائی دے رہے تھے جیسے جولیا نے سبز رنگ کے کسی تالاب میں چھلانگ لگائی ہو اور وہاں سے نکل کر ابھی آئی ہو۔ عمران نے جولیا کا ہاتھ پکڑ کر اس کی نبض چیک کی پھر اس نے جولیا کی ناک کے پاس ہاتھ رکھ کر اس کی سانسوں کا تسلسل چیک کیا اور پھر وہ جولیا کے دل کی دھڑکن چیک کرنے لگا۔ جولیا

کی نبض ڈوبتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ اس کا سانس بھی جیسے رک رک کر آ رہا تھا اور اس کے دل کی دھڑکن نہ ہونے کے برابر تھی۔

عمران نے جولیا کی آنکھوں کے پپوٹے اٹھائے تو اسے جولیا کی آنکھوں میں سبز رنگ بھرا ہوا دکھائی دیا۔

''کیا ماجرا ہے۔ جولیا کا جسم کلرڈ کیوں ہو رہا ہے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پریشانی کے عالم میں کہا۔ اس کی نظر جولیا کے دائیں طرف گردن پر پڑی جہاں ایک چھوٹا سا سرخ رنگ کا دھبہ نظر آ رہا تھا۔ یہ ایسا نشان تھا جیسے یہاں کوئی باریک سی سوئی چبھوئی گئی ہو۔

''اوہ۔ لگتا ہے جولیا کو انتہائی سریع الاثر زہر کا انجکشن لگایا گیا ہے جس کی وجہ سے جولیا کا رنگ سبز ہو گیا ہے۔ اس میں ابھی جان باقی ہے۔ مجھے اس کی جان بچانے کے لئے جلد سے جلد کچھ نہ کچھ کرنا پڑے گا''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا پھر اس نے جولیا کو اٹھایا اور تیزی سے اسے لئے فلیٹ سے نکلتا چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ جولیا کو اپنی کار میں ڈالے برق رفتاری سے اڑا جا رہا تھا۔ جولیا کی حالت لمحہ بہ لمحہ بگڑتی جا رہی تھی۔ عمران کے ذہن میں بار بار جولیا کے الفاظ گونج رہے تھے۔ اس نے ون ٹو تھری کہا تھا اور بار بار کسی اینڈر کا ذکر کر رہی تھی۔

''اینڈر۔ اینڈر۔ یہ اینڈر آخر ہو کیا سکتا ہے''...... عمران نے

مسلسل سوچنے والے انداز میں کہا پھر اچانک اس کے دماغ میں ایک کوندا سا لپکا۔

''اوہ۔ کہیں جولیا اینڈرک تو نہیں کہنا چاہتی تھی۔ افریقہ کے گھنے جنگلوں میں ایک انتہائی زہریلا مکڑا پایا جاتا ہے جسے اینڈرک کہا جاتا ہے۔ وہی ایک ایسا مکڑا ہے جس کے کاٹنے سے جاندار کے خون کے خلیئے سبز رنگ میں بدل جاتے ہیں۔ اوہ اوہ۔ لگتا ہے جولیا کو اینڈرک نامی سپائیڈر کا ہی زہریلا انجکشن لگایا گیا ہے۔ لیکن کس نے۔ کون آیا تھا اس کے فلیٹ میں جس سے جولیا کی فائٹنگ بھی ہوئی تھی اور پھر اس نے جولیا پر گولیاں بھی برسائی تھیں۔ یہ الگ بات تھی کہ جولیا کے جسم پر کسی گولی کا کوئی نشان نہیں تھا لیکن اس کے جسم کا رنگ جس تیزی سے سبز ہوتا جا رہا تھا اس سے عمران کے ذہن میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔

عمران کار آندھی اور طوفان کی سی رفتار سے دوڑاتا ہوا فاروقی ہسپتال جانے کی بجائے رانا ہاؤس لے آیا تھا۔ رانا ہاؤس کے گیٹ کے پاس کار روکتے ہی اس نے کار کا مخصوص انداز میں ہارن بجانا شروع کر دیا۔ اس کے مخصوص انداز میں ہارن بجانے کی آواز سن کر جوزف نے اس کے لئے فوراً گیٹ کھول دیا۔ جیسے ہی جوزف نے گیٹ کھولا عمران کار تیزی سے اندر لے گیا۔

عمران کو دیکھ کر جوزف نے بے اختیار دانت نکال دیئے تھے لیکن جب اس کی نظر عقبی سیٹ پر دراز جولیا پر پڑی تو اس کا سبز

ہوتا ہوا رنگ دیکھ کر جوزف کے چہرے پر شدید حیرت ابھر آئی۔ کار کے ہارن کی آواز اور گیٹ کھلنے کی آواز سن کر جوانا بھی اپنے روم سے باہر نکل آیا تھا اور عمران کو کار اندر لاتے دیکھ کر اس کے چہرے پر بھی مسرت انگیز تاثرات ابھر آئے تھے وہ تیزی سے عمران کی کار کی جانب بڑھا لیکن جولیا پر نظر پڑتے ہی وہ بھی اپنی جگہ ٹھٹھک گیا۔ عمران نے پورچ میں کار روکی اور تیزی سے کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

''یہ سب کیا ہے باس۔ یہ مسی کو کیا ہوا ہے۔ اس کا رنگ سبز کیوں ہو رہا ہے''...... سلام و دعا کے بعد جوزف نے عقبی سیٹ پر دراز جولیا کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''اسے چھوڑو میں تمہارے سر پر کالی وادیوں کی نیلی دلدلوں میں موجود سرخ ناگنوں کے انڈے پھوٹتے دیکھ رہا ہوں اور مجھے تمہارے جسم پر دس منڈوگا کے سیاہ مکڑے رینگتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں''...... عمران نے کہا تو جوزف یکلخت اچھل کر پیچھے ہٹ گیا اس کا چہرہ خوف اور گھبراہٹ سے بگڑ گیا تھا۔ وہ بے اختیار بوکھلائے ہوئے انداز میں اپنے جسم پر ہاتھ مارنے لگا جیسے واقعی اس کے جسم پر سیاہ مکڑے رینگ رہے ہوں۔

''فار گاڈ سیک باس۔ یہ تم نے آتے ہی کیسی منحوس باتیں کرنی شروع کر دی ہیں۔ سرخ ناگنوں کے انڈے اور منڈوگا مکڑوں کا نام لینے والے پر شالنگانا بدروحیں وارد ہو جاتی ہیں اور وہ اس کا

سارا خون چوس کر انسانی جسم سیاہ کر دیتی ہیں''...... جوزف نے بے حد ڈرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اور اگر کسی کے جسم پر کاڈونا دیوی کے سیاہ مکڑے چمٹ جائیں تو''...... عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو جوزف کے چہرے پر اور زیادہ خوف کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ اس کا جسم کاڈونا دیوی کا نام سنتے ہی بری طرح سے کانپنا شروع ہو گیا تھا۔ جوانا ایک طرف ہاتھ باندھے کھڑا حیرت سے عمران اور جوزف کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عمران اور جوزف کی باتیں اس کی سمجھ سے بالاتر تھیں۔

''ب ب۔ باس۔ تم تم۔ فار گاڈ سیک باس۔ تم کس بھیانک دیوی کا نام لے رہے ہو۔ کاڈونا دیوی اس بدبخت شیطانی ذریت کا نام ہے جس کا اگر تین بار نام لو تو وہ فوراً وارد ہو کر ہمیشہ کے لئے اسی جگہ ڈیرے ڈال دیتی ہے جہاں اس کا نام لیا گیا ہو۔ اس کے سیاہ مکڑے اگر کسی سے چمٹ جائیں تو اس پر سبز موت سوار ہو جاتی ہے جو جاندار کو چند ہی لمحوں میں گرم ہونے والے موم کی طرح پگھلا کر رکھ دیتی ہے اور پھر اس جاندار کا پگھلا ہوا مواد بھی بھاگ بن کر اُڑ جاتا ہے۔ اور اور......'' جوزف لرزتے ہوئے لہجے میں کہتا چلا گیا اور پھر اچانک وہ کہتے کہتے رک گیا اس کی نظریں گھوم کر ایک بار پھر جولیا پر جم سی گئی تھیں۔ وہ جولیا کی جانب پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔

''اوہ گاڈ۔ مسی پر اسی بدبخت دیوی کے سیاہ مکڑوں نے حملہ کیا ہے۔ اسی لئے اس کا رنگ سبز ہو رہا ہے''...... جوزف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تمہارے فادر جوشوا کے حقیقی بیٹے اشووا پر بھی تو اس دیوی کے سیاہ مکڑوں نے حملہ کیا تھا نا۔ اس کا جسم بھی سبز ہو گیا تھا اور میں نے تو یہاں تک سنا ہے کہ اشووا کے جسم پر جگہ جگہ آبلے بھی نمودار ہو گئے تھے جو اس بات کو ظاہر کر رہے تھے کہ اشووا کا جسم گلنا سڑنا شروع ہو گیا ہے پھر تمہارے فادر جوشوا نے اپنے بیٹے اشووا کی جان کیسے بچائی تھی''......عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''اوہ اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مجھے یاد آ رہا ہے۔ فادر جوشوا کے بیٹے اشووا پر جب دیوی کے سیاہ مکڑے چمٹ گئے تھے تو اس کا رنگ بھی انتہائی حد تک سبز ہو گیا تھا۔ فادر جوشوا نے اس کی جان بچانے کے لئے اسے فوراً سیاہ مجونگا میں ڈال دیا تھا۔ اور مجونگا کے نیچے آگ لگا دی تھی جس سے اشووا کے جسم میں موجود سیاہ مکڑوں کا سارا زہر خارج ہو گیا تھا اور اشووا کی جان بچ گئی تھی لیکن جان بچنے کے باوجود اسے کئی روز تک ہوش نہیں آیا تھا''...... جوزف نے کہا۔

''کیا تم یہاں سیاہ مجونگا بنا کر اس کے نیچے آگ جلا سکتے ہو''......عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اس

کے لہجے میں انتہائی سنجیدگی تھی۔

''ہاں ہاں باس۔ میں سیاہ مجونگا بنا سکتا ہوں اور اس کے نیچے آگ بھی جلا سکتا ہوں لیکن سیاہ مجونگا کے نیچے بیری کی خشک لکڑیاں جلانی ہوں گی۔ بیری کی لکڑیاں جب جلیں گی تو مجونگا ابلے گا نہیں بلکہ اس حد تک گرم ہو گا کہ مسی کے جسم میں موجود سیاہ مکڑوں کا زہر کھینچ کر باہر نکال سکے اور مجونگا تیار کرنے کے لئے مجھے اور بھی بہت سی بوٹیوں کی ضرورت پڑے گی جنہیں ملا کر ہی میں سیاہ مجونگا تیار کر سکتا ہوں''...... جوزف نے کہا۔

''یہ سب چیزیں تمہیں کہاں سے مل سکتی ہیں اور وہ بھی فوری''......عمران نے پوچھا۔

''شہر میں جڑی بوٹیاں بیچنے والی بے شمار دکانیں موجود ہیں باس اور مجھے یہ سب چیزیں بازار سے آسانی سے مل جائیں گی لیکن سب سے پہلے مجھے مجونگا بنانے کے لئے کچے فرش میں پانچ فٹ گہرا گڑھا بنانا پڑے گا۔ اگر میں بازار سے چیزیں لینے گیا تو واپس آ کر گڑھا بنانے میں مجھے بہت وقت لگ جائے گا اور میں مسی کی حالت دیکھ رہا ہوں۔ اگر انہیں اگلے ایک گھنٹے تک مجونگا میں نہ اتارا گیا تو ان کا جسم تیزی سے گلنا سڑنا شروع ہو جائے گا اور پھر یہ زندہ نہیں بچ سکے گی''...... جوزف نے جواب دیا۔

''گڑھے کی تم فکر نہ کرو اور بازار جا کر اپنی مطلوبہ چیزیں لے آؤ۔ تمہارے آنے تک میں جوانا کے ساتھ مل کر یہاں ایک گڑھا

بنا لیتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ اگر میرے آنے تک گڑھا تیار ہو جائے تو میں زیادہ سے زیادہ پانچ منٹوں میں مجونگا تیار کر لوں گا اور پھر میں مسی کو اس مجونگے میں اتار کر اس کے جسم سے سیاہ مکڑوں کا سارا زہر باہر کھینچ لوں گا''...... جوزف نے کہا۔

''تو پھر جاؤ اور جلد سے جلد واپس آنے کی کوشش کرو۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہاری واپسی میں دیر ہو جائے اور ہمیں جولیا سے ہمیشہ کے لئے ہاتھ دھونے پڑیں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں بیس منٹ میں واپس آ جاؤں گا تم میری واپسی تک مسی کو کار سے نکال کر ٹھوس فرش پر دھوپ میں لٹا دو۔ دھوپ میں ہونے کی وجہ سے اس کے جسم میں سیاہ مکڑوں کا زہر زیادہ تیزی سے کام نہیں کر سکے گا اور مجھے اسے بچانے کے لئے تھوڑا اور وقت بھی مل جائے گا''...... جوزف نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

جوزف، جوانا کی بحری جہاز سائز کی کار لے کر فوراً مطلوبہ سامان لینے کے لئے نکل گیا جبکہ عمران نے جولیا کو کار کی عقبی سیٹ سے اٹھا کر فرش پر اس جگہ لٹا دیا جہاں دھوپ آ رہی تھی پھر عمران نے جوانا سے دو پھاوڑے اور بیلچے لانے کے لئے کہا تو جوانا فوراً سٹور میں گیا اور دو پھاوڑے اور دو بیلچے لے آیا اور وہ دونوں فرش کا ایک حصہ ادھیڑ کر گڑھا بنانے میں مصروف ہو گئے۔

''یہ سب کیا ہے ماسٹر۔ مس جولیا کو کیا ہوا ہے۔ اس کا رنگ اس قدر سبز کیوں ہو رہا ہے اور تم جوزف سے اس قدر عجیب اور دقیانوسی باتیں کیوں کر رہے تھے''...... جوانا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''جولیا کے جسم میں اینڈرک سپائیڈرز کا زہر مارک ہوا ہے، یہ دنیا کا انتہائی سریع الاثر زہر ہے جو جاندار کے جسم کو تیزاب کی طرح سے اندر سے گلانا شروع کر دیتا ہے اور پھر انسان کا جسم پانی کی طرح بہہ جاتا ہے اور پھر وہ پانی بھی بھاپ بن کر اُڑ جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ بڑا خطرناک زہر ہے یہ تو''...... جوانا نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

''ہاں۔ یہ زہر چند گھنٹوں میں اپنا کام پورا کر لیتا ہے اور پھر اس انسان کا نام و نشان تک باقی نہیں رہتا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن ماسٹر۔ مس جولیا کو اس قدر خطرناک مکڑے نے کیسے کاٹ لیا۔ تم کہہ رہے تھے کہ یہ مکڑے افریقہ کے گھنے جنگلوں میں پائے جاتے ہیں''...... جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جولیا کو کسی مکڑے نے نہیں کاٹا ہے۔ اسے بلیک سپائیڈر کا زہر سرنج میں بھر کر انجیکٹ کیا گیا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''اوہ۔ کس نے لگایا ہے مس جولیا کو زہریلا انجکشن''...... جوانا نے بری طرح سے چونک کر پوچھا۔

”ابھی مجھے معلوم نہیں ہے۔ میرے لئے سب سے پہلے جولیا کی جان بچانا ضروری ہے اس لئے میں اسے اٹھا کر سیدھا یہاں لے آیا ہوں۔ بلیک سپائیڈر کے اس زہر کے بارے میں جہاں تک مجھے یاد ہے کہ اس کا کوئی تریاق موجود نہیں ہے لیکن چونکہ جوزف جنگلوں میں پلا بڑھا ہے اور وہ ان سپائیڈرز کے بارے میں بخوبی جانتا ہے اس لئے میں جولیا کو یہاں لے آیا تھا کہ شاید اسے دیکھ کر جوزف کی سمجھ میں کچھ آ جائے اور وہ اس کا علاج کر سکے“۔ عمران نے کہا تو جوانا نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

”ان معاملات میں واقعی جوزف بے حد تیز ہے“...... جوانا نے کہا تو عمران نے بھی جواباً اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں ایک دائرے کی شکل میں گڑھا کھود رہے تھے جوانا پھاوڑے سے زمین ادھیڑ رہا تھا اور عمران بیلچے کی مدد سے گڑھے سے مٹی باہر نکال نکال کر پھینک رہا تھا۔ جب گڑھا گہرا ہوا تو عمران بھی گڑھے میں کود گیا اور گڑھے سے مٹی نکالنے کے ساتھ ساتھ گڑھے کی دیواریں سیدھی کرنا شروع ہو گیا۔

”گڑھا تیار ہو گیا ہے لیکن جوزف ابھی تک نہیں آیا ہے کہیں اسے آنے میں دیر نہ ہو جائے اور مس جولیا......“ جوانا نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”کچھ نہیں ہو گا جولیا کو۔ تم اس گڑھے میں پانی لا کر ڈالو۔ جوزف کے آنے سے پہلے ہمیں اس گڑھے میں دلدل بنانی ہے۔

جب وہ آئے گا تو وہ گیلی مٹی میں خود ہی مخصوص سامان گھول دے گا جسے وہ مجونگا کہتا ہے“...... عمران نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلایا اور گڑھے کے کنارے کو پکڑا اور اچھل کر گڑھے سے باہر نکل گیا۔ عمران بھی گڑھے سے باہر آ گیا اور وہ بیلچے کی مدد سے گڑھے سے نکلی ہوئی نرم مٹی دوبارہ گڑھے میں ڈالنے لگا۔ جوانا بالٹیاں بھر بھر کر پانی لا کر گڑھے میں ڈالتا جا رہا تھا اور عمران پانی میں مٹی ملاتے ہوئے پانی گدلا کر رہا تھا۔

عمران اور جوانا نے اس گڑھے کے ارد گرد زمین کھود کر ایک اور بڑا عمودی انداز میں سوراخ بھی بنا دیا تھا جہاں آگ جلائی جانی تھی۔ یہ سوراخ گڑھے کی سائیڈوں میں اس انداز میں بنایا گیا تھا کہ ان سوراخوں میں گڑھے کا پانی داخل نہ ہو سکے اور اس میں آسانی سے آگ جلائی جا سکے۔ کیونکہ اگر وہ ایسا ہول نہ بناتے تو بیری کی لکڑیاں آگ نہیں پکڑ سکتی تھیں۔ جوزف گڑھے کے اس حصے میں بیری کی لکڑیاں جلا کر خود ساختہ دلدل کو نیم گرم رکھنا چاہتا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں گڑھے میں نرم گارا سا بن گیا۔ بیس منٹ کے بعد جوزف واپس آ گیا۔ وہ اپنے ساتھ بے شمار جڑی بوٹیاں لایا تھا۔ اس نے گڑھے میں گارا دیکھا تو اس نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

”بڑی دیر لگا دی تم نے آنے میں“...... جوانا نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہاں میرے مطلب کا سامان نہیں مل رہا تھا اس لئے مجھے دور جانا پڑا تھا"...... جوزف نے جواب دیا۔ اس نے تمام چیزیں گڑھے کے پاس رکھ دی تھیں۔ وہ سٹور روم میں گیا اور وہاں سے ایک فولادی حمام دستہ لے آیا اور پھر اس نے لائی ہوئی جڑی بوٹیوں کو حمام دستے میں کوٹ کوٹ کر گڑھے کے گارے میں ملانا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے وہ جڑی بوٹیاں گارے میں ملاتا جا رہا تھا گارے کا رنگ سیاہی مائل ہوتا جا رہا تھا۔ جوزف نے تمام جڑی بوٹیاں ملا کر گارا مکس کیا اور پھر اس نے بیری کی خشک لکڑیاں اٹھا کر گڑھے کے نیچے بنے ہوئے سوراخ میں ڈالنی شروع کر دیں۔ اس نے لکڑیوں کا آگ لگائی۔ بیری کی خشک لکڑیاں جلد ہی جلنا شروع ہو گئیں۔ عمران اور جوانا خاموشی سے اسے کام کرتے دیکھ رہے تھے۔

"بس باس۔ میرا کام مکمل ہو گیا ہے۔ اب مسی کو لا کر دلدل میں ڈال دو۔ تھوڑی ہی دیر میں مجونگا گرم ہونا شروع ہو جائے گا اور مسی کے جسم سے بلیک سپائیڈرز کا زہر خارج ہونا شروع ہو جائے گا"...... جوزف نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا کر جوانا کو اشارہ کیا تو جوانا اس کے ساتھ جولیا کی طرف بڑھ گیا۔ وہ دونوں جولیا کو اٹھا کر گڑھے کے پاس لے آئے۔

"باس تم مسی کا دایاں ہاتھ پکڑو اور جوانا تم بایاں اور پھر اسے پیروں کے بل دلدل میں کھڑا کر دو"...... جوزف نے کہا تو عمران

اور جوانا نے ایسا ہی کیا اور جولیا کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اسے دلدل میں اتارنا شروع کر دیا۔ گڑھا گہرا تھا۔ اس میں جولیا گردن تک اتر گئی تھی۔

"فادر جوشوا نے اپنے بیٹے اشووا کی ناک کے دونوں نتھنوں میں سرکنڈوں کے پائپ سے لگائے تھے جس سے وہ سانس لے سکتا تھا مگر چونکہ یہاں آکسیجن کی سہولت موجود ہے اس لئے مجھے مسی کو آکسیجن لگانی ہو گی تاکہ یہ مکمل طور پر دلدل میں چھپ جائے اور اسے سانس لینے میں کوئی دشواری نہیں ہو گی"...... جوزف نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے سٹور روم کی طرف چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ ایک آکسیجن سلنڈر لے کر واپس آ گیا۔ آکسیجن سلنڈر اس نے گڑھے کے کنارے پر رکھا اور پھر اس نے آکسیجن سلنڈر سے ماسک الگ کر کے جولیا کے چہرے پر چڑھانا شروع کر دیا۔

"بس اب مسی کو دلدل میں چھوڑ دو"...... جوزف نے کہا تو عمران اور جوانا نے جولیا کے بازو آہستہ آہستہ چھوڑنے شروع کر دیئے اور جولیا جیسے دلدل میں ڈوبتی چلی گئی۔ جوزف اپنے ساتھ اچھی خاصی بیری کی خشک لکڑیاں لایا تھا اس نے تھوڑی تھوڑی دیر بعد لکڑیاں جلتی ہوئی آگ میں ڈالنی شروع کر دیں جس سے آگ کافی تیز ہو گئی تھی اور پھر کچھ دیر کے بعد دلدل سے بھاپ نکلنا شروع ہو گئی جیسے آگ نے واقعی دلدل کو گرم کرنا شروع کر دیا ہو۔

"مسی کو ایک رات اسی دلدل میں گزارنی ہو گی باس۔ کل صبح

تک اس کے جسم سے بلیک سپائیڈرز کا سارا زہر خارج ہو جائے گا اور یہ پہلے کی طرح تندرست ہو جائے گی''...... جوزف نے کہا۔

''گڈ۔ تم دونوں اس کا خیال رکھنا۔ میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں۔ صبح آؤں گا''...... عمران نے کہا تو جوزف اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران نے انہیں مزید ہدایات دیں اور پھر وہ اپنی کار میں وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

عمران کے دماغ میں ابھی تک جولیا کے فون پر بتائے ہوئے الفاظ ابھر رہے تھے۔ جولیا نے اسے جس طرح سے ون ٹو تھری کہا تھا یہ ون ٹو تھری عمران کے دماغ میں ہتھوڑے کی ضربوں کی طرح لگ رہے تھے۔ بظاہر ان نمبروں کے کوئی معنی نہیں تھے لیکن جس انداز میں جولیا نے ون ٹو تھری کہا تھا اس سے عمران کو اندازہ ہو رہا تھا کہ اس ون ٹو تھری میں ضرور کوئی راز پنہاں ہے اور اسی ون ٹو تھری کی ہی وجہ سے جولیا کو افریقہ کے خطرناک بلیک سپائیڈرز کے زہر کا شکار بنایا گیا ہے۔ عمران سب سے پہلے جولیا کے فلیٹ میں جانا چاہتا تھا۔ وہ فلیٹ کا نہایت باریک بینی سے جائزہ لینا چاہتا تھا اور یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ آخر جولیا کے فلیٹ میں کون آیا تھا۔ جولیا پر کس نے فائرنگ کی تھی اور پھر جولیا کو بلیک سپائیڈرز کا زہر کیوں لگایا گیا تھا۔

اے ون، اے ٹو اور اے تھری ایک میز پر جھکے ہوئے تھے جس پر ایک بڑی عمارت اور اس کے ارد گرد کے علاقے کا نقشہ پھیلا ہوا تھا۔ وہ تینوں غور سے اس نقشے کا جائزہ لے رہے تھے۔ اے ون کے ہاتھ میں ایک پنسل تھی جس سے وہ عمارت کے مخصوص حصوں کے ساتھ ارد گرد کے علاقوں کو بھی نشان لگا رہا تھا۔

''ہماری معلومات کے مطابق اس عمارت کی سیکورٹی انتہائی سخت اور فول پروف ہے۔ اس عمارت میں جگہ جگہ مسلح افراد تعینات ہیں۔ عمارت کو محفوظ بنانے کے لئے یہاں کلوز سرکٹ کیمرے بھی لگے ہوئے ہیں جنہیں نجانے عمارت کے کس حصے سے چیک کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ عمارت میں ایسے انتظامات بھی کئے گئے ہیں کہ جیسے ہی اس عمارت میں کسی بھی راستے سے کوئی غیر متعلق انسان داخل ہوتا ہے تو وہاں ہر طرف تیز سائرن بج اٹھتے ہیں۔

عمارت کے ہر حصے میں گیس کے خفیہ پائپ لگے ہوئے ہیں جن سے اچانک وائٹنگ گیس کا اخراج شروع ہو جاتا ہے اور اس گیس کی زد میں آنے والا انسان ایک لمحے میں بے ہوش ہو جاتا ہے۔ وائٹنگ گیس سانس کے ساتھ ساتھ انسانی جسم کے مساموں کے ذریعے بھی اندر داخل ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے کوئی بھی انسان بے ہوش ہونے سے نہیں بچ سکتا چاہے اس نے گیس ماسک بھی کیوں نہ لگا رکھا ہو۔ اس کے علاوہ اس عمارت کی دیواروں میں آٹو میٹک گنیں بھی نصب ہیں جو اس عمارت پر حملہ کرنے والے افراد کے عمارت میں داخل ہوتے ہی دیواروں اور ستونوں سے باہر آ جاتی ہیں اور غیر متعلق افراد پر آٹو میٹک انداز میں فائرنگ کرنا شروع کر دیتی ہیں''...... اے تھری نے انہیں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ سب چھوڑو۔ تم یہ بتاؤ کہ عمارت کا زیرو بلاک کہاں ہے جہاں پر پراجیکٹ ون ٹو تھری کی فائل موجود ہے''...... اے ون نے سر جھٹک کر پوچھا۔

''زیرو بلاک اس عمارت کے نیچے ایک تہہ خانے میں بنا ہوا ہے۔ تہہ خانے میں ہر طرف فولادی سیف دیواروں میں نصب ہیں۔ ان سیفوں کو کھولنے کے نمبرنگ کوڈز ہیں۔ جب تک اصل کوڈز نہ لگائے جائیں سیف نہیں کھلتے۔ رانگ نمبر پریس کرنے پر سیف میں تیز برقی رو آ جاتی ہے جسے ہاتھ لگانے والا فوراً جل کر

بھسم ہو جاتا ہے اور سیف کے بھی خفیہ خانے کھل جاتے ہیں جن سے بے ہوشی کی گیس کے ساتھ ساتھ منی پسٹل سے فائرنگ بھی ہونا شروع ہو جاتی ہے''...... اے تھری نے جواب دیا۔

''یہ دوسری عمارت کون سی ہے''...... اے ون نے بڑی عمارت کے سامنے موجود دوسری عمارت پر پنسل کی نوک رکھتے ہوئے پوچھا۔

''یہ رہائش گاہ ہے''...... اے تھری نے جواب دیا۔

''کس کی رہائش گاہ ہے''...... اے ون نے پوچھا۔

''یہاں کوئی سیٹھ اجمل رہتا ہے جس کی ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں''۔ اے تھری نے جواب دیا۔

''کون کون رہتا ہے اس رہائش گاہ میں''...... اے ون نے سوچتے ہوئے انداز میں پوچھا۔

''اس کے بارے میں مجھے تفصیلات کا علم نہیں ہے۔ اگر تم کہو تو میں اس کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتا ہوں''...... اے تھری نے کہا۔

''کتنی دیر تک معلومات حاصل کر لو گے تم''...... اے ون نے پوچھا۔

''تقریباً دو گھنٹے لگیں گے''...... اے تھری نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے اس عمارت کے مکینوں کے ساتھ ساتھ اس عمارت کا نقشہ بھی چاہئے''...... اے ون نے کہا۔

"مل جائے گا"...... اے تھری نے جواب دیا تو اے ون نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم شاید اس رہائش گاہ کے نیچے سے سرنگ لگا کر زیرو بلاک میں جانے کا سوچ رہے ہو"...... اے ٹو نے اے ون کو سوچ میں ڈوبا دیکھ کر کہا۔

"ہاں۔ یہ رہائش گاہ سٹرانگ روم کی عمارت سے ایک ہزار گز کے فاصلے پر ہے۔ ان دونوں عمارتوں کے درمیان سڑک ہے۔ اگر ہم رہائش گاہ سے سٹرانگ روم تک سرنگ بنانا شروع کریں تو ہم ٹھیک سٹرانگ روم کے تہہ خانے تک پہنچ سکتے ہیں جہاں زیرو بلاک موجود ہے"...... اے ون نے جواب دیا۔

"زیرو بلاک میں تو ہم پہنچ جائیں گے لیکن اس عمارت کے حفاظتی انتظامات کا کیا کرنا ہے۔ اے تھری نے حفاظتی انتظامات کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے اس سے تو لگتا ہے کہ پاکیشیائی حکام نے سٹرانگ روم کی حفاظت کے لئے واقعی انتہائی سخت اور بہترین انتظامات کر رکھے ہیں"...... اے ٹو نے کہا۔

"حفاظتی انتظامات کی تم فکر نہ کرو۔ مجھے بس ایک بار زیرو بلاک میں داخل ہو لینے دو اس کے بعد دیکھنا میں کس طرح سے تمام حفاظتی انتظامات کو ختم کرتا ہوں اور سیکرٹ سیف کھول کر اس میں موجود فائل نکال کر لاتا ہوں"...... اے ون نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کے لئے تمہیں مخصوص آلات کی ضرورت ہو گی۔ کیا تمہارے مطلب کے آلات یہاں مل جائیں گے"...... اے ٹو نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ یہاں ہر چیز آسانی سے مل جاتی ہے۔ اے ون اگر مجھے سامان کی لسٹ دے دے تو میں خود ساری چیزیں لا سکتا ہوں"...... اے تھری نے کہا۔

"پہلے تم اس رہائش گاہ کی تفصیلات مجھے مہیا کرو پھر میں تمہیں سامان کی لسٹ دے دوں گا"...... اے ون نے کہا تو اے تھری نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"جاؤ۔ اگلے دو گھنٹوں کے بعد تم نے مجھے مکمل معلومات دینی ہیں۔ ابھی سے کام شروع کرو گے تو کچھ معلوم کر سکو گے۔ یہاں بیٹھے بیٹھے تو تم سے کچھ نہیں ہو گا"...... اے ون نے کہا تو اے تھری سر ہلاتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"جب تم نے اس رہائش گاہ سے سرنگ لگا کر سٹرانگ روم میں جانے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو پھر اسے سامان کے بارے میں بھی بتا دو تاکہ واپسی پر یہ سب کچھ لیتا آئے"...... اے ٹو نے کہا۔

"نہیں۔ پہلے ہم اس رہائش گاہ پر قبضہ کریں گے۔ اس رہائش گاہ کا جائزہ لینے کے بعد ہی میں بتا سکوں گا کہ مجھے کن کن چیزوں کی ضرورت پڑے گی"...... اے ون نے کہا۔

"اوکے پھر میں جاتا ہوں"...... اے تھری نے کہا اور وہ تیز تیز

قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اے ون مسلسل نقشے پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔

''تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا اب تک جولیا ہلاک ہو گئی ہو گی۔ یا......'' اے ٹو نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اے ون سے مخاطب ہو کر پوچھا تو اے ون چونک کر اس کی شکل دیکھنے لگا۔

''یہ تمہیں اچانک جولیا کا خیال کیوں آ گیا''...... اے ون نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''ویسے ہی۔ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں ہر طرف یہی افواہیں پھیلی ہوئی ہیں کہ یہ سب مرنے کے بعد حیرت انگیز طور پر زندہ ہونے کا فن جانتے ہیں''...... اے ٹو نے کہا۔

''ہوتے ہوں گے لیکن جولیا کی ہلاکت طے ہے۔ میں نے اسے ڈبل اینڈرک انجکشن لگایا ہے اور پھر تم نے جولیا پر گولیاں بھی برسائی تھیں۔ میرے حساب سے تو اب تک اس کا جسم پانی بن کر اور پھر پانی بھاپ بن کر ہوا میں اُڑ چکا ہو گا''...... اے ون نے کہا۔

''کہیں ایسا نہ ہو کہ جولیا کی ہلاکت کا عمران اور اس کے ساتھیوں کو علم ہو جائے اور وہ جولیا کی موت کا انتقام لینے کے لئے ہاتھ دھو کر ہمارے پیچھے پڑ جائیں''...... اے ٹو نے کہا۔

''احمقانہ باتیں نہ کرو۔ جولیا ہمارے لباسوں پر لگے ہوئے بلیک

مون کے بیجز دیکھ کر ہماری طرف متوجہ ہوئی تھی۔ اس نے ہمارے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتایا تھا۔ جب کسی اور کو ہمارے بارے میں علم ہی نہیں ہے تو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کیسے ہماری راہ پر لگ سکتی ہے''...... اے ون نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''جولیا کو ہلاک کر کے ہم فوراً ہی اس کے فلیٹ سے نکل آئے تھے۔ میری اور اے تھری کی جولیا سے فائٹ بھی ہوئی تھی۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے جلدی میں ہم وہاں اپنا کوئی نشان چھوڑ آئے ہیں''...... اے ٹو نے سوچتے ہوئے کہا۔

''نشان۔ کیسا نشان''...... اے ون نے بری طرح سے چونک کر پوچھا۔

''میرے لباس پر لگا ہوا بلیک مون کا مخصوص بیج غائب ہے جو شاید جولیا سے لڑتے ہوئے وہیں گر گیا تھا''...... اے ٹو نے کہا تو اے ون بری طرح سے اچھل پڑا۔

''اوہ اوہ۔ یہ بات تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتائی تھی۔ اس بیج کی وجہ سے تو عمران کو آسانی سے معلوم ہو جائے گا کہ کافرستانی بلیک مون ایجنسی کے ایجنٹ یہاں موجود ہیں اور جولیا کے غائب ہونے کے پیچھے اسی ایجنسی کا ہاتھ ہے''...... اے ون نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مجھے ابھی اس بیج کا خیال آیا ہے''...... اے ٹو نے کہا۔

''اسے کہتے ہیں کہ آ بیل مجھے مار۔ تم سے اتنی بڑی حماقت ہو

گئی اور اس کے بارے میں تمہیں اب پتہ چلا ہے''...... اے ون نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''میں خاصی تھکی ہوئی تھی۔ جولیا کو ہلاک کرنے کے بعد میں یہاں آ کر سو گئی تھی۔ صبح میں نے فریش ہو کر اپنا لباس بدل دیا تھا پھر میں تمہارے ساتھ مصروف رہی جس کی وجہ سے میرا بیج کی طرف دھیان ہی نہیں گیا تھا۔ اب میں نے تمہارے کالر پر وہ بیج دیکھا ہے تو مجھے یاد آیا ہے کہ جب میں نے صبح اپنا لباس چینج کیا تھا تو میرے لباس پر بیج نہیں تھا''...... اے ٹو نے کہا۔

''بس تو پھر سمجھ لو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہماری راہ پر لگ گئی ہے۔ جلد یا بدیر وہ ہمارے سامنے ہوں گے اور پھر ہمیں اپنا مشن چھوڑ کر ان کی طرف توجہ دینی پڑے گی۔ چیف نے ہمیں مشن مکمل کرنے کے لئے صرف سات دن دیئے ہیں جن میں سے چار دن گزر چکے ہیں۔ اب ہمارے پاس صرف تین دن باقی ہیں۔ اگر ان تین دنوں میں ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس سے الجھتے رہے تو پھر کر چکے ہم اپنا مشن مکمل''...... اے ون نے غصے اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

''ہونہہ۔ تم ان سے اس قدر خوفزدہ کیوں ہو رہے ہو۔ جب وہ سامنے آئیں گے تو دیکھا جائے گا۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران بھی اس دنیا کی ہی مخلوق ہیں۔ وہ بھی ہماری طرح انسان ہیں۔ اگر ہم ان کی ڈپٹی چیف کو ہلاک کر سکتے ہیں تو پھر وہ

ہمارے سامنے کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ تم فکر نہ کرو اگر عمران اور اس کے ساتھی یہاں آئے تو میں اکیلی ہی ان سے نپٹ لوں گی''۔ اے ٹو نے اے ون کو منہ بناتے دیکھ کر اس سے بھی برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''بات ڈرنے اور خوفزدہ ہونے کی نہیں ہے کیپٹن مایا۔ میں وقت کے ضیاع کی بات کر رہا ہوں۔ مجھے ہر حال میں اپنا مشن مکمل کرنا ہے۔ چیف نے تمہارے سامنے ہی کہا تھا کہ اگر سات روز کے اندر اندر فائل ون ٹو تھری ان کی میز پر نہ پہنچی تو وہ ہمارا کیا حشر کریں گے''...... اے ون نے کہا۔

''ابھی ہمارے پاس تین دن اور چار راتیں باقی ہیں۔ ان تین دنوں اور چار راتوں میں ہم بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ جیسے ہی فائل ہمارے ہاتھ آئے گی ہم یہاں سے نکلنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائیں گے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو جولیا کے فلیٹ سے محض بلیک مون کا بیج ملے گا۔ اس بیج سے وہ اس بات کا تو اندازہ نہیں لگا سکیں گے کہ یہاں بلیک مون کے کون سے ایجنٹ موجود ہیں اور کس مشن کے لئے آئے ہیں۔ جب تک وہ ہماری تلاش میں ٹکریں ماریں گے ہم یہاں سے اپنا کام کر کے نکل چکے ہوں گے''...... اے ٹو نے کہا۔

''کاش کہ اب ایسا ہی ہو''...... اے ون نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

"کیوں تمہیں کوئی شک ہے کیا"...... اے ٹو نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں۔ مجھے اس بات کی فکر ہے کہ جب چیف کو معلوم ہو گا کہ ہم اپنا مشن مکمل کرنے سے پہلے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نظروں میں آ گئے تھے تو وہ ہمارا کیا حشر کرے گا"...... اے ون نے کہا۔

"چیف کو بتانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم چیف کو ایسی کوئی بات ہی نہیں بتائیں گے کہ انہیں شک ہو کہ ہمارا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کبھی سامنا ہوا تھا"...... اے ٹو نے کہا۔

"اگر چیف نے اے تھری سے بات کر لی تو وہ سب کچھ چیف کو بتا دے گا پھر تم کیا کرو گی"...... اے ون نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تو تم اس سے بات کرو اور اسے منع کر دو کہ وہ چیف کو جولیا کے بارے میں کچھ نہ بتائے"...... اے ٹو نے کہا۔

"وہ اب جا چکا ہے۔ تم پہلے بتا دیتی تو میں اسے منع کر دیتا۔ اب دو گھنٹوں تک اگر اس نے خود ہی چیف کو کال کر لی یا چیف نے اسے کال کر لی تو ہماری شامت ہی آ جائے گی"...... اے ون نے کہا۔

"نہیں آتی شامت۔ میں سیل فون پر خود ہی اے تھری سے بات کرتی ہوں اور اسے سمجھا دیتی ہوں"...... اے ٹو نے کہا۔

"ہاں یہ مناسب رہے گا"...... اے ون نے کہا تو اے ٹو نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر سامنے موجود دوسری میز کی جانب بڑھ گئی جہاں اس کا سیل فون رکھا ہوا تھا۔

اے ٹو نے سیل فون آن کیا اور پھر اس سے اے تھری سے رابطہ کرنے میں مصروف ہو گئی۔ اے ون ابھی تک غصے اور الجھے ہوئے انداز میں اے ٹو کی طرف دیکھ رہا تھا جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے اپنا ایک انتہائی اہم سراغ جولیا کے فلیٹ میں چھوڑ آئی تھی۔ بلیک مون ایجنسی کا بیج اگر عمران یا اس کے ساتھیوں کو وہاں مل جاتا تو انہیں یہ سمجھنے میں دیر نہ لگتی کہ جولیا کے فلیٹ میں بلیک مون ایجنسی کے ایجنٹ آئے تھے اور جولیا کے غائب ہونے میں انہی کا ہاتھ تھا۔ اس کے علاوہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو جیسے ہی بلیک مون ایجنسی کے ایجنٹوں کی آمد کا پتہ چلتا تو وہ الرٹ ہو جاتے اور دارالحکومت میں پھیل کر انہیں ہر طرف تلاش کرنا شروع کر دیتے جس کی وجہ سے اے ون کو اپنے ہدف تک پہنچنے میں خاصی مشکل پیش آ سکتی تھی اور وہ وقت پر اپنا مشن پورا نہیں کر سکتا تھا۔

"ہونہہ۔ کیپٹن مایا ٹھیک کہہ رہی ہے۔ مجھے واقعی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے اگر ہماری راہ میں حائل ہونے کی کوشش کی تو پھر ہم ان کا کوئی لحاظ نہیں کریں گے۔ مشن تو میں ہر حال میں مکمل کروں گا چاہے اس کے

لئے مجھے عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کا پل ہی کیوں نہ بنا کر گزرنا پڑے۔ میں گزروں گا اور مقررہ وقت سے پہلے ہی ون ٹو تھری فائل حاصل کروں گا۔ میں آج تک اپنے کسی مشن میں ناکام نہیں ہوا۔ اس بار بھی ایسا ہی ہو گا۔ میرا مشن ہر حال میں کامیاب ہو گا۔ ہر حال میں''...... اے ون نے سر جھٹک کر بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے دماغ سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے خیالات کو جھٹک کر ایک بار پھر نقشے کی طرف توجہ دینی شروع کر دی۔ وہ نقشے کا نہایت توجہ اور باریک بینی سے جائزہ لے رہا تھا۔ وہ نقشے کو مکمل طور پر اپنے ذہن کے پردے پر اتار لینا چاہتا تھا تاکہ مشن مکمل کرتے ہوئے اسے کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اچھا ہوا ہے جو آپ خود ہی یہاں آ گئے ہیں۔ میں آپ کو کال کرنے کا سوچ ہی رہا تھا''...... سلام و دعا کے بعد بلیک زیرو نے کہا۔

''کیوں۔ مجھے کال کرنے کا کیوں سوچ رہے تھے''...... عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

''ایک اہم خبر ہے میرے پاس''...... بلیک زیرو نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''خبر اچھی ہے یا بری۔ پہلے یہ بتا دو کیونکہ آج میں تمہیں جو خبر سنانے آیا ہوں اسے سن کر تمہارے ہوش اُڑیں یا نہ اُڑیں تم اچھل کر کرسی سے ضرور نیچے آ گرو گے''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''ایسی کون سی خبر ہے جسے سن کر میں اچھل کر کرسی سے ہی گر پڑوں گا''...... بلیک زیرو نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''بہت بری خبر ہے۔ اس خبر کو سن کر تمہارے پسینے بھی چھوٹ سکتے ہیں۔ بہرحال پہلے تم بتاؤ۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو کون سی خبر ہے تمہارے پاس''......عمران نے کہا۔

''نہیں پہلے آپ بتائیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میری خبر سن کر تم اپنی ساری خبریں سنانا بھول جاؤ گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ پہلے تم میرے سر پر جو لٹھ مارنا چاہتے ہو مار لو پھر بعد میں نہ کہنا کہ میں نے تمہیں کوئی موقع نہیں دیا تھا''......عمران نے مسکرا کر کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''خبر کا تعلق لٹھ مارنے سے کیسے ہو گیا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جو خبر سن کر دماغ جھنجھا اٹھے۔ جسم کانپنا شروع کر دے اور دماغ میں آندھیاں اور طوفان اٹھنے شروع ہو جائیں وہ خبر لٹھ مارنے جیسی ہی ہوتی ہے جس سے دماغ سن ہو کر رہ جاتا ہے ایسی خبر کو لٹھ مار خبر ہی کہا جاتا ہے''......عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''میری خبر لٹھ مار نہیں ہے البتہ گرم ضرور ہے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''دیکھنا اتنی گرم نہ ہو کہ سناتے ہوئے تمہارا منہ ہی نہ جل

جائے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''چمکتے ہوئے دانتوں کی نمائش بعد میں کر لینا اب سناؤ کیا خبر ہے''......عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

''سر سلطان کی کال آئی تھی''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو اس میں مسکرانے کی کون سی بات ہے''......عمران نے کہا۔

''بات صرف مسکرانے کی نہیں بلکہ ہنسنے کی بھی ہے''...... بلیک زیرو نے اسی انداز میں جواب دیا۔

''اچھا۔ اگر ایسی بات ہے تو یہ بھی بتا دو کہ میں خبر سننے سے پہلے ہنسوں یا بعد میں''......عمران نے کہا۔

''جیسے آپ کی مرضی۔ آپ کے لئے خوشخبری ہے''...... بلیک زیرو نے جان بوجھ کر اپنے لہجے میں سسپنس پیدا کرتے ہوئے کہا۔

''خوشخبری اور وہ بھی میرے لئے۔ کہیں تم مذاق تو نہیں کر رہے ہو''...... عمران نے اس کی جانب دیکھ کر حیرت سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں آپ سے مذاق نہیں کر رہا ہوں۔ سر سلطان نے جو کام کیا ہے اس سے آپ کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ دور ہو گئی ہے''...... بلیک زیرو نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے

کہا تو عمران اور زیادہ حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔

''میرے راستے کی رکاوٹ دور ہوگئی ہے۔ کیا مطلب''۔ عمران نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران جس معاہدے میں جکڑے ہوئے تھے۔ سرسلطان نے پرائم منسٹر سے ایگزیکٹو آرڈر پر دستخط کروا کر انہیں ہمیشہ کے لئے آزاد کر دیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔ عمران اس کی بات سن کر پہلے تو حیرت سے اسے دیکھتا رہا پھر اچانک وہ زور سے اچھل پڑا۔

''اوہ اوہ۔ تمہارا مطلب ہے۔ سرخ قیامت والا سلسلہ شروع ہونے سے پہلے میری اور سرسلطان کی جو شادی کے سلسلے میں لفظی جنگ ہوئی تھی سرسلطان نے اسے حقیقت کا جامہ پہنا دیا ہے''۔ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ انہوں نے بھاگ دوڑ کر کے پرائم منسٹر سے ایگزیکٹو آرڈر پاس کرا لیا ہے۔ اب ممبران معاہدے کی اس شق سے آزاد ہیں کہ وہ جب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس میں رہیں گے شادیاں نہیں کراسکیں گے اب وہ چاہیں تو ایک کی بجائے چار چار شادیاں بھی کر سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے بے اختیار اپنا سر پکڑ لیا۔ اس کا چہرہ دھواں دھواں سا ہو گیا تھا۔ **(اس دلچسپ واقعے کو جاننے کے لئے ظہیر احمد کے شاہکار اور طویل ناول ''سرخ قیامت'' کا مطالعہ ضرور کریں)۔**

''مارے گئے۔ سرسلطان نے آخر کار ممبران کے سروں سے لٹکتی ہوئی تلوار ہٹا ہی لی ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''تو اس میں کیا برائی ہے۔ یہ واقعی ممبران کا قانونی اور شرعی حق ہے۔ ہم انہیں اس حق سے کب تک اور کیسے دور رکھ سکتے تھے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ اچھا نہیں ہوا ہے۔ اب ممبران مجرموں اور ملک دشمن عناصر کا تعاقب کرنے کی بجائے پاکیشیا کی حسیناؤں کے پیچھے بھاگنا شروع کر دیں گے اور جب تک ان کی شادیاں نہیں ہو جاتیں وہ چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ سرسلطان کی وجہ سے تو اب تنویر کو بھی کھلی چھوٹ مل جائے گی وہ جولیا سے کھل کر نہ صرف اظہار عشق کرنا شروع کر دے گا بلکہ اس سے شادی کرنے کے لئے ایکسٹو سے بھی اجازت حاصل کر لے گا اور اگر یہ اجازت مجھے دینی پڑی تو میں کیا کروں گا''...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''اب آپ کے پاس اجازت دینے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''یعنی اب میں اپنا دل کاٹ کر تنویر کے حق میں فیصلہ کرنے پر مجبور ہو جاؤں گا''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''تو اور اب آپ کر بھی کیا سکتے ہیں۔ سرسلطان نے تو آپ کے اختیارات میں زیادہ نہیں تو یہ ایک کمی تو کر ہی دی ہے''۔ بلیک

زیرو نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تم نے یہ بات ابھی ممبران کو تو نہیں بتائی"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں کیوں"...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"بس۔ ابھی انہیں بتانا بھی مت۔ میں چاہتا ہوں کہ جب تک یہ راز سرسلطان، تمہارے اور میرے درمیان ہے اس وقت تک ہم خاموش ہی رہیں۔ میں جلد سے جلد جولیا سے شادی کر لیتا ہوں تاکہ رقیبِ رو سفید کو خبر ہونے تک میں اسے چار پانچ بچوں کا ماموں بنا دوں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اب آپ یہ راز ممبران سے نہیں چھپا سکیں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے وہ کیوں"...... عمران نے بری طرح سے اچھل کر کہا۔

"سرسلطان نے ایکسٹو کے لئے حکم بھیجا ہے کہ اس آرڈر کے بارے میں آپ جلد سے جلد ممبران کو مطلع کر دیں۔ اگر اگلے چوبیس گھنٹوں میں اس آرڈر کی خبر ممبران کو نہ ہوئی تو وہ خود ممبران کو کال کر کے بتا دیں گے کہ انہوں نے پرائم منسٹر سے ایگزیکٹو آرڈر پر سائن کرا کے ان کے معاہدے سے شادی نہ کرنے کی ترمیم ختم کرا دی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے بے اختیار اپنا سر پیٹ لیا۔

"یہ سرسلطان بھی میرا اور ممبران کا بیڑہ غرق کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ اب تم ممبران کی شادیاں کرانے کے لئے ان کے سہرے آج سے ہی خریدنے شروع کر دو۔ ممبران کی شادیاں کرانے کا بھی اب سارا بار چیف ایکسٹو کو ہی اٹھانا پڑے گا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ہنسنے لگا۔

"اچھا اب آپ بتائیں۔ آپ کون سی خبر لائے ہیں"...... بلیک زیرو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"میری خبر تمہاری خبر سے گرم تو نہیں ہے لیکن دل دہلا دینے والی ضرور ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ بتائیں۔ میں دل تھام لیتا ہوں تاکہ آپ کی خبر سن کر یہ دہل نہ سکے"...... بلیک زیرو نے شوخ لہجے میں کہا۔ وہ بے حد خوش دکھائی دے رہا تھا جیسے سرسلطان نے پرائم منسٹر سے سیکرٹ سروس کے حق میں ایگزیکٹو آرڈر پاس کرا کر اس کے دل کی بھی حسرت پوری کر دی ہو۔

"تم بہت خوش دکھائی دے رہے ہو۔ ایسا لگتا ہے کہ سرسلطان نے ایگزیکٹو آرڈر پاس کرا کر تمہیں بھی شادی کرنے کے اختیارات دے دیئے ہوں"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ میں اس لئے خوش ہوں کہ سیکرٹ سروس کے ممبران ایک ایسی قید سے آزاد ہو گئے ہیں جو ہم نے ان پر زبردستی تھوپ رکھی تھی۔ ہمیں شرعی طور پر واقعی ان کے لئے شادی

نہ کرنے کی شق معاہدے سے خود ہی نکال دینی چاہئے تھی تاکہ وہ بھی پھل پھول سکیں اور اپنی نسل آگے بڑھا سکیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اب انہیں ایسا کرنے سے کون روک سکے گا۔ بھلا ہو سر سلطان کا آخر انہوں نے ممبران کے سامنے ایکسٹو کی عزت خاک میں ملا ہی دی ہے کہ وہ ایکسٹو سے زیادہ اختیارات کے مالک ہیں اور اگر وہ چاہیں تو اسی طرح ایگزیکٹیو آرڈر پاس کرا کر یا پارلیمنٹ اور سینٹ سے متفقہ بل پاس کرا کر مجھے بھی ایکسٹو کی سیٹ سے ہٹانے کا بندوبست کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''نہیں وہ ایسا کبھی نہیں کریں گے۔ انہوں نے صرف اسی شق کی ترمیم کرائی ہے جو ناجائز تھی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''بہرحال ترمیم تو ہو گئی۔ اب اگر ممبران شادیاں کر کے اپنی بیویوں سے سینڈل کھانے کے لئے آمادہ ہو جائیں گے تو ہم کیا کر لیں گے۔ اب ان کی قسمت۔ اب وہ ایک شادی کریں یا چار''۔عمران نے کہا تو بلیک زیرو ہنس پڑا۔

''آپ نے ابھی تک اپنی بات نہیں بتائی''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے جیب سے ایک بیج نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ بلیک زیرو نے اس سے بیج لیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ بیج پر سیاہ رنگ کا چاند بنا ہوا تھا اور اس چاند پر بی ایم لکھا ہوا تھا۔ بلیک زیرو چند لمحے غور سے بیج دیکھتا رہا پھر وہ بری طرح سے اچھل

پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ جیسے وہ اس بیج کو بخوبی پہچانتا ہو۔

''یہ بیج تو کافرستانی ایجنسی بلیک مون کا سائن ہے۔ یہ کہاں سے ملا ہے آپ کو''...... بلیک زیرو نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''یہ مجھے جولیا کے فلیٹ سے ملا ہے۔ کافرستانی ایجنٹ جولیا کے فلیٹ میں داخل ہوئے تھے۔ ان سے جولیا کی ہاتھا پائی بھی ہوئی تھی لیکن جولیا کے مقابلے میں کافرستانی ایجنٹ کامیاب رہے تھے انہوں نے جولیا کو زیر کر لیا تھا اور پھر انہوں نے جولیا کو ہلاک کرنے کے لئے اسے دنیا کا خطرناک ترین زہریلا انجکشن لگا دیا جسے اینڈرک سپائیڈر پوائزن کہا جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ لیکن کافرستانی ایجنٹ جولیا کے فلیٹ میں کیا کرنے گئے تھے۔ کیا وہ جانتے تھے کہ جولیا کہاں رہتی ہے''...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ جہاں تک میرا خیال ہے کہ کافرستانی ایجنٹوں نے جولیا کا میک اپ چیک کر لیا تھا اور پھر وہ جولیا کا پیچھا کرتے ہوئے اس کے فلیٹ تک آ گئے تھے۔ میں نے جولیا کے اردگرد موجود فلیٹ والوں سے معلومات حاصل کی ہیں۔ ان کے کہنے کے مطابق جولیا اپنے ساتھ والے فلیٹ کی ایک لڑکی اور اس کے عزیزوں کو چھوڑنے ایئر پورٹ گئی تھی جب وہ واپس آئی تو تھوڑی دیر کے بعد جولیا کے فلیٹ میں دو مردوں اور ایک عورت کو داخل

ہوتے دیکھا گیا تھا جو کافی دیر تک جولیا کے فلیٹ میں رہے تھے اور پھر وہاں سے نکل گئے تھے۔ ان کی جولیا کے ساتھ فلیٹ میں فائٹ بھی ہوئی تھی اور انہوں نے جولیا کو گولیوں کا بھی نشانہ بنانے کی کوشش کی تھی لیکن یہ جولیا کی قسمت تھی کہ وہ ان گولیوں کا شکار نہیں بنی تھی البتہ کافرستانی ایجنٹوں نے جولیا کو شاید نیڈل تھرو گن سے یا پھر کسی اور طریقے سے اس کی گردن میں ایسی سوئی پیوست کر دی تھی جس پر اینڈرک سپائیڈر کا زہر لگا ہوا تھا۔ جولیا اس زہر کا شکار ہو گئی تھی اور کافرستانی ایجنٹ وہاں سے نکل گئے تھے۔ کافرستانی ایجنٹوں کے جانے کے بعد جولیا نے انتہائی مشکلوں سے مجھے کال کی تھی۔ میں فوری طور پر اس کی مدد کے لئے وہاں پہنچ گیا اور اسے اٹھا کر رانا ہاؤس لے گیا تھا''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے بلیک زیرو کو باقی کے واقعات بتانے شروع کر دیئے۔

''کیا اس طریقے سے جوزف، جولیا کا علاج کرنے میں کامیاب ہو جائے گا''...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ اس زہر کا ایلو پیتھک میں کوئی علاج نہیں ہے۔ جوزف جن جڑی بوٹیوں کا سہارا لے رہا ہے ان جڑی بوٹیوں کی وجہ سے جولیا کے جسم سے اینڈرک سپائیڈر کے زہر کا اثر زائل ہو جائے گا اور جولیا کی جان بچ جائے گی''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''جولیا کو جوزف کے پاس چھوڑ کر میں دوبارہ جولیا کے فلیٹ میں گیا تھا۔ وہیں مجھے یہ بیج ملا ہے اور میں نے فلیٹ کا بغور جائزہ لیا ہے۔ وہاں واقعی تین افراد کے پیروں کے نشانات موجود ہیں جن میں سے دو مردوں کے پیروں کے نشان ہیں اور ایک عورت کے۔ میں نے ان تینوں کے بارے میں اردگرد کے مکینوں سے معلومات حاصل کی تھیں اور ان کے حلیئے معلوم کئے تھے۔ مکینوں نے مجھے کافرستانی ایجنٹوں کے جو حلیئے بتائے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ وہ تینوں میک اپ میں تھے''...... عمران نے کہا۔

''جس گاڑی میں کافرستانی ایجنٹوں نے جولیا کا پیچھا کیا تھا اس کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا آپ نے۔ کسی نے تو انہیں گاڑی سے نکلتے یا واپس جاتے دیکھا ہو گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''وہ سیاہ رنگ کی سیڈان میں آئے تھے۔ نئے ماڈل کی سیڈان ہے اور بلیک مون کے ایجنٹ اس قدر احمق نہیں ہیں کہ وہ اسی کار کو استعمال کرتے رہیں۔ اب تک انہوں نے اس کار کو ٹھکانے لگا دیا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر اب کیسے پتہ چلے گا کہ بلیک مون کے ایجنٹ یہاں کس مقصد کے لئے آئے ہیں اور وہ جولیا کے فلیٹ میں کیا کرنے گئے تھے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جولیا کو ہوش میں آ لینے دو پھر وہی ہمیں بتائے گی کہ اصل ماجرا کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''جولیا نے جب آپ کو مدد کے لئے بلایا تھا تو کیا اس نے اس وقت آپ کو ان کافرستانی ایجنٹوں کے بارے میں نہیں بتایا تھا''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''نہیں۔ اس وقت جولیا کی حالت بہت خراب تھی وہ ٹوٹے پھوٹے لہجے میں بات کر رہی تھی البتہ اس نے ایک بار ون ٹو تھری ضرور کہا تھا اور میں ابھی تک ون ٹو تھری کے بارے میں ہی سوچ رہا ہوں کہ جولیا نے یہ نمبرز کیوں کہے تھے''...... عمران نے کہا۔

''ون ٹو تھری۔ واقعی جولیا کو ون ٹو تھری کہنے کی کیا ضرورت تھی''...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''تم سوچو کیا تمہارے ذہن میں ون ٹو تھری کے حوالے سے کوئی بات آتی ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو اثبات میں سر ہلا کر سوچ میں ڈوب گیا پھر اچانک وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا ہوا۔ کیا تمہیں بھی کسی اینڈرک سپائیڈر نے کاٹ لیا ہے''...... اسے اچھلتے دیکھ کر عمران نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ ون ٹو تھری کے حوالے سے مجھے ایک بات یاد آئی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کون سی بات''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''ان دنوں پاکیشیا اور شوگران کے مابین ون ٹو تھری پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے۔ شوگران کے اشتراک سے ایف سکسٹین اور ایف سیون ٹین سے بڑھ کر تیز رفتار اور جدید طیارے بنانے کی تیاری ہو رہی ہے۔ ان طیاروں کی تیز رفتاری کی وجہ سے انہیں ون ٹو تھری کا نام دیا گیا ہے جو پلک جھپکتے ہی اپنا کام کر کے بحفاظت واپس آ جاتا ہے۔ پاکیشیا اور شوگران کے درمیان جب بھی ایسے معاہدے طے ہوتے ہیں تو خاص طور پر کافرستانی حکام کے پیٹ میں شدید درد اٹھتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بلیک مون کے ایجنٹ بھی انہی طیاروں کے لئے آئے ہوں تا کہ وہ یہ جان سکیں کہ ون ٹو تھری طیاروں میں ایسی کون سی ٹیکنالوجی استعمال کی جا رہی ہے جس سے پاکیشیا کا فضائی دفاعی نظام ناقابلِ تسخیر ہو سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اس کی تائید میں سر ہلا دیا۔

''پراجیکٹ شروع ہونے میں تو ابھی کافی وقت ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کافرستانی ایجنٹ اس پراجیکٹ کو ہی ختم کرنے کے لئے آئے ہیں البتہ اس پراجیکٹ کی فزیبلٹی رپورٹ تیار کر لی گئی ہے اور طیارہ سازی میں استعمال ہونے والی جدید ترین ٹیکنالوجی کا تمام انفراسٹرکچر سسٹم ترتیب دے دیا گیا ہے۔ جس کی فائنل رپورٹ پر پارلیمنٹ اور سینٹ کی ارکان نے بھی متفقہ طور پر منظوری دے دی ہے۔ اس رپورٹ پر پاکیشیائی اور شوگرانی صدور نے بھی دستخط کر دیئے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ بلیک مون کے ایجنٹ اس فائل کے حصول کے لئے یہاں آئے ہوں''...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

''مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے۔ اس فائل کو حاصل کرنے کے

سوا وہ اور کر بھی کیا سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''فائل نمبر ایک سو تیئس کی ایک کاپی شوگران کے پاس ہے اور ایک پاکیشیا کے پاس جسے حفاظت کے لئے ہارڈ روم کے زیرو بلاک کے خفیہ سیف میں رکھا گیا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے کیا بلیک مون کے ایجنٹ زیرو بلاک تک پہنچ سکتے ہیں''......عمران نے کہا۔

''امید تو نہیں ہے لیکن سائنسی ترقی میں کافرستان بھی کافی آگے نکل چکا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ہارڈ روم کے تمام حفاظتی سسٹمز کو ڈاج دے کر زیرو بلاک تک پہنچ جائیں اور خفیہ سیف کھولنا بھلا ان کے لئے کیا مشکل ہو سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تو پھر ہمیں جلد سے جلد اس فائل کی حفاظت کا مزید بہتر انتظام کر لینا چاہئے اگر فائل کافرستانی ایجنٹوں کے ہاتھ لگ گئی تو پاکیشیا کا دفاعی نظام شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے گا۔ ظاہر ہے جس ٹیکنالوجی کو چھپا کر رکھنے کا اس قدر انتظام کیا گیا ہے اگر وہ دشمن ملک کے ہاتھ لگ گئی تو پھر وہ ٹیکنالوجی ہمارے لئے قطعی طور پر بیکار ہو جائے گی۔ کافرستان خود یا پھر اسرائیل کے ساتھ مل کر اس ٹیکنالوجی کا توڑ نکال لیں گے اور اس طرح پاکیشیا اور شوگران کی ساری محنت اکارت ہو کر رہ جائے گی''......عمران نے کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ میری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا ہے کہ

یہ پراجیکٹ انتہائی خفیہ رکھا گیا تھا پھر اس کے بارے میں راز لیک آؤٹ کیسے ہوا اور اس کے بارے میں کافرستان کو کیسے علم ہو گیا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میرے لئے اس سے زیادہ حیرانی کی بات یہ ہے کہ اگر واقعی کافرستانی ایجنٹ ون ٹو تھری پراجیکٹ ختم کرنے کے لئے یہاں آئے ہیں تو انہیں جولیا کے پاس جانے کی کیا ضرورت تھی۔ جولیا بھلا ون ٹو تھری کے بارے میں کیسے جان سکتی ہے''......عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ واقعی یہ حیران کن بات ہے۔ بلیک مون ایجنٹوں کا جولیا کے فلیٹ میں جانا۔ جولیا کو ہلاک کرنے کی کوشش کرنا اور پھر جولیا کا آپ کو فون کر کے ون ٹو تھری کہنا یہ سب عجیب سا لگ رہا ہے جیسے جولیا ون ٹو تھری پراجیکٹ کے بارے میں بہت کچھ جانتی ہو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس بات کا پتہ تو اب تب ہی چلے گا جب جولیا کو ہوش آئے گا۔ میں بے ہوشی کی حالت میں تو اس سے کچھ پوچھنے سے رہا''......عمران نے کہا۔

''اگر جولیا کے جلد ہوش میں آنے کے امکانات نہیں ہیں تو آپ اس کے ذہن میں جھانک کر دیکھ لیں تاکہ پتہ تو چل سکے کہ آخر بلیک مون ایجنٹ اس کے فلیٹ میں گئے کیوں تھے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یہ ہو سکتا ہے۔ جولیا کے شعور اور لاشعور کو واقعی اس کی بے ہوشی کی حالت میں ٹٹولا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ جولیا کا مائنڈ ٹٹولیں میں ممبران کو کال کر کے بلیک مون کے ایجنٹس کی تلاش میں لگا دیتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ ابھی اسی موضوع پر باتیں کر رہے تھے کہ اسی لمحے عمران کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران چونک پڑا۔ اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور ڈسپلے دیکھنے لگا۔ ڈسپلے پر ٹائیگر کا مخصوص نمبر آ رہا تھا۔ عمران نے کال رسیونگ کا بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں''...... دوسری جانب سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''ہاں بولو۔ کیسے فون کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''میں اس وقت بلیک ہاؤس میں ہوں باس اور میں نے یہاں ایک ایسے شخص کو دیکھا ہے جس کا تعلق کافرستانی کی ایک خطرناک ایجنسی بلیک مون سے ہے''...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا تو بلیک مون کا سن کر عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

''تمہیں کیسے پتہ چلا ہے کہ اس شخص کا تعلق بلیک مون ایجنسی سے ہے اور تم بلیک ہاؤس میں کیا کر رہے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''میں ان دنوں انڈر ورلڈ کے ایک ڈان کے پیچھے لگا ہوا ہوں باس۔ اس ڈان کا تعلق کافرستان سے ہی ہے اور مجھے اس کے بارے میں پتہ چلا تھا کہ وہ پاکیشیا میں شرانگیزی پھیلانے کے لئے عسکریت پسندوں کو بھاری تعداد میں کافرستانی اسلحہ فروخت کرتا ہے۔ جس ڈان کی مجھے تلاش ہے اس کے رابطے بلیک ہاؤس میں بھی ہیں جن کی تلاش کے لئے میں یہاں آیا تھا اور یہاں میری نظر ایک ایسے شخص پر پڑ گئی جو میک اپ میں ہے لیکن میں جس شخص کی تلاش میں ہوں اس کا اصلی چہرہ دیکھنے کے لئے میں نے کراس ویژنل چشمہ لگا رکھا ہے۔ اسی کراس ویژنل چشمے کی وجہ سے مجھے اس شخص کا اصلی چہرہ دکھائی دیا تھا جسے میں کافرستانی بلیک مون ایجنسی کے ایک نامور ایجنٹ کی حیثیت سے جانتا ہوں''...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا نام ہے اس ایجنٹ کا اور وہ بلیک ہاؤس میں کیا کر رہا ہے''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔ بلیک زیرو خاموشی سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔

''وہ میجر ونود ہے باس۔ پہلے یہ کافرستانی سیکرٹ سروس کے تھرڈ سیکشن کا انچارج ہوا کرتا تھا لیکن جب بلیک مون ایجنسی قائم کی گئی تو اسے کافرستانی سیکرٹ سروس سے بلیک مون ایجنسی میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔ وہ انتہائی چالاک، عیار اور انتہائی زیرک ایجنٹ ہے جس کے جانے سے کافرستانی سیکرٹ سروس کو بے حد نقصان

ہوا ہے۔ جب وہ کافرستانی سیکرٹ سروس میں تھا تو میری اس سے دو تین بار مڈبھیڑ ہو چکی ہے اور اب میں اسے یہاں دیکھ کر حیران رہ گیا تھا اور اسی لئے میں نے کال کر کے اس کے بارے میں آپ کو بتا دینا مناسب سمجھا تھا۔ میں بلیک ہاؤس میں ان دنوں ویٹر کا کام کر رہا ہوں تاکہ یہاں آنے جانے والوں پر نظر رکھ سکوں۔ میں نے میجر ونود کو بلیک ہاؤس کے مالک جگو دادا کے ساتھ اس کے آفس سے باہر آتے دیکھا ہے۔ جگو دادا اور میجر ونود ایک دوسرے سے اس قدر کلوز تھے جیسے وہ ایک دوسرے کے ہم پیالہ اور ہم نوالہ ہوں''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب وہ دونوں کہاں ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ دونوں کلب سے باہر گئے ہیں۔ میں انہی کا انتظار کر رہا ہوں جیسے ہی وہ آئیں گے میں آپ کو ان کے بارے میں خبر دے دوں گا''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''اگر وہ واپس نہ آئے تو''...... عمران نے پوچھا۔

''میجر ونود آئے یا نہ آئے لیکن بلیک ہاؤس جگو دادا کی ملکیت ہے وہ تو آئے گا ہی۔ اگر آپ کہیں تو میں اسے یہاں سے اٹھا لیتا ہوں پھر وہ خود ہی بتائے گا کہ اس کا میجر ونود سے کیا تعلق ہے اور وہ کہاں ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''کیا اس کی واپسی تک تم وہیں رکے رہو گے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''آپ کیا چاہتے ہیں''...... ٹائیگر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

''تمہیں ان دونوں کے پیچھے جانا چاہئے تھا تاکہ اس بات کا پتہ چل جاتا کہ وہ کہاں گئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''جب میں نے ان دونوں کو دیکھا تھا تو اس وقت میرے ساتھ ہیڈ ویٹر بھی تھا جو مجھے ایک کام کے بارے میں بتا رہا تھا اگر میں اسے چھوڑ کر ان دونوں کے پیچھے چلا جاتا تو یہاں میری واپسی مشکل ہو جاتی۔ میں نے یہاں بڑی مشکلوں سے کام حاصل کیا تھا۔ یہاں رہ کر میں انڈر ورلڈ ڈان کے بارے میں آسانی سے پتہ لگا سکتا تھا۔ میجر ونود کے ساتھ چونکہ میں نے جگو دادا کو بھی جاتے دیکھا تھا اس لئے میں مطمئن تھا کہ وہ واپس ضرور آئے گا''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''کتنی دیر پہلے وہ کلب سے باہر گئے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''دس منٹ ہو گئے ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم وہیں رکو۔ میں تمہارے پاس پہنچ رہا ہوں۔ میجر ونود جیسے خطرناک ایجنٹ کا پاکیشیا میں ہونا خالی از علت نہیں ہو سکتا۔ مجھے ہر حال میں اس تک پہنچنا ہے چاہے اس کے لئے مجھے جگو دادا کے حلق میں ہاتھ ڈال کر ہی کیوں نہ اس کے بارے میں پوچھنا پڑے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں یہیں ہوں۔ آپ آ جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ

آپ کے آنے تک وہ دونوں لوٹ آئیں''...... ٹائیگر نے کہا تو
عمران نے اوکے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

''یہ میجر ونود وہی ہے جس نے اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ جولیا
کے فلیٹ میں ریڈ کیا تھا۔ مجھے جن دو افراد کا حلیہ معلوم ہوا تھا ان
میں سے ایک پر میجر ونود کا قد کاٹھ اور حلیہ فٹ بیٹھتا ہے۔ دوسرا
شخص یقیناً بلیک ہاؤس کلب کا جگو دادا ہی ہو سکتا ہے لیکن ان کے
ساتھ لیڈی ایجنٹ کون ہے اس کا ابھی معلوم نہیں ہو سکا ہے''۔
عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ وہ میجر ونود کے ساتھ ہی کافرستان سے آئی
ہو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں ایسا ہی لگ رہا ہے۔ اوکے۔ تم ممبران کو کال کر کے
انہیں شہر گردی کرنے کا حکم دو میں ٹائیگر کے پاس جاتا ہوں۔ دیکھتا
ہوں کہ یہ جگو دادا کس کھیت کی مولی ہے''...... عمران نے کہا تو
بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اے ون اور اے تھری سیٹھ اجمل کی رہائش گاہ کی چھت پر بنے
ہوئے کمرے میں موجود تھے۔ وہ تینوں کمرے کی کھڑکی کے پاس
کھڑے تھے۔ ان کی آنکھوں پر ٹیلی سکوپس لگی ہوئی تھیں اور وہ
سامنے موجود ایک عمارت کا جائزہ لے رہے تھے۔

یہ رہائش گاہ ٹھیک اس بلڈنگ کے سامنے واقعی تھی جہاں ہارڈ
سٹرانگ روم تھا اور ہارڈ سٹرانگ روم میں زیرو بلاک تھا جس میں
ون ٹو تھری پراجیکٹ کی فائل موجود تھی۔ اے تھری نے اس رہائش
گاہ کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہی اے ون کو مطلع کر
دیا تھا اس کے کہنے کے مطابق اس رہائش گاہ میں چھ افراد موجود
تھے جن میں دو میاں بیوی، دو بچے اور باقی دو ملازمین تھے۔ اے
ون نے فوری طور پر اے تھری کو اس رہائش گاہ پر قبضہ کرنے کا حکم
دے دیا تھا۔ وہ اے تھری کے ساتھ خود گیا تھا۔ اے تھری اسے

پہلے اپنے کلب بلیک ہاؤس لے گیا تھا جہاں انہوں نے رہائش گاہ
پر قبضہ کرنے کی پلاننگ کی تھی پھر وہ دونوں اس رہائش گاہ کی
طرف روانہ ہو گئے تھے۔

اے تھری کی اطلاع کے مطابق رہائش گاہ کا مالک جس کا نام
سیٹھ اجمل تھا۔ وہ دن بھر آفس میں رہتا تھا اس کے بچے ابھی
چھوٹے تھے وہ سکول جاتے تھے اور دوپہر کو واپس آ جاتے تھے۔
اے ون نے سوچا کہ اگر وہ جا کر رہائش گاہ پر دن کے وقت قبضہ
کرے گا تو اسے آسانی ہو گی۔ شام کو جب سیٹھ اجمل واپس آئے
گا تو وہ اسے بھی آسانی سے اپنے قابو میں کر لے گا۔ چنانچہ وہ
اے تھری کے ساتھ اس رہائش گاہ پہنچ گیا۔ رہائش گاہ میں داخل
ہوتے ہی اے تھری نے وہاں دو کیپسول بلاسٹ کر دیئے تھے جن
سے تیز اور انتہائی زود اثر گیس پھیل گئی تھی۔ اس گیس کی وجہ سے
رہائش گاہ کے تمام افراد بے ہوش ہو گئے تھے جنہیں اے ون اور
اے تھری نے مل کر ایک کمرے میں ڈال کر وہیں باندھ دیا تھا
اس کے بعد اے ون نے اے ٹو کو کال کر کے وہاں آنے کا
اور پھر اس نے اے تھری کو مخصوص سامان کی لسٹ دے دی تاکہ
سارا سامان لے کر اس رہائش گاہ میں آ جائے۔

اے تھری وہاں سے گیا تو اے ون رہائش گاہ کے ایک ا
حصے کا جائزہ لینا شروع ہو گیا۔ اگلے ایک گھنٹے میں اے ٹو بھی وہاں
پہنچ گئی۔ اے ون نے اسے ساری تفصیلات بتا دیں کہ اس

کس طرح اس رہائش گاہ پر قبضہ کیا تھا۔ شام کے وقت جب سیٹھ
اجمل واپس آیا تو اے ون اور اے ٹو پہلے سے ہی اس کے لئے
گھات لگائے بیٹھے تھے انہوں نے سیٹھ اجمل کو رہائش گاہ میں
داخل ہوتے ہی قابو میں کیا اور اسے بھی بے ہوش کر کے اس کے
اہل خانہ کے ساتھ کمرے میں بند کر دیا۔

تھوڑی دیر کے بعد اے تھری ایک منی لوڈر لے کر وہاں پہنچ
گیا۔ وہ منی لوڈر میں اے ون کا بتایا ہوا سامان لایا تھا۔ اے ون
نے سارا سامان چیک کیا اور پھر اس نے اے تھری کو مزید سامان
لانے کی لسٹ فراہم کر دی جسے لے کر اے تھری ایک بار پھر چلا گیا
تھا اور اے ون اور اے ٹو چھت پر موجود اس کمرے میں آ گئے اور
پھر وہ سامنے موجود بلند عمارت کا ٹیلی سکوپس سے جائزہ لینا شروع
ہو گئے۔

ہارڈ روم کی عمارت آٹھ منزلہ تھی جو ایک بڑے احاطے کے عین
وسط میں بنے ہوئے تھی۔ عمارت کے چاروں طرف موجود باؤنڈری
وال کافی اونچی تھی اور اس پر باڑ لگی ہوئی تھی۔ سامنے ایک بڑا گیٹ
تھا جو اس عمارت میں داخلے کا واحد راستہ تھا۔ چونکہ باؤنڈری وال
کافی اونچی تھیں اس لئے اس رہائش گاہ کی چھت سے بھی وہ دوسری
طرف جھانک کر نہیں دیکھ سکتے تھے البتہ انہیں عمارت کے اوپر والا
حصہ ضرور دکھائی دے رہا تھا جہاں مختلف کمروں کی انہیں کھلی ہوئی
کھڑکیاں دکھائی دے رہی تھیں جہاں انہیں مختلف افراد کام کرتے

دکھائی دے رہے تھے۔

"تم نے جو سامان منگوایا ہے اس سے لگتا ہے کہ تم نے اس عمارت کے نیچے واقعی سرنگ بنا کر جانے کا فیصلہ کیا ہے"...... اے ٹو نے آنکھوں سے دوربین ہٹاتے ہوئے کہا۔

"اس کے علاوہ مجھے اس عمارت میں داخل ہونے کا کوئی آسان راستہ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ عمارت میں ہر طرف سیکورٹی کا جال پھیلا ہوا ہے جسے میں اگر ختم بھی کر دوں تو زیرو بلاک تک پہنچنے میں ہمیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا"...... اے ون نے کہا۔

"کیسی مشکلات"...... اے ٹو نے پوچھا۔

"اس عمارت میں جگہ جگہ مسلح افراد موجود ہیں۔ جو عمارت کے اندر اور باہر موجود ہیں ہو سکتا ہے کہ عمارت کے اندر مسلح افراد خفیہ جگہوں پر بھی موجود ہوں جنہیں ہم نہ دیکھ سکیں اور وہ ہمیں نشانہ بنا لیں"...... اے ون نے کہا۔

"تو تم عمارت میں داخل ہونے سے پہلے عمارت کے ہر طرف زہریلی گیس فائر کر دو۔ زہریلی گیس کی وجہ سے عمارت میں موجود ہر شخص بے ہوش ہو جائے گا"...... اے ٹو نے کہا۔

"ہر مسئلے کا حل بے ہوشی کی گیس نہیں ہوتا کیپٹن مایا۔ میں عمارت کی ساخت دیکھ رہا ہوں۔ ساخت دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ یہ عمارت نہ صرف ساؤنڈ پروف ہے بلکہ اسے بیرونی حملوں سے

بچانے کے لئے اس انداز میں بنایا گیا ہے کہ اگر یہاں ایٹم بم بھی مار دیا جائے تو اس سے بھی عمارت کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکے گا۔ جس عمارت کے اس قدر فول پروف انتظامات کئے گئے ہوں۔ کیا اس عمارت کو زہریلی گیسوں سے بچانے کا انتظام نہیں کیا گیا ہو گا۔ اس جدید دور میں غیر ملکی ایجنٹ اور جرائم پیشہ افراد عمارت میں داخل ہونے سے پہلے ایسی ہی گیسوں کا استعمال کرتے ہیں جنہیں فائر کر کے وہ عمارت کے مکینوں کو بے ہوش کر سکیں تا کہ ان کے راستے کی ہر رکاوٹ دور ہو جائے۔ یہ عمارت پاکیشیا کے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہے اس لئے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ عمارت نام کی ہی نہیں حقیقت میں بھی ہارڈ ہے"...... اے ون نے کہا۔

"تو کیا زمین کے نیچے سرنگ بنا کر جب تم اس عمارت میں جاؤ گے تو اس کا عمارت میں موجود سیکورٹی والوں کو پتہ نہیں چلے گا"...... اے ٹو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ عمارت کو محفوظ بنانے کے لئے اوپری سطح پر زیادہ کام کیا گیا ہے۔ حفاظت کے تمام انتظامات عمارت میں غیر متعلقہ افراد کے داخلے کو روکنے کے لئے کئے گئے ہیں۔ زمین کے نیچے جہاں ایک نئی سرنگ بنے گی وہاں بھلا ایسے انتظامات کہاں ہو سکتے ہیں البتہ زمین دوز تہہ خانے اور زیرو بلاک کے حفاظتی انتظامات ضرور سخت ہوں گے لیکن میں ان تمام انتظامات کو کچھ دیر کے لئے بلاک

کر دوں گا اور اسی بلاکنگ کے دوران میں اپنا کام کر گزروں گا جس سے عمارت کے کسی بھی شخص کو اس بات کا علم نہیں ہو گا کہ کبھی کوئی تہہ خانے اور زیرو بلاک میں داخل ہوا تھا اور خفیہ سیف سے ون ٹو تھری پراجیکٹ کی فائل لے اُڑا ہے"...... اے ون نے مسکراتے ہوئے کہا تو اے ٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم جو بھی کرو گے سوچ سمجھ کر ہی کرو گے۔ میں ہر پل ہر لمحہ تمہارے ساتھ ہوں"...... اے ٹو نے کہا۔

"گڈ۔ اسی لئے تو میں تمہیں پسند کرتا ہوں کہ تم میری کسی بھی بات پر اختلاف نہیں کرتی"...... اے ون نے مسکراتے ہوئے کہا تو جواب میں اے ٹو بھی مسکرا دی۔

"تم بھی تو میری کسی بات پر اختلاف نہیں کرتے اس لئے مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں تمہارے کسی کام میں مداخلت کروں اور تمہیں ایسا کوئی کام کرنے سے روکوں جو تم آسانی سے پورا کر سکتے ہو"...... اے ٹو نے کہا تو اے ون نے ہنس کر اثبات میں سر ہلا دیا۔ رات ہو رہی تھی۔ نو بجے اے تھری ایک بار پھر اسی لوڈر میں بہت سا سامان لے کر وہاں پہنچ گیا جس میں وہ پہلے بھی سامان لایا تھا۔ ان تینوں نے لوڈر سے سامان نکالنا شروع کر دیا۔

اے ون چونکہ رہائش گاہ کا جائزہ لے چکا تھا اس لئے اسے رہائش گاہ کے نیچے ایک تہہ خانہ بھی مل گیا تھا جہاں سیٹھ اجمل نے اپنی کمپنیوں کا خام مال رکھوایا ہوا تھا۔ ان تینوں نے خام مال کی

پیٹیاں نکال کر اوپر کمروں میں رکھ دیں اور اے تھری کا لایا ہوا سارا سامان تہہ خانے میں پہنچا دیا۔

اے ون سامان کے ساتھ کسی مشین کے پارٹس بھی لایا تھا جنہیں وہ تینوں جوڑنے میں مصروف ہو گئے۔ یہ مشین ایک بڑی ڈرل مشین جیسی تھی جس کے نیچے پہیئے لگے ہوئے تھے۔ مشین کے اگلے حصے میں ایک نوکیلا کٹر تھا جو زمین میں ایک بڑا سوراخ بناتا ہوا ارد گرد کی زمین کو کاٹتا چلا جاتا تھا۔ کٹر کے عقب میں کئی سوراخ بنے ہوئے تھے جن سے سامنے سے کٹنے والے پتھر اور مٹی کو مشین کسی وائیکیوم کی طرح کھینچ لیتی تھی۔ مشین کے پچھلے حصے میں دو بڑے پائپ لگے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک پائپ سے مشین سے کٹنے والے پتھر اور مٹی گزرتی ہوئی باہر نکلتی تھی یہ پائپ خاصا طویل تھا جو نیچے سے ہوتا ہوا تہہ خانے سے نکل کر باہر لان تک چلا گیا تھا۔ دوسرا پائپ مشین کے اوپر والے حصے کی طرف ایک چرخی کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ چرخی کے ساتھ ایک ڈرم سا لگا ہوا تھا جس میں سیاہ رنگ کا ایک کیمیکل پینٹ بھرا ہوا تھا جو پیچھے بننے والی ٹنل میں چرخی کے ساتھ لگے ہوئے پائپ سے اس کیمیکل پینٹ کو ٹنل کے ہر حصے پر سپرے کرتا تھا۔ یہ کیمیکل سپرے ٹنل کی دیواروں اور چھت کو انتہائی ہارڈ بنا دیتا تھا۔ اس پینٹ کی خصوصیت یہ تھی کہ اس کی وجہ سے تیزی سے بنتا ہوا ٹنل ہر طرف سے انتہائی ہارڈ ہو جاتا تھا جس پر جتنا بھی دباؤ ڈالا جاتا ٹنل سے نہ مٹی گر سکتی

تھی اور نہ ہی ٹنل کسی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو سکتا تھا۔ اس کے علاوہ اے ون نے اے تھری سے چند کمپیوٹرائزڈ مشینوں کے بھی پارٹس منگوائے تھے جن کی مدد سے وہ زمین کے نیچے بننے والی سرنگ کا دور تک نہ صرف جائزہ لے سکتے تھے بلکہ ان مشینوں کی مدد سے وہ دوسری عمارت کے حفاظتی انتظامات کے بارے میں بھی مکمل معلومات حاصل کر سکتے تھے۔ ان میں سے ایک ایسی مشین بھی تھی جس سے تہہ خانے کو مکمل طور پر ساؤنڈ پروف بنایا جا سکتا تھا۔ مشین چلنے کی آواز اگر گونجتی بھی تو وہ آواز تہہ خانے سے باہر نہیں جا سکتی تھی اور اس مشین میں انتہائی حساس آلات بھی لگے ہوئے تھے جو زمین کے نیچے مشین کی وجہ سے پیدا ہونے والی دھمک کو بھی سک کر لیتے تھے اور باہر موجود کسی کو بھی اس بات کا علم نہیں ہو سکتا تھا کہ کسی بڑے کٹر سے زمین کے نیچے سرنگ بنائی جا رہی ہے۔

تمام مشینوں کے پارٹس جوڑنے اور انہیں آن کرنے میں انہیں کئی گھنٹے لگ گئے تھے اور انہیں پتہ ہی نہیں چلا تھا کہ کب رات گزر گئی۔ مشینوں کے پارٹس جوڑ کر انہوں نے تمام مشینوں کو جن کی تعداد چار تھی تہہ خانے کے الگ الگ حصوں میں ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا۔ جب تمام مشینیں ایڈجسٹ ہو گئیں تو اے ون ان مشینوں کو آن کرنے میں مصروف ہو گیا۔

''میرا خیال ہے ہمارا سارا کام مکمل ہو گیا ہے''...... اے ٹو نے چاروں طرف لگی ہوئی مشینوں کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں بس اب ان مشینوں کا ٹیسٹ لے رہا ہوں تاکہ ان میں اگر کوئی خامی رہ گئی ہو تو اس کا کو دور کیا جا سکے''...... اے ون نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''کتنی دیر میں تمہارے ٹیسٹ مکمل ہو جائیں گے''...... اے ٹو نے پوچھا۔

''ایک گھنٹے تک میں فارغ ہو جاؤں گا۔ تم دونوں اگر چاہو تو جا کر آرام کر سکتے ہو۔ میں بھی ٹیسٹ سے فارغ ہو کر آرام کرنے آ جاؤں گا اور پھر ہم رات کو ہی اپنا کام شروع کریں گے''...... اے ون نے کہا تو اے ٹو اور اے تھری نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور وہ تہہ خانے سے نکلتے چلے گئے۔

اے ون ایک گھنٹے تک مشینوں کی چیکنگ کرتا رہا پھر وہ بھی مطمئن ہو کر تہہ خانے سے نکلتا چلا گیا اور ایک کمرے میں آ گیا۔ یہ کمرہ سٹنگ روم کے طرز پر سجا ہوا تھا۔ اے ٹو اور اے تھری سامنے موجود صوفوں پر پڑے سو رہے تھے۔ ساری رات کام کرتے رہنے کی وجہ سے وہ بے حد تھک چکے تھے اس لئے یہاں آتے ہی وہ سو گئے تھے۔

اے ون انہیں سویا ہوا دیکھ کر مسکراتا ہوا تیسرے صوفے کی طرف بڑھا اور اس پر دراز ہو گیا۔ جلد ہی اس کی بھی آنکھیں بند ہو گئیں اور وہ گہری نیند سو گیا۔

آٹھ گھنٹوں تک وہ تینوں آرام کرتے رہے۔ پھر اٹھتے ہی اے

ٹو کچن کی طرف چلی گئی جبکہ اے ون اور اے تھری تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ اے ون نے اے تھری کو ایک مشین پر بٹھا دیا۔ اس مشین پر ایک چھوٹی سی سکرین لگی ہوئی تھی۔ اے ون اسے مشین کے فنکشن سمجھانے لگا۔

''اوکے۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ اب میں اسے آسانی سے ہینڈل کرلوں گا''...... اے تھری نے کہا۔

''اے ٹو آ جائے تو پھر ہم اپنا کام ابھی سے شروع کر دیں''...... اے ون نے کہا۔

''وہ ہمارے کھانے پینے کا انتظام کر رہی ہے''...... اے تھری نے کہا۔

''ہاں یہ بھی بہت ضروری ہے۔ بغیر کچھ کھائے پیئے ہم سے کوئی کام بھی تو نہیں ہوتا''...... اے ون نے مسکراتے ہوئے کہا تو اے تھری بھی جواباً مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اے ٹو ان کے لئے چائے کے کپ اور سینڈوچز لے آئی۔ ان تینوں نے مل کر چائے کے ساتھ سینڈوچز کھائے اور پھر اے ون نے اے ٹو کو دوسری مشین پر بٹھا دیا۔ اس نے اے ٹو کو مشین کے فنکشن سمجھائے اور پھر وہ خود اس مشین کے پاس آ گیا جسے اس نے زمین کے نیچے سرنگ بنانے کے لئے کٹر کے طور پر استعمال کرنا تھا۔ اے ون نے مشین آن کی تو مشین کے آگے لگے ہوئے گول اور نوکیلے کٹر نے تیز آواز کے ساتھ گھومنا شروع کر دیا۔ مشین کی آواز اس قدر تیز تھی جیسے ایک

ساتھ وہاں کئی ہائی پاور جنریٹر چل رہے ہوں۔

اے ون اس مشین کو دھکیلتا ہوا سامنے موجود دیوار کے پاس لے گیا۔ مشین کی گراریاں تیزی سے چل رہی تھیں۔ اے ون نے جیسے ہی نوکیلا ڈرلر دیوار کے ساتھ لگایا کنکریٹ کی دیوار سے تیز آواز کے ساتھ چنگاریاں سے پھوٹتی ہوئی دکھائی دینے لگیں۔ ڈرلر دیوار میں سوراخ کرتا ہوا تیزی سے اندر کی جانب دھنستا جا رہا تھا۔ مشین اور ڈرلر کی آواز اتنی تیز تھی کہ تہہ خانے میں ان تینوں کے کان پھٹے جا رہے تھے لیکن ان تینوں کے چہروں پر اس آواز کا جیسے کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

جیسے ہی دیوار میں سوراخ بننا شروع ہوا اے تھری کی مشین پر لگی ہوئی سکرین آن ہوگئی اور اسے سکرین پر ڈرلر کا اگلا سرا دکھائی دینا شروع ہو گیا جس میں ڈرلر تیزی سے گھومتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ اے ٹو بھی مشین پر کام کر رہی تھی وہ اس مشین سے تہہ خانے میں پیدا ہونے والی آوازیں اور زمین کی دھمک کنٹرول کر رہی تھی تا کہ دھمک اور زور دار آوازیں تہہ خانے سے باہر نہ جا سکیں۔ تھوڑی ہی دیر میں اے ون مشین سمیت ایک بڑے سے سوراخ میں داخل ہو گیا۔ یہ سوراخ اتنا بڑا تھا کہ اے ون مشین سمیت آسانی سے اس میں سما گیا تھا۔ اس کے پیچھے طویل پائپ لگا ہوا تھا جو تہہ خانے سے ہوتا ہوا باہر لان کی طرف چلا گیا تھا۔ ڈرلر دیوار سے پتھر توڑتا آگے بڑھ گیا تھا اور اب وہ مٹی کی پرتیں کاٹ

رہا تھا اور مشین کا وائیکیوم سسٹم ان پتھروں اور مٹی کو مشین اور پائپ کے راستے باہر پھینک رہا تھا۔ اے تھری نے لان میں پائپ اس انداز میں ایڈجسٹ کیا تھا کہ پائپ سے نکلنے والی مٹی لان میں چاروں طرف بکھرتی جائے اور وہاں مٹی کا ٹیلہ نہ بن سکے۔

وہ تینوں اگلے پانچ گھنٹوں تک اسی طرح تہہ خانے میں کام کرتے رہے۔ اے تھری چونکہ ڈرلر پر نظر رکھے ہوئے تھا اس لئے اسے پتہ چل رہا تھا کہ اے ون ڈرلر کے ذریعے سرنگ بناتا ہوا کہاں جا رہا ہے اور سرنگ کتنی گہرائی میں بنائی جا رہی ہے۔ اے ون چونکہ ڈرلر کے ساتھ کافی اندر تک چلا گیا تھا اس لئے ان تینوں نے اپنے کانوں پر ہیڈ فون لگا لئے تھے تاکہ ایک دوسرے سے رابطے میں رہ سکیں۔

''ابھی تم نے آدھی سرنگ بنائی ہے اے ون۔ ابھی بہت کام باقی ہے''...... اے تھری نے مشین پر لگی ہوئی سکرین دیکھ کر ہیڈ فون کے ساتھ لگے ہوئے مائیک میں اے ون سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں جانتا ہوں۔ اے ٹو تم بتاؤ۔ کیا تمہیں کسی حفاظتی سسٹم کا کوئی کاشن ملا ہے یا نہیں''...... اے ون نے پہلے اے تھری سے کہا اور پھر اے ٹو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''نہیں۔ مجھے ابھی تک کوئی کاشن نہیں ملا ہے''...... اے ٹو نے جواب دیا۔

''اوکے۔ میں زیرو پوائنٹ تھری کی ریز کی رینج اور بڑھا دیتا ہوں۔ جو انڈر گراؤنڈ ہونے کے باوجود ایک سو میٹر کے دائرے میں پھیل جائیں گی اور اس سے تمہیں کوئی نہ کوئی کاشن ضرور مل جائے گا''...... اے ون نے کہا۔

''اوکے۔ تم رینج بڑھاؤ۔ میں مشین پر نظر رکھ رہی ہوں''۔ اے ٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس کی مشین سے ٹوں ٹوں کی تیز آواز نکلی تو اے ٹو نے فوراً مشین کے چند بٹن پریس کر کے اس کے ساتھ لگے ہوئے ڈائل گھمانے شروع کر دیئے۔ اس کی نظریں میٹروں کی تھرکتی ہوئی سوئیوں پر جمی ہوئی تھیں۔ سائیڈ میں ایک چھوٹی سی سکرین تھی جس پر انگریزی تحریر چل رہی تھی۔ اے ٹو غور سے اس تحریر کو دیکھنے لگی۔

''تمہاری مشین سے مجھے بیپ کی آواز سنائی دی ہے جس کا مطلب ہے کہ مشین نے کوئی سگنل چیک کیا ہے۔ کیا اس سگنل سے کوئی کاشن ملا ہے''...... اے ون نے پوچھا۔

''ہاں۔ میٹر ریڈر سے تھوڑی بہت معلومات ملی ہیں لیکن کچھ واضح نہیں ہے۔ تم سرچنگ ریز کے دو پوائنٹ اور بڑھا دو پھر ریڈنگ کلیئر ہو جائے گی''...... اے ٹو نے کہا۔

''اوکے۔ میں پوائنٹس بڑھا رہا ہوں۔ دھیان رکھنا اگر مزید پوائنٹس بڑھنے سے مشین گرم ہونا شروع ہو جائے تو مجھے بتا دینا ایسا نہ ہو کہ مشین ہیٹ اَپ ہو کر بند ہو جائے ہمیں اس مشین کی ابھی

بہت ضرورت ہے''...... اے ون نے کہا۔

''میں نے ہیٹ سکر آن کر دیا ہے۔ دو پوائنٹس بڑھنے سے مشین پر کوئی اثر نہیں پڑے گا''...... اے ٹو نے کہا۔

''او کے۔ یہ لو میں نے پوائنٹس بڑھا دیئے ہیں''...... اے ون نے کہا اور ساتھ ہی مشین سے ایک بار پھر ٹوں ٹوں کی تیز آواز ابھرنے لگی۔ ٹوں ٹوں کی آواز سنتے ہی اے ٹو نے جلدی جلدی چند بٹن پریس کئے اور دو ڈائلوں کو ایک ساتھ پکڑ کر گھمانا شروع کر دیا۔ اس کی نظریں دائیں طرف لگے ہوئے ایک میٹر پر جمی ہوئی تھیں جس کی سرخ سوئی تیزی سے حرکت کرتی ہوئی دائیں طرف گھوم رہی تھی۔ جیسے جیسے اے ٹو ڈائل گھما رہی تھی میٹر کی سوئی نارمل پوزیشن پر آتی جا رہی تھی۔

''بس ٹھیک ہے۔ اب مجھے تمام کاشن ملنے شروع ہو گئے ہیں''...... اے ٹو نے کہا۔

''گڈ شو۔ بتا سکتی ہو کہ ہارڈ بلڈنگ میں کون سی حفاظتی ریز کام کر رہی ہے''...... اے ون نے مسرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''یس۔ مجھے مشین میں ایم ایم تھرٹی کا کاشن مل رہا ہے جس کا مطلب ہے کہ عمارت میں چار قسم کی ریزز کا جال بچھا ہوا ہے۔ جن کی وجہ سے پوری عمارت کو ہر قسم کے تباہ کن اسلحے سے محفوظ بنا دیا گیا ہے۔ یہاں واقعی اگر ایٹم بم سے بھی حملہ کیا جائے تو عمارت کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا''...... اے ٹو نے کہا۔

''تم مجھے ایم ایم تھرٹی ریزز کی ویلیو بتاؤ۔ یہ ریزز کن پوائنٹس پر کام کر رہی ہیں تاکہ میں انہیں وقتی طور پر ڈی فیوز کر سکوں اور آگے بڑھنے کا راستہ بنا سکوں''...... اے ون نے کہا تو اے ٹو اسے مشین کی سائیڈ پر موجود چھوٹی سکرین سے ریزز کی ویلیوز بتانا شروع ہو گئی۔

''ہو گیا کام۔ میں نے سائیگر ریزز سے وقتی طور پر ان ریزز کا جال توڑ دیا ہے۔ اب میں یہاں سے آگے جا رہا ہوں''...... اے ون کی مسرت بھری آواز سنائی دی اور پھر اے تھری سکرین پر ڈرلر مشین کو آگے بڑھتا دیکھنے لگا۔ تقریباً چار گھنٹوں کے بعد اے ون دوسری عمارت کے تہہ خانے کے پاس پہنچ گیا۔ اب اس کے سامنے ایک اور کنکریٹ کی دیوار تھی۔

''اے ٹو۔ اب بتاؤ کیا تمہیں اب بھی کسی ریز کا کاشن مل رہا ہے''...... اے ون نے پوچھا۔

''نہیں۔ ایم ایم تھرٹی کے علاوہ مجھے یہاں کسی ریز کا کوئی کاشن نہیں مل رہا ہے۔ تم نے ان ریزز کو وقتی طور پر بلاک کر رکھا ہے اس لئے ان کے سگنل کافی لو ہو گئے ہیں''...... اے ٹو نے جواب دیا۔

''او کے۔ اب میں اس کنکریٹ کی دیوار میں ایک چھوٹا سا سوراخ بنا رہا ہوں تاکہ اس سوراخ کے ذریعے میں تہہ خانے میں بلاک فلیش فائر کر سکوں۔ بلاک فلیش کی وجہ سے تہہ خانے میں

جتنے بھی سیکورٹی کیمرے لگے ہوں گے وہ جام ہو جائیں گے اور مانیٹر کرنے والے آپریٹر کو وہی مناظر دکھائی دیں گے جو وہ پہلے سے دیکھتا چلا آ رہا تھا۔ چونکہ تہہ خانے میں کوئی چیز متحرک نہیں ہے اس لئے آپریٹر کو تہہ خانوں میں لگے ہوئے کیمروں کی بلاکنگ کا علم نہیں ہو سکے گا''......اے ون نے جواب دیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اے تھری نے اپنی سکرین پر تیز روشنی سی چمکتے ہوئے دیکھی۔ جیسے ہی روشنی چمکی اس کی سکرین تاریک ہوگئی۔

''میری سکرین آف ہوگئی ہے''......اے تھری نے کہا۔

''گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ بلاکنگ فلیش نے کام کر دیا ہے ابھی تمہاری سکرین پھر سے آن ہو جائے گی اور تمہیں سوائے ڈرلر مشین کے اور کچھ دکھائی نہیں دے گا''...... اے ون نے کہا اور پھر واقعی سکرین خود ہی آن ہوگئی لیکن اب سکرین پر صرف ڈرلر مشین ہی دکھائی دے رہی تھی۔

''سکرین آن ہوگئی ہے''......اے تھری نے کہا۔

''اوکے۔ اب میں کنکریٹ کی دیوار کاٹ رہا ہوں۔ جیسے ہی دیوار کٹے گی میں تم دونوں کو بتا دوں گا۔ تو تم زیرو گنیں لے کر فوراً یہاں آ جانا پھر ہم ایک ساتھ ہارڈ روم میں داخل ہوں گے اور زیرو بلاک تک جائیں گے''......اے ون نے کہا تو ان دونوں نے ایک ساتھ اوکے کہہ دیا۔ چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے ایک ہلکے سے دھماکے کی آواز سنائی دی۔

''میں نے کنکریٹ کی دیوار اُڑا دی ہے۔ تم دونوں زیرو گنیں لے کر فوراً اس طرف آ جاؤ''......اے ون کی تیز آواز سنائی دی تو اے ٹو اور اے تھری فوراً اٹھے اور سامنے پڑے ہوئے ایک بیگ کی جانب لپکے۔ اے تھری نے بیگ کھولا اور اس میں سے تین گنیں نکال لیں۔ ان گنوں کی نالیاں آگے سے ٹیڑھی تھیں اور بگلوں کے منہ کی طرح کھلی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

''کیا تینوں گنیں لانی ہیں''......اے ٹو نے مائیک میں پوچھا۔

''ہاں۔ جلدی کرو۔ ہمارے پاس صرف دس منٹ کا وقت ہے۔ بارہ منٹ تک یہاں کا حفاظتی سسٹم ہماری مرضی کے مطابق کام کرے گا اس کے بعد خود بخود نارمل ہو جائے گا اور پھر ہمارا یہاں سے بچ نکلنا ناممکن ہو جائے گا''...... اے ون نے تیز لہجے میں کہا تو ان دونوں نے گنیں اٹھائیں اور تیزی سے ڈرلر سے بنی ہوئی سرنگ کی طرف بھاگتے چلے گئے۔ سرنگ کے اندر تاریکی تھی۔ اے تھری بیگ سے ایک ہیوی ٹارچ بھی لے آیا تھا۔ اس نے ٹارچ آن کی اور پھر وہ دونوں تیزی سے سرنگ میں بھاگتے چلے گئے جو زگ زیگ انداز میں آگے جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ اگلے پانچ منٹوں کے بعد وہ دونوں ایک بڑے خلاء کے سامنے کھڑے تھے جہاں اے ون ان کا ڈرلر مشین کے پاس کھڑا بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔ خلاء کی دوسری طرف انہیں ایک بڑا ہال نما کمرہ دکھائی دے رہا تھا جہاں بڑے بڑے فولادی دروازے

موجود تھے۔ ان دروازوں پر چھوٹے چھوٹے رنگ برنگے بلب سے سپارک کر رہے تھے اور ان دروازے کی سائیڈوں پر پینل لگے ہوئے تھے۔

اے ٹو نے ایک گن اے ون کو دے دی۔ اے ون نے گن کا منہ اوپر اٹھاتے ہوئے ایک بٹن پریس کیا تو بگلے جیسے منہ سے زرد رنگ کے دھویں کی پھوار سی نکلی اور تیزی سے ہال میں پھیلتی چلی گئی۔ ہال میں تیز روشنی تھی جیسے ہی اے ون نے وہاں گن سے زرد دھواں پھیلایا ہال کی روشنی مدہم ہوتی چلی گئی۔

''تم بھی اپنی گنوں سے گلوشگر فائر کرو اور آگے بڑھو جب تک ہم گلوشگرز کے اندر رہیں گے باہر موجود کسی کو بھی ہمارے بارے میں علم نہیں ہو گا کہ ہم اس ہال میں داخل ہو چکے ہیں اور نہ ہی ہماری آوازیں باہر جائیں گی''...... اے ون نے کہا تو اے ٹو اور اے تھری نے اثبات میں سر ہلائے اور اپنی گنوں سے زرد دھواں خارج کرتے ہوئے اے ون کے پیچھے ہال میں آ گئے۔ وہ آگے بڑھتے ہوئے وقفے وقفے سے گنوں کے بٹن پریس کر رہے تھے جس کی وجہ سے ہال میں ہر طرف زردی سی پھیل گئی تھی۔ اے ون اور اس کے ساتھی ہال کی دیواروں میں بنے ہوئے دروازوں کو غور سے دیکھتے ہوئے آگے بڑھے جا رہے تھے۔ ان دروازوں کے اوپر نمبروں کے ساتھ مختلف کیٹگریوں کے نام لکھے ہوئے تھے جس سے پتہ چلتا تھا کہ اس کمرے میں کس نوعیت کا سامان یا فائلز

موجود ہیں۔ اے ون ان نمبرز اور ناموں کو دیکھتا ہوا ایک کمرے کے دروازے کے پاس جا کر رک گیا۔ اس دروازے کے اوپر زیرو بلاک لکھا ہوا تھا۔

''یہ ہے وہ زیرو بلاک جہاں ون ٹو تھری پراجیکٹ کی فائل موجود ہے''...... اے ون نے کہا۔ زیرو بلاک کا دروازہ فولادی تھا۔ دروازے پر باریک دھاگے جیسی سرخ لکیروں کا جال سا پھیلا ہوا دکھائی دے رہا تھا جو ایسی ریز کا تھا جنہیں اگر غلطی سے ہاتھ بھی لگا دیا جاتا تو یہ ریز فوراً ہاتھ جلا سکتی تھیں۔ اس کے علاوہ دروازے کی سائیڈوں پر مختلف رنگوں کے چھوٹے چھوٹے بلب بھی جل رہے تھے جو اس دروازے کے پاس آنے والے کسی بھی شخص کو اسکین کر کے اس کا ڈیٹا فوری طور پر آپریٹنگ روم میں ٹرانسفر کر دیتے تھے جس سے آپریٹنگ روم میں موجود آپریٹر کو فوراً علم ہو جاتا تھا کہ دروازے کے پاس کون موجود ہے لیکن چونکہ اے ون اور اس کے ساتھی اپنے ساتھ خصوصی گنیں لائے تھے اور انہوں نے وہاں سیکورٹی کیمروں کے ساتھ تمام سسٹم وقتی طور پر بلاک کر دیا تھا اس لئے حفاظتی سسٹم انہیں نہ ٹریس کر سکتا تھا اور نہ ہی ان کی تصویریں بنا کر آپریٹنگ روم میں بھیج سکتا تھا۔

دروازے کے دائیں طرف دیوار پر ایک فنگر اسکینر لگا ہوا تھا۔ اس کمرے کا دروازہ شاید کسی مخصوص شخص کی انگلیاں رکھنے سے ہی کھولا جا سکتا تھا۔ جب تک مخصوص فرد اسکینر پر انگلیاں نہ رکھتا اس

وقت تک پینل کام نہیں کرتا تھا اور کمرے کا دروازہ نہیں کھل سکتا تھا۔ اے ون چند لمحے دروازے کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے جیب سے ایک سیاہ رنگ کا چشمہ نکالا اور اسے آنکھوں پر لگاتے ہوئے اس نے چشمے کی سائیڈ میں لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے بٹن پریس کیا چشمے کے شیشوں سے ہلکے نیلے رنگ کی روشنی سی نکلنے لگی۔ اے ون فنگر سکینر کے پاس آ گیا اور اسکینر کو غور سے دیکھنے لگا۔

خصوصی چشمے کی مدد سے وہ اسکینر پر موجود فنگر پرنٹس آسانی سے دیکھ رہا تھا۔ اے ون نے جیب سے ایک چھوٹا سپرے کین نکالا اور اس کا ڈھکن اتار کر اسکینر پر سپرے کرنے لگا۔ وہ جیسے جیسے سپرے کرتا جا رہا تھا اسکینر پر فنگر پرنٹس واضح ہوتے جا رہے تھے۔ جب اسکینر پر پانچوں انگلیوں کے نشان واضح ہو گئے تو اے ون نے سپرے بند کر کے اپنی جیب میں ڈال لیا پھر اس نے اپنے لباس کی دوسری جیب سے اسکاچ ٹیپ نکالی۔ یہ ٹیپ عام اسکاچ ٹیپ سے کہیں زیادہ چوڑی تھی۔ اے ون نے اسکاچ ٹیپ کے دانتوں سے پانچ ٹکڑے کاٹے اور پھر وہ ایک ٹکڑا لے کر اسکینر پر جھک گیا۔ اس نے اسکاچ ٹیپ کا ٹکڑا نہایت احتیاط کے ساتھ ابھرے ہوئے ایک فنگر پرنٹ پر رکھا اور اسے انگلی کی مدد سے آہستہ آہستہ پریس کرنے لگا۔ جب اسکاچ ٹیپ پریس ہو گئی تو اے ون نے اسکاچ ٹیپ کا کنارا پکڑ کر اسے اسکینر سے اتار لیا۔ اسکاچ ٹیپ پر اسکینر سے

فنگر پرنٹ بن گیا تھا۔ اے ون نے اسکاچ ٹیپ اس انگلی پر چپکائی جس کا فنگر پرنٹ تھا پھر اس نے ٹیپ کے دوسرے ٹکڑے پر دوسرا فنگر پرنٹ لیا اور ٹیپ دوسری انگلی پر چپکا لی۔ اسی طرح اس نے پانچوں انگلیوں کے نشان اسکاچ ٹیپ پر لگا کر ٹیپ کے ٹکڑے اپنی انگلیوں پر سیٹ کر لئے اور پھر اس نے باری باری ٹیپ لگی انگلیاں سکینر پر رکھنی شروع کر دیں۔ جیسے ہی اس نے اسکینر پر پانچوں انگلیاں رکھیں اسی لمحے اسکینر سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی اور پھر کھٹاک کی آواز کے ساتھ زیرو بلاک کا دروازہ کھلتا چلا گیا۔ دروازہ کھلتے دیکھ کر نہ صرف اے ون بلکہ اے ٹو اور اے تھری کی آنکھوں میں بھی چمک آ گئی۔ اے ون نے آگے بڑھ کر دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ مزید کھلتا چلا گیا۔ اندر بے شمار سیف دکھائی دے رہے تھے جن پر مختلف ناموں اور نمبروں کی پلیٹیں لگی ہوئی تھیں۔ اے ون نے اے ٹو سے بگلے جیسی منہ والی گن لی اور گن کے یکے بعد دیگرے کئی بار بٹن پریس کرتا چلا گیا۔ گن سے زرد دھواں نکل کر زیرو بلاک میں پھیل گیا۔ اے ون چند لمحے غور سے زرد دھواں دیکھتا رہا پھر اس نے اپنی گن اے ٹو کو پکڑائی اور اس سے دوسری گن لے لی اور اس گن سے بھی روم میں زرد دھواں پھیلانے لگا۔ کچھ ہی دیر میں کمرے میں جیسے ہر طرف زردی سی پھیل گئی۔ کمرے میں زرد روشنی پھیلتے ہی اے ون نے یہ گن بھی اے ٹو کی پکڑا دی اور اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹی سی مشین

نکال لی۔ مشین پر ایک ڈائل اور میٹر لگا ہوا تھا۔ اے ون نے مشین
کے دو بٹن پریس کئے تو اچانک میٹر کی سوئی تیزی سے تھرکنے لگی۔
اے ون نے ڈائل گھمایا تو مشین پر لگا ہوا سرخ رنگ کا ایک بلب
تیزی سے سپارک کرنا شروع ہو گیا۔ اے ون مسلسل ڈائل گھما کر
میٹر کی سوئی ایک خاص پوائنٹ پر لا رہا تھا۔ جیسے ہی سوئی خاص
مقام پر آئی سرخ رنگ کا سپارک کرتا ہوا بلب بجھ گیا اور اس کی
جگہ مشین پر سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔

’’گڈ شو۔ میں نے زیرو بلاک کے تمام حفاظتی سسٹم وقتی طور پر
آف کر دیئے ہیں۔ آؤ۔ کمرے میں اب ہمارے لئے کوئی خطرہ
نہیں ہے‘‘...... اے ون نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی
سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ اس کے کمرے میں جاتے ہی اے ٹو
اور اے تھری بھی اس کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے۔ کمرے
میں داخل ہوتے ہی انہیں اپنے جسموں میں عجیب سی سنسناہٹ
ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔

’’یہ ہمارے جسموں میں سنسناہٹ کیوں ہو رہی ہے‘‘...... اے
ٹو نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

’’گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ کمرے میں الیکٹرک ریز کا
جال پھیلا ہوا تھا جسے میں نے وقتی طور پر بریک کر دیا ہے۔ اگر ہم
ایسے ہی کمرے میں داخل ہو جاتے تو الیکٹرک ریز کی زد میں آ
کر ہم وہیں جل کر راکھ بن جاتے۔ یہ سنسناہٹ انہیں ریز کی وجہ

سے ہے‘‘...... اے ون نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا اور وہ کمرے
میں موجود سیف چیک کرنے لگا۔ وہ غور سے ہر سیف پر لگی پلیٹ
دیکھ رہا تھا۔ کمرے کے وسط میں وہ ایک سیف کے پاس آ کر رک
گیا۔ اس سیف پر ٹاپ سیکرٹ لکھا ہوا تھا۔ نیچے ایک چھوٹی سی
پلیٹ اور بھی موجود تھی جس پر سیف میں موجود فائلوں کے کوڈز
لکھے ہوئے تھے۔ اے ون اس پلیٹ کو دیکھنے لگا پھر اس کی نظریں
پلیٹ پر پراجیکٹ ون ٹو تھری پر آ کر رک گئیں۔

’’ہماری مطلوبہ فائل اس سیف میں ہے‘‘۔ اے ون نے کہا۔

’’اب اسے کھولو گے کیسے۔ یہ تو ہارڈ سیف معلوم ہو رہے
ہیں‘‘...... اے ٹو نے سیف کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

’’میں نے کمرے کو کیموفلاج کر دیا ہے۔ اس کمرے سے نہ تو
کوئی آواز باہر جا سکتی ہے اور نہ ہی اس کمرے کے مناظر کو کسی
کیمرے کی آنکھ سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اس لئے میں اس سیف کا
لاک کلاسٹ بم سے اُڑا دوں گا۔ اس بم سے صرف سیف کا لاک
سسٹم تباہ ہو گا باقی سیف تباہ ہونے سے بچ جائے گا‘‘...... اے
ون نے کہا اور پھر اس نے اپنے لباس کی اندرونی جیب سے ایک
پلاسٹک کا بیگ نکالا اور اسے کھول کر اس میں سے ایک مائیکرو مگر
طاقتور بم نکال لیا۔ اس نے بم کے چھوٹے چھوٹے تاروں کو سیٹ
کیا اور پھر اس نے بم سیف کے لاک کے ہول میں ڈال دیا۔ بم
لاک کے ہول میں ڈال کر اس نے اپنے ساتھیوں کو سیف سے

پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا اور خود بھی پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ جیسے ہی وہ پیچھے ہٹے اسی لمحے ایک زور دار دھماکا ہوا اور لاک کے پرخچے اُڑتے چلے گئے۔ لاک کے تباہ ہوتے ہی اچانک سیف کے اندر سے نیلے رنگ کا گاڑھا دھواں سا نکلا۔

''اوہ۔ سیف کو غلط طریقے سے کھولنے کی وجہ سے اس کے حفاظتی سسٹم سے زہریلا دھواں نکل رہا ہے۔ اپنے سانس روک لو جلدی''...... اے ون نے چیختے ہوئے کہا اور اس نے اپنا سانس بھی روک لیا۔ چند لمحوں تک سیف کے ٹوٹے ہوئے لاک سے دھواں نکلتا رہا پھر دھواں نکلنا بند ہو گیا۔ اے ون دھواں نکلتے دیکھ کر اپنی ریسٹ واچ دیکھ رہا تھا۔ اس نے تین منٹ تک سانس روکے رکھا پھر جب کمرے سے نیلا دھواں تحلیل ہوا تو اے ون نے اے تھری کو اپنی گن سے کمرے میں ایک بار پھر زرد دھواں پھیلانے کا اشارہ کیا تو اے تھری گن کا بٹن پریس کر کے کمرے میں زرد دھواں پھیلانے لگا۔

''بس ٹھیک ہے۔ اب تم سانس لے سکتے ہو۔ یہاں سے زہریلے دھوئیں کا اخراج ہو گیا ہے''...... اے ون نے اپنا سانس بحال کرتے ہوئے کہا اور اطمینان بھرے انداز میں اس سیف کی طرف بڑھتا چلا گیا جس کا لاک اس نے کلاسٹ بم سے تباہ کیا تھا۔ اس نے سیف کا دروازہ کھولا تو اسے سیف میں کئی خانے دکھائی دیئے جن میں ترتیب سے مختلف فائلیں رکھی ہوئی تھیں۔ اے

ون ان فائلوں کو اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگا۔ پھر اس نے جیسے ہی ایک فائل اٹھائی تو فائل پر پراجیکٹ ون ٹو تھری لکھا دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔ اس نے فائل کھولی۔ فائل میں دس سے زائد پرنٹڈ پیپر موجود تھے۔ یہ پیپر چمکدار تھے جیسے کاغذ کی بجائے کسی خاص دھات کے بنے ہوئے ہوں۔

''اوہ۔ یہ پیپر تو ڈروم کوٹڈ ہیں۔ ان کی نہ تو تصویریں بنائی جا سکتی ہیں اور نہ ہی کاپی کی جا سکتی ہے''...... اے ون نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''تو پھر اب ہم اس فائل کی تصویریں کیسے بنائیں گے''۔ اے ٹو نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

''ڈروم کوٹڈ فائلوں کی نقل ناممکن ہے۔ اب ہمیں یہاں سے یہ اصلی فائل ہی لے جانی ہو گی اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے''...... اے ون نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''تو لے چلو۔ ہم نے یہاں تک پہنچنے کے لئے جو کچھ کیا ہے اس کے بارے میں پاکیشیائی حکام کو جلد ہی پتہ چل جائے گا انہیں اس بات کا بھی علم ہو جائے گا کہ ہم اسی فائل کے لئے یہاں آئے تھے تو پھر ہم اس فائل کو یہاں کیوں چھوڑیں''...... اے تھری نے کہا۔

''ہاں۔ اس کے سوا اب دوسرا کوئی چارہ نہیں ہے۔ ہمیں یہاں سے اصل فائل ہی لے جانی ہو گی''...... اے ون نے کہا۔

''تو پھر چلو۔ اب سوچنے کے لئے کیا رہ گیا ہے''...... اے ٹو نے کہا۔

''مین سیکورٹی سسٹم کے بحال ہونے میں صرف تیس سیکنڈ باقی ہیں۔ اس لئے فوراً یہاں سے واپس چلو''...... اے ون نے ریسٹ واچ پر ٹائم دیکھتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔ اس نے فائل اپنے لباس کے نیچے چھپائی اور پھر وہ تینوں انہی راستوں سے ہوتے ہوئے وہاں سے نکلتے چلے گئے جن راستوں سے وہ یہاں آئے تھے۔

عمران کے چہرے پر انتہائی کبیدگی کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے وہ ٹائیگر سے ملنے کے لئے بلیک ہاؤس پہنچا تھا۔ ٹائیگر کلب میں ایک ویٹر کے روپ میں تھا۔ ٹائیگر نے عمران کو ہال میں ایک ٹیبل پر بٹھا دیا تھا اور اسے بتایا تھا کہ جگو دادا ابھی تک نہیں لوٹا ہے۔

عمران نے دو گھنٹوں تک جگو دادا کا انتظار کیا لیکن وہ واپس نہیں آیا تھا پھر عمران کے پوچھنے پر ٹائیگر عمران کو کلب کے اس حصے میں لے گیا جہاں جگو دادا کا آفس تھا۔ عمران جگو دادا کے آفس میں گھس گیا اور وہاں کی تلاشی لینے لگا لیکن اسے جگو دادا کے آفس میں ایسا کوئی کلیو نہیں مل سکا تھا جس سے اس بات کا پتہ چل سکے کہ جگو دادا کا تعلق بھی کافرستان سے ہے اور میجر ونود کیوں اس سے ملنے آیا تھا۔

عمران جس خاموشی سے جگو دادا کے آفس میں داخل ہوا تھا اسی خاموشی سے وہ اس کے آفس سے باہر آ گیا تھا اور پھر اس نے ٹائیگر کو وہیں رکنے کا کہا اور بلیک ہاؤس کلب سے نکل کر واپس دانش منزل پہنچ گیا۔

عمران کافی دیر سے بلیک زیرو کے ساتھ آپریشن روم میں بیٹھا ہوا تھا اسے ٹائیگر کی کال کا ہی انتظار تھا جو اسے اس بات کا پتہ دے سکتا تھا کہ جگو دادا اور میجر ونود کلب واپس آئے ہیں یا نہیں لیکن وقت گزرتا جا رہا تھا اور ٹائیگر اسے کال کرنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا جس کی وجہ سے عمران کی بے چینی بڑھتی جا رہی ہے۔

''اگر میں اسی طرح ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھا رہا تو میجر ونود یہاں سے اپنا کام کر کے آسانی سے نکل جانے میں بھی کامیاب ہو جائے گا''...... عمران نے غصے اور پریشانی سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''جب ہمیں اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ میجر ونود پاکیشیا سے ون ٹو تھری پراجیکٹ کی فائل حاصل کرنے کے لئے آیا ہے تو پھر آپ اس فائل کو سٹرانگ روم سے نکال کر کہیں اور کیوں نہیں منتقل کر دیتے۔ میجر ونود اور اس کے ساتھی اگر کسی بھی طرح سٹرانگ روم میں داخل ہو بھی گئے تو انہیں کم از کم وہ فائل تو نہیں ملے گی''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''اس فائل کے لئے سٹرانگ روم کے زیرو بلاک سے محفوظ جگہ

اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ اگر میجر ونود وہاں سے فائل حاصل کر سکتا ہے تو پھر اس کے لئے کسی دوسری جگہ سے بھی فائل حاصل کرنا ناممکن نہیں ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر پریشانی کس بات کی ہے''...... بلیک زیرو نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میجر ونود میرے لئے سب سے بڑی پریشانی کا باعث ہے۔ وہ انتہائی منجھا ہوا اور انتہائی خطرناک ایجنٹ ہے جب تک وہ پاکیشیا سے نکل نہیں جاتا اس وقت تک میری پریشانی اسی طرح سے برقرار رہے گی''...... عمران نے کہا۔

''لیکن کیوں۔ میجر ونود اگر اس فائل تک پہنچ ہی نہیں سکے گا تو پھر آپ کو اس سے اتنی پریشانی کیوں محسوس ہو رہی ہے''۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میری چھٹی حس مجھے پریشان کر رہی ہے''...... عمران نے کہا۔

''چھٹی حس۔ میں سمجھا نہیں۔ آپ کو چھٹی حس کیوں پریشان کر رہی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میجر ونود نہ صرف اس فائل تک پہنچ گیا ہے بلکہ اس نے وہ فائل بھی حاصل کر لی ہے اور اب وہ یہاں سے نکل جانے کی تیاری میں مصروف ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔

''ایسا کیوں لگ رہا ہے آپ کو۔ آپ نے ہی تو کہا تھا کہ

سٹرانگ روم اور زیرو بلاک میں فائل محفوظ ہے۔ وہاں کے انتظامات اس قدر فول پروف ہیں کہ میجر ونود آسانی سے فائل تک نہیں پہنچ سکے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''آسانی سے نہ سہی لیکن بہرحال وہ جس کام کے لئے آیا ہے اس کام کو وہ کئے بغیر نہیں جائے گا چاہے اس کے لئے اسے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''تو پھر میرا مشورہ مانیں اور فائل سٹرانگ روم سے نکلوا کر دانش منزل میں منتقل کرا لیں۔ سٹرانگ روم سے دانش منزل تک رسائی میجر ونود کے لئے زیادہ مشکل ثابت ہو گی۔ یہاں پہنچنا اس کے لئے حقیقتاً ناممکن ہو گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جب تک میجر ونود کا پتہ نہیں چل جاتا مجھے لگ رہا ہے کہ فائل کو واقعی زیرو بلاک سے نکلوا ہی لینا بہتر ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''تو میں کروں سیکرٹری خارجہ کو فون۔ فائل انہی کے ذریعے یہاں منگوائی جا سکتی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لے کر اثبات میں سر ہلا دیا۔ بلیک زیرو نے سر سلطان کو فون کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے ایکسٹو کے مخصوص انداز میں کہا۔ اس نے ساتھ ہی

لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا تھا تاکہ عمران کو بھی علم ہو سکے کہ کس کی کال ہے۔

''سلطان بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔ سر سلطان کی آواز سن کر نہ صرف بلیک زیرو بلکہ عمران بھی چونک پڑا۔ سر سلطان کی آواز میں بے پناہ پریشانی کا عنصر تھا۔

''اوہ۔ یس سر۔ میں طاہر بول رہا ہوں''...... بلیک زیرو نے اپنی اصلی آواز میں کہا۔

''عمران کہاں ہے''...... سر سلطان نے پوچھا۔

''یہیں میرے سامنے ہی موجود ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میری اس سے بات کراؤ''...... سر سلطان نے اسی طرح انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

''سر سلطان صاحب سے کہہ دو کہ میں اس وقت بات کرنے کے موڈ میں نہیں ہوں۔ ابھی میں نے منہ میں گھنگھنیاں ڈال رکھی ہیں۔ جب میرے منہ سے گھنگھنیاں نکل جائیں گی تب میں ان سے بات کر لوں گا''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

''عمران میں بے حد سنجیدہ ہوں''...... اس کی بات سن کر سر سلطان نے تیز لہجے میں کہا۔

''تو میں نے کب کہا ہے کہ آپ رنجیدہ ہیں۔ میں بھی اس وقت آپ کی طرح بے حد سنجیدہ ہوں اور سنجیدہ رہنے کے لئے ہی

میں نے منہ میں گھنگھنیاں ڈال رکھی ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ میں نے تمہیں یہ بتانے کے لئے فون کیا ہے کہ سٹرانگ روم کے زیرو بلاک سے پاکیشیا اور شوگران کے درمیان ہونے والے معاہدے ون ٹو تھری پراجیکٹ کی اصلی فائل اُڑا لی گئی ہے"...... دوسری طرف سے سرسلطان نے کہا اور ان کی بات سن کر نہ صرف عمران بلکہ بلیک زیرو بھی بری طرح سے اچھل پڑا۔

"اوہ۔ کس نے اُڑائی ہے یہ فائل"...... بلیک زیرو نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"میں نہیں جانتا۔ مجھے ابھی ابھی سٹرانگ روم کے سیکورٹی آفیسر میجر خرم کی کال آئی تھی۔ اس نے بتایا ہے کہ تین افراد سٹرانگ روم کے سامنے والی رہائش گاہ سے سرنگ بنا کر تہہ خانے میں داخل ہوئے تھے اور انہوں نے سٹرانگ روم کے تمام سیکورٹی انتظام وقتی طور پر بلاک کر دیئے تھے اور پھر وہ تہہ خانے اور زیرو بلاک کے تمام انتظامات کو بلاک کرتے ہوئے اس سیف تک پہنچ گئے تھے جس میں ون ٹو تھری پراجیکٹ کی فائل موجود تھی۔ سیف کا لاک انہوں نے کسی دھماکا خیز مواد سے تباہ کیا تھا اور وہاں سے فائل نکال کر لے گئے تھے۔ یہ سب کچھ کیسے ہوا تھا اور کیوں ہوا تھا اس کے بارے میں میجر خرم کو بھی کچھ معلوم نہیں ہے۔ وہ مانیٹرنگ روم میں موجود تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ مانیٹرنگ روم میں اسے کسی گڑبڑ کا

پتہ نہیں چلا تھا۔ عمارت کا تمام سسٹم ٹھیک طور پر کام کر رہا تھا جس میں کوئی بھی ڈسٹربنس نہیں تھی لیکن اچانک سسٹم سے اسے کاشن ملا کہ تہہ خانے اور زیرو بلاک میں کچھ گڑبڑ ہوئی ہے۔ اس نے سسٹم سے تہہ خانے اور پھر زیرو بلاک کو چیک کیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ تہہ خانے کی ایک دیوار ٹوٹی ہوئی تھی۔ زیرو بلاک بھی کھلا ہوا تھا اور وہ سیف بھی جس میں پراجیکٹ ون ٹو تھری کی فائل موجود تھی۔ میجر خرم فوری طور پر تہہ خانے اور پھر زیرو بلاک میں گیا اور پھر وہاں کی حالت دیکھ کر اسے اندازہ ہو گیا کہ تین افراد وہاں آئے تھے اور سیف سے فائل نکال کر لے گئے ہیں۔ میجر خرم اس بات سے حیران تھا کہ جب تہہ خانے اور زیرو بلاک کے تمام سسٹم ٹھیک طور پر کام کر رہے تھے تو پھر اسے مانیٹر روم میں پہلے یہ کاشن کیوں نہیں ملا تھا کہ تہہ خانے اور زیرو بلاک میں کوئی داخل ہوا ہے اور سیف کھول کر فائل حاصل کر رہا ہے۔ تہہ خانے اور زیرو بلاک میں جتنے بھی سیکورٹی کیمرے لگے ہوئے تھے ان کیمروں میں بھی کچھ ریکارڈ نہیں ہوا تھا کہ وہاں کون آیا تھا اور کس طرح زیرو بلاک اور سیف کھول کر اس میں سے ون ٹو تھری پراجیکٹ کی فائل لے جانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ میجر خرم نے اپنے طور پر اس دیوار کا جائزہ لیا جس کی دیوار ٹوٹی ہوئی تھی تو اسے وہاں ایک طویل سرنگ دکھائی دی۔ میجر خرم سیکورٹی فورس کے ہمراہ اس سرنگ سے ہوتا ہوا دوسری طرف گیا تو وہ اس رہائش گاہ میں پہنچ گیا جہاں سے

سرنگ کھودی گئی تھی۔ وہاں سرنگ کھودنے والی مشین اور چند دوسری مشینیں بھی موجود تھیں لیکن زیرو بلاک میں داخل ہونے والے افراد وہاں موجود نہیں تھے۔ میجر خرم اور اس کے ساتھیوں نے رہائش گاہ چیک کی تو انہیں عمارت کے ایک کمرے سے سیٹھ اجمل اور اس کے اہل خانہ بندھی ہوئی حالت میں ملے جن کی حالت بہت خراب تھی۔ رہائش گاہ سے ہی انہیں تین ایسے افراد کے نشانات ملے تھے جن کا تعلق اس رہائش گاہ سے نہیں تھا۔ ان میں سے دو مرد تھے اور ایک عورت اور سرنگ میں بھی انہی کے قدموں کے نشانات ملے ہیں''...... سر سلطان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ عمران اور بلیک زیرو کے چہرے حیرت سے بگڑے ہوئے تھے جیسے انہیں یقین ہی نہ آ رہا ہو کہ کوئی رہائشی حصے سے سرنگ بنا کر سٹرانگ روم کے تہہ خانے اور زیرو بلاک میں داخل ہو سکتا ہے اور وہاں مسلسل کارروائی کرنے کے باوجود ان کا کوئی نشان نہیں ملا تھا۔

''کیا میجر خرم کو تہہ خانے کی دیوار ٹوٹنے اور وہاں داخل ہونے والوں کا کوئی بھی کاشن نہیں ملا تھا''...... عمران نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

''نہیں۔ مانیٹر روم میں سیکورٹی کیمروں سے اسے تہہ خانے اور زیرو بلاک کی جو فوٹیج حاصل ہو رہی تھیں وہ جوں کی توں تھی لیکن پھر اچانک ہی ان کیمروں کی فوٹیج بدل گئی تھیں جس میں میجر خرم کو تہہ خانے کی دیوار ٹوٹی ہوئی دکھائی دی تھی اور زیرو بلاک کے ساتھ

پراجیکٹ ون ٹو تھری کا سیف بھی کھلا ہوا دکھائی دیا تھا۔ اس کے کہنے کے مطابق یہ سب اچانک ہی ہوا تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے سیکورٹی کیمرے ان جگہوں کی فوٹیج لیتے ہوئے اچانک بلاک ہو گئے ہوں اور پھر جیسے ہی ان کی بلاکنگ ختم ہوئی مانیٹرنگ روم کو اصل فوٹیج ملنا شروع ہو گئے تھے۔ فوٹیج کی بلاکنگ کے دوران ہی وہ تین افراد وہ سب کچھ کر گزرے تھے جس کا میجر خرم کو گمان بھی نہ تھا''...... سر سلطان نے جواب دیا۔

''میجر خرم کو تہہ خانے اور زیرو بلاک میں اور کون کون سی تبدیلی محسوس ہوئی تھی''...... عمران نے جبڑے بھینچتے ہوئے پوچھا۔ یہ سب کچھ سن کر وہ انتہائی سنجیدہ ہو گیا تھا اور اس کی پیشانی پر الجھن اور پریشانی کے تاثرات جیسے منجمد سے ہو کر رہ گئے تھے۔

''وہ عجیب سی باتیں بتا رہا تھا کہ سٹرانگ روم کے سیکورٹی سسٹم کو بلاک کرنے کے لئے نجانے کون کون سے سائنسی حربے استعمال کئے گئے ہیں۔ ان سائنسی حربوں کی وجہ سے ہی اسے مانیٹرنگ روم میں مجرموں کے داخل ہونے اور فائل اُڑانے کا علم نہیں ہوا تھا۔ اس سلسلے میں تم خود ہی اس سے بات کر لو۔ وہ تمہیں ساری تفصیل سے آگاہ کر دے گا لیکن بہرحال وہ جو کوئی بھی ہیں ان کا اس طرح سٹرانگ روم میں داخل ہونا پاکیشیا کے لئے نیک شگون نہیں ہے۔ پاکیشیا اور شوگران کے درمیان حال ہی میں نئے طیارہ سازی کا جو معاہدہ ہوا ہے وہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے جسے پوری دنیا

سے پوشیدہ رکھنا بے حد ضروری ہے۔ اگر اس کی تفصیلات دشمنوں تک پہنچ گئیں تو پھر ہمارے لئے ون ٹو تھری نامی طیارے بنانا غیر فعال ہو جائے گا۔ دشمن کو ان طیاروں میں استعمال ہونے والی ٹیکنالوجی کا علم ہو جائے گا اور اگر یہ کام ایکریمیا، اسرائیل یا کافرستانی ایجنٹوں نے کیا ہے تو وہ ہماری اس کاوش کو سراہنے کی بجائے ہم پر انگلیاں اٹھانا شروع کر دیں گے اور ہمارے اس اقدام کو خطے میں طاقت کے عدم استحکام کا نام دے کر واویلا مچانا شروع کر دیں گے جس سے پاکیشیا کی ساکھ متاثر ہو سکتی ہے۔ اس لئے فوری طور پر اس بات کا پتہ لگاؤ کہ وہ تین افراد کون تھے جو زیرو بلاک میں داخل ہوئے تھے اور ان سے وہ فائل ہر صورت میں واپس حاصل کرو''...... سر سلطان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں میجر خرم سے خود ہی بات کر لیتا ہوں۔ سٹرانگ روم میں داخل ہو کر مجرم اگر اس طرح سے وہاں سے فائل نکال کر لے جا سکتے ہیں تو یہ واقعی ہمارے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔ اس طرح تو ہمارے ملک کا کوئی سیکرٹ بھی سیکرٹ نہیں رہ جائے گا۔ مجرم جب چاہیں سٹرانگ روم اور زیرو بلاک میں داخل ہو کر پاکیشیا کے سیکرٹ اُڑا لیا کریں گے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ واقعی یہ ہمارے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔ اب ملک کی عزت اور اس کی سلامتی تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اس سے پہلے کہ فائل پاکیشیا سے باہر جائے تم جلد سے جلد ان مجرموں کو کیفر کردار تک

پہنچانے کی کوشش کرو جو زیرو بلاک میں داخل ہوئے تھے۔ وہ جو بھی ہیں انہیں کسی بھی طرح فائل اس ملک سے باہر لے جانے سے روکو''...... سر سلطان نے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں۔ اول تو میں اس فائل کو ملک سے باہر جانے ہی نہیں دوں گا لیکن اگر ایسا ہو بھی گیا تو ون ٹو تھری پراجیکٹ کی فائل جس ملک میں بھی جائے گی میں وہاں سے وہ فائل ہر صورت میں واپس لاؤں گا چاہے اس کے لئے مجھے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''ہمارے لئے یہ آسانی ہے کہ ون ٹو تھری پراجیکٹ کی فائل ڈروم کوئنڈ ہے جس کی نہ تو نقل کی جا سکتی ہے اور نہ ہی اس کی فلم بنائی جا سکتی ہے۔ مجرم جہاں بھی جائیں گے اصلی فائل ہی لے جائیں گے اور کسی بھی طرح اس فائل کی کاپی نہیں کر سکیں گے۔ اس کے علاوہ فائل سپیشل کوڈ میں تحریر کی گئی ہے جسے ڈی کوڈ کرنے کے لئے دشمن ممالک کو ایڑی چوٹی کا زور لگانا پڑے گا لیکن بہرحال جب تک فائل دشمنوں کے قبضے میں رہے گی پاکیشیا کا مستقبل غیر محفوظ رہے گا اور معاہدے کے مطابق ہم اس بات کے پابند ہیں کہ فائل اس وقت تک محفوظ رہے جب تک طیارہ سازی کا کام مکمل نہیں ہو جاتا۔ اگر شوگران کو اس بات کا علم ہو گیا کہ ہم اس فائل سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں تو ہمارے ساتھ ساتھ ان کا بھی نقصان ہو گا۔ ظاہر ہے ان کی بھی ٹیکنالوجی دشمن ملک کے ہاتھ لگ گئی تو

وہ ان طیاروں کو بنانے میں دلچسپی نہیں لیں گے''...... سر سلطان نے کہا۔

''میں سمجھ سکتا ہوں۔ بہرحال آپ مطمئن رہیں۔ فائل کہیں نہیں جائے گی''......عمران نے کہا۔

''گڈ۔ جیسے ہی اس فائل کا پتہ چلے مجھے ضرور آگاہ کرنا ورنہ تب تک میں اسی طرح الجھن اور پریشانی میں ہی مبتلا رہوں گا''......سر سلطان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں آپ کو خبر کر دوں گا''......عمران نے کہا اور اس نے اشارہ کیا تو بلیک زیرو نے فون بند کر دیا۔

''یہ کیا ہو گیا۔ ابھی ہم اس فائل کو حفاظت کے لئے اپنی تحویل میں لینے کا سوچ ہی رہے تھے اور وہ لوگ فائل لے جانے میں کامیاب بھی ہو گئے''...... بلیک زیرو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''میجر ونود انتہائی شاطر انسان ہے۔ اس نے یہاں آ کر وقت ضائع نہیں کیا ہے۔ اس نے واقعی برق رفتاری سے اپنا مشن مکمل کیا ہے لیکن میری سمجھ میں یہ نہیں آ رہا ہے کہ اس نے سٹرانگ روم اور زیرو بلاک کے سیکورٹی سسٹم کو کیسے ڈاج دیا ہے۔ اس نے آخر ایسا کون سا طریقہ اختیار کیا ہے کہ مانیٹرنگ روم میں میجر خرم کو کچھ پتہ ہی نہیں چلا اور مجرم زیرو بلاک میں آئے بھی اور اپنا کام کر کے وہاں سے چلے بھی گئے اور کچھ نہیں تو اسے کم از کم زیرو بلاک میں داخل ہونے والے غیر متعلقہ افراد کے سگنلز تو ملنے چاہئیں تھے اور

پھر جب وہاں طویل سرنگ بنائی جا رہی تھی اور تہہ خانے کی دیوار توڑی جا رہی تھی تو اس کی دھمک کے بارے میں میجر خرم کو کوئی آواز کیوں سنائی نہیں دی۔ ظاہر ہے بلڈنگ کا سیکورٹی سسٹم مجرموں نے تہہ خانے میں داخل ہونے کے بعد ہی بلاک کیا ہو گا۔ خاص طور پر زیرو بلاک میں جو الیکٹرک ریز کام کر رہی تھیں انہیں بلاک کرنا اور انہیں آف کئے بغیر زیرو بلاک میں داخل ہونا ناممکن ہے پھر میجر ونود اور اس کے ساتھی اس ریز سے کیسے بچ کر نکل گئے ہوں گے اور سر سلطان بتا رہے ہیں کہ انہوں نے سیف کا لاک کسی دھماکہ خیز مواد سے تباہ کیا تھا۔ سیف کا لاک اگر کسی بھی غلط طریقے سے کھولنے کی کوشش کی جاتی تو اس سیف کے لاک سے نیلے رنگ کا انتہائی زہریلا دھواں خارج ہونا شروع ہو جاتا ہے جو ہر جاندار کے جسمانی نظام کو مفلوج کر دیتا ہے۔ یہ نیلا دھواں سانس اور انسانی جسموں کے مساموں کے راستے بھی داخل ہو جاتا ہے جس سے بچنا تقریباً ناممکنات میں سے ہے''۔عمران نے کہا۔

''اس کے لئے ظاہر ہے کہ میجر ونود اور اس کے ساتھی پہلے سے ہی تیاری کر کے آئے ہوں گے ورنہ وہ وہاں سے اس طرح فائل لے کر کیسے نکل جاتے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مگر کیسے۔ یہی تو میں سوچ رہا ہوں۔ میں مانتا ہوں کہ ہر حفاظتی سسٹم کا کوئی نہ کوئی اینٹی ضرور ہوتا ہے۔ جدید سائنسی آلات سے سٹرانگ روم کے حفاظتی سسٹم کو وقتی طور پر بلاک ضرور کیا جا سکتا

ہے لیکن بلیو ہنگر نامی اس گیس کا کوئی توڑ نہیں ہے وہ ہر حال میں اثر انداز ہوتا ہے چاہے ان انسانوں نے گیس ماسک ہی کیوں نہ لگائے ہوں یا اپنے جسم کے مساموں کو چھپانے کے لئے جسموں پر جھلیاں ہی کیوں نہ چڑھائی ہوں''...... عمران نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''آپ میجر خرم سے بات کر لیں۔ اس نے سر سلطان کو وہاں ہونے والے واقعات کی تفصیل بتائی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کے اس سوال کا بھی میجر خرم کے پاس کوئی جواب ہو۔ میجر ونود اور اس کے ساتھی اگر بلیو ہینگر گیس سے بچ نکلے ہیں تو ظاہر ہے انہوں نے اس کا بھی کوئی نہ کوئی توڑ تو کیا ہی ہو گا ورنہ وہ وہاں سے نکل جانے میں کیسے کامیاب ہو سکتے تھے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے میجر خرم سے بھی بات کرنی ہو گی اور زیرو بلاک میں جا کر خود بھی چیکنگ کرنی ہو گی کہ میجر ونود اور اس کے ساتھیوں نے بلیو ہینگر گیس سے بچنے کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا ہے اور وہ اس گیس کا شکار کیوں نہیں ہوئے تھے اور وہاں سے کیسے بچ کر نکل گئے تھے''...... عمران نے کہا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''میرے لئے کیا حکم ہے''...... بلیک زیرو نے اسے اٹھتے دیکھ کر پوچھا۔

''تم ممبران کو فوری طور پر الرٹ کر دو۔ میجر ونود فائل حاصل کر

چکا ہے اب اس کی پہلی ترجیح فائل لے کر پاکیشیا سے نکلنے کی ہو گی۔ اسے ہم نے ہر حال میں ملک سے باہر جانے سے روکنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ممبران کو زیادہ سے زیادہ ایئر پورٹ اور دوسرے شہروں میں جانے والے راستوں پر ہی تعینات کیا جا سکتا ہے۔ ضروری تو نہیں ہے کہ کافرستانی ایجنٹ انہی راستوں سے ملک سے فرار ہونے کی کوشش کریں۔ وہ خفیہ طور پر سرحد بھی تو کراس کر سکتے ہیں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''تو پھر پاکیشیا کی تمام خفیہ ایجنسیوں سے رابطہ کرو اور دارالحکومت کو چاروں طرف سے سیلڈ کرا دو۔ امید تو نہیں ہے کہ دوسری کوئی ایجنسی میجر ونود کو یہاں سے نکلنے سے روک سکے لیکن بہرحال ہو سکتا ہے کہ کسی ایجنسی کو اس بات کی ٹپ مل جائے کہ میجر ونود اور اس کی ساتھی لڑکی نے دارالحکومت سے نکلنے کے لئے کون سا راستہ اختیار کیا ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میجر ونود کے ساتھ اگر واقعی جگو دادا بھی کام کر رہا ہے تو پھر آپ ٹائیگر کو بھی احکامات دے دیں۔ ہو سکتا ہے کہ میجر ونود اور اس کی ساتھی لڑکی فائل لے کر فوری طور پر یہاں سے نکلنے کی بجائے جگو دادا کے ساتھ کسی خفیہ جگہ رہنے کی کوشش کریں۔ فائل ان کے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہے وہ اسے لے جانے میں جلد

بازی کا ثبوت دے کر خود کو خطرے میں نہیں ڈالیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں راستے میں ٹائیگر سے بات کر لوں گا اور خود ہی اسے ہدایات دے دوں گا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے اسے مزید ہدایات دیں اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔

کرنل سنگرام اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اچانک میز پر رکھے ہوئے انٹر کام کی گھنٹی بجی تو اس نے چونک کر انٹر کام کی جانب دیکھا۔

''یس''...... کرنل سنگرام نے ہاتھ بڑھا کر انٹر کام کا بٹن پریس کرتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''چیف۔ میجر ونود اور کیپٹن مایا آئے ہیں''...... انٹر کام سے کرنل سنگرام کی پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''اوہ یس۔ انہیں اندر بھیج دو۔ میں ان دونوں کا انتظار کر رہا تھا''...... کرنل سنگرام نے چونکتے ہوئے کہا۔

''یس چیف''...... پرسنل سیکرٹری نے کہا تو کرنل سنگرام نے انٹر کام کا بٹن آف کر دیا اور ایک بار پھر فائل دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحوں کے بعد کمرے میں میجر ونود اور کیپٹن مایا مسکراتے

ہوئے داخل ہوئے۔ انہوں نے کمرے میں داخل ہوتے ہی کرنل سنگرام کو سیلوٹ مارا تو کرنل سنگرام چونک کر ان کی طرف دیکھنے لگا۔

''آؤ بیٹھو''...... کرنل سنگرام نے سپاٹ لہجے میں کہا تو وہ دونوں آگے بڑھے اور کرنل سنگرام کے سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''دو منٹ۔ میں ذرا یہ فائل دیکھ لوں پھر تم سے بات کرتا ہوں''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

''یس چیف۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے''...... میجر ونود نے کہا تو کرنل سنگرام سر ہلا کر ایک مرتبہ پھر فائل دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک قلم تھا وہ فائل دیکھتے ہوئے اس میں کچھ لکھتا بھی جا رہا تھا۔ تقریباً دس منٹ تک وہ فائل دیکھتا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کی اور اسے سائیڈ میں رکھی ہوئی باسکٹ میں ڈال دیا اور ان دونوں کی جانب استفہامیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

''تم دونوں کی یہاں موجودگی اور تمہارے دمکتے ہوئے چہرے دیکھ کر میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ تم اپنے مشن میں کامیاب رہے ہو اور پاکیشیا سے پراجیکٹ ون ٹو تھری کی فائل لے آئے ہو''...... کرنل سنگرام نے ان دونوں کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ ہم نے فائل حاصل کر لی ہے''...... میجر ونود نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس نے اٹھ کر اپنے کوٹ کی اندرونی

جیب سے فائل نکال کر بڑے احترام بھرے انداز میں کرنل سنگرام کی جانب بڑھا دی۔ کرنل سنگرام نے اس سے فائل لی اور اس کے کور کو غور سے دیکھنے لگا پھر اس نے فائل کھولی اور فائل میں موجود ڈروم کوٹڈ پیجز کو دیکھنے لگا۔

''اوہ۔ یہ تو ڈروم کوٹڈ فائل ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم فائل کی نقل لانے کی بجائے وہاں سے اوریجنل فائل ہی لے آئے ہو''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

''یس چیف۔ ڈروم کوٹڈ ہونے کی وجہ سے نہ تو ہم اس فائل کی کاپی کر سکتے تھے اور نہ ہی ہم اس کی فلم بنا سکتے تھے اس لئے ہم وہاں سے اصل فائل ہی اٹھا لائے ہیں''...... کیپٹن مایا نے کہا۔

''ویل ڈن۔ تم دونوں کی یہ کامیابی بلیک مون ایجنسی کی سب سے بڑی اور اہم کامیابی ہے۔ تم دونوں نے حقیقتاً شیروں کی کچھار میں گھس کر اور شیروں کے منہ سے یہ فائل نکالی ہے جس کے لئے میں تمہیں مبارک باد دیتا ہوں۔ ویل ڈن''...... کرنل سنگرام نے کہا اور کرنل سنگرام جیسے سخت گیر چیف سے ویل ڈن کے تعریفی الفاظ سن کر میجر ونود اور کیپٹن مایا کے چہرے مسرت سے کھلتے چلے گئے۔

''تھینک یو چیف۔ آپ کے یہ الفاظ ہمارے لئے کسی سند سے کم نہیں ہیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ ہمیں کھلے دل سے ویل ڈن کہہ رہے ہیں۔ اگین تھینکس''...... میجر ونود نے مسرت سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا تو کیپٹن مایا بھی اسی انداز میں کرنل

سنگرام کا شکریہ ادا کرنا شروع ہو گئی۔

"اب مجھے تفصیل بتاؤ۔ اس فائل کو حاصل کرنے میں تمہیں کسی مشکل کا تو سامنا نہیں کرنا پڑا اور کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو تو اس بات کا علم نہیں ہوا کہ تم پاکیشیا میں تھے اور یہ فائل تم دونوں نے ہی حاصل کی ہے"...... کرنل سنگرام نے ان کی جانب تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا تو ان دونوں کے چہروں کا ایک لمحے کے لئے رنگ اُڑ گیا اور وہ دونوں ایک دوسرے کی جانب گھبرائی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگے جیسے ایک دوسرے سے آنکھوں ہی آنکھوں میں پوچھ رہے ہوں کہ وہ چیف کو جولیا کے ٹکراؤ کے بارے میں بتائیں یا نہ بتائیں۔

"ایک دوسرے کی طرف کیا دیکھ رہے ہو۔ میں تم سے جو پوچھ رہا ہوں مجھے اس بات کا جواب دو"...... کرنل سنگرام نے انہیں ایک دوسرے کی طرف دیکھتا پا کر سخت لہجے میں کہا تو وہ دونوں بوکھلا گئے۔

"سس سس۔ سوری چیف۔ پاکیشیا میں ہم سے ایک چھوٹی سی چوک ہو گئی تھی جس کی وجہ سے ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف جولیا کی نظروں میں آ گئے تھے"...... کیپٹن مایا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر کرنل سنگرام بری طرح سے اچھل پڑا۔

"ڈپٹی چیف جولیا۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ کیسے تم اس کی نظروں

میں آ گئے تھے"...... کرنل سنگرام نے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

کیپٹن مایا کی بات سن کر اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔ اس کے پوچھنے پر کیپٹن مایا اور میجر ونود نے اسے جولیا سے ہونے والے ٹکراؤ کا تمام احوال سنا دیا۔

"ہونہہ۔ اگر تم اسے ڈاج دینے میں کامیاب ہو گئے تھے تو پھر تمہیں اس کے پیچھے جانے کی کیا ضرورت تھی"...... کرنل سنگرام نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہمیں خدشہ تھا کہ اس نے ہمیں پہچان لیا ہے چیف۔ ہم اس سے یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ آخر ہم میں ایسی کون سی کمی رہ گئی تھی کہ ہمارے جدید ترین میک اپ میں ہونے کے باوجود وہ ہمارے پیچھے لگ گئی تھی۔ ہمیں اس بات کا بھی ڈر تھا کہ کہیں اسے ہمارے بلیک مون ایجنسی کے ایجنٹس ہونے کا پتہ نہ چل گیا ہو۔ اس لئے ہم فوراً اس کے پیچھے اس کے فلیٹ میں پہنچ گئے تھے اور پھر ہم اس کے فلیٹ سے اسی وقت باہر نکلتے تھے جب ہمیں اس بات کی تسلی ہو گئی تھی کہ جولیا نے ہمارے بارے میں اپنے کسی ساتھی یا اپنے چیف کو رپورٹ نہیں کی تھی اور ہم نے اسے وہیں ہلاک کر دیا تھا"...... کیپٹن مایا نے کہا۔

"کیا تم نے اس بات کی تصدیق کی تھی کہ جولیا واقعی ہلاک ہو چکی ہے"...... کرنل سنگرام نے غرا کر پوچھا۔

"یس۔ یس چیف۔ میں نے اس کی گردن میں اینڈرک سپائیڈر

کا زہر انجیکٹ کیا تھا اور کیپٹن مایا نے اسے گولیاں ماری تھیں۔ اس کا زندہ بچ جانا ناممکنات میں سے ہے''...... میجر ونود نے کہا۔

''میں تم سے پوچھ رہا ہوں کہ کیا تم نے اسے چیک کیا تھا کہ وہ واقعی ہلاک ہو چکی تھی یا نہیں''...... کرنل سنگرام نے اور زیادہ غصیلے انداز میں غراتے ہوئے کہا تو ان دونوں کے جسموں میں واضح طور پر کپکپی دوڑ گئی۔

''نن نن۔ نو چیف۔ ہم اسے گولیاں مارتے ہی وہاں سے نکل گئے تھے''...... کیپٹن مایا نے تھرتھراتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ وہ دونوں چیف کے سامنے سچ بول رہے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اگر انہوں نے چیف سے جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو چیف ان کا جھوٹ ایک لمحے میں پکڑ لے گا اور چیف سے جھوٹ بولنے کی صورت میں اس کا پارہ اور زیادہ چڑھ جائے گا اور چیف یہ بھی بھول جائے گا کہ انہوں نے پاکیشیا جا کر کافرستان کے لئے ایک اہم اور بہت بڑا مشن مکمل کیا ہے۔ وہ انہیں وہیں گولیاں مار دے گا۔ اس لئے ان دونوں میں چیف کے سامنے جھوٹ بولنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

''ہونہہ۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ تم نے جولیا کو جو گولیاں ماری تھیں وہ گولیاں واقعی اسے ہی لگی تھیں''...... کرنل سنگرام نے غرا کر کہا تو وہ دونوں خوف بھرے انداز میں ایک بار پھر ایک دوسرے کی جانب دیکھنے لگے۔

''ہونہہ۔ نہ تم نے یہ چیک کیا ہے کہ جولیا زندہ ہے یا ہلاک ہو چکی ہے اور نہ تمہیں اس بات کا یقین ہے کہ جولیا کو گولیاں لگی بھی تھیں کہ نہیں۔ تم محض جولیا کو اینڈرک سپائیڈر کا زہر انجیکٹ کر کے یہ سمجھ رہے ہو کہ وہ ہلاک ہو چکی ہے تو یہ تمہاری سب سے بڑی بھول ہے۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہے۔ اینڈرک سپائیڈر کا زہر اس کے جسم میں انجیکٹ کر کے تم یہ تصور کر بیٹھے ہو کہ وہ اس کے اثر سے ہلاک ہو جائے گی تو یہ ناممکن ہے۔ اینڈرک سپائیڈر کا زہر فوری طور پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ یہ بھی درست ہے کہ اس زہر کا کوئی تریاق نہیں ہے لیکن تم شاید یہ بھول رہے ہو کہ عمران کا جوزف نامی ایک ساتھی بھی ہے جس کا تعلق افریقہ کے گھنے جنگلوں سے ہے وہ خود کو جنگل پرنس کہتا ہے۔ میں نے بھی اس کے بارے میں بہت سی معلومات اکھٹی کر رکھی ہیں۔ جوزف ایک ایسا انسان ہے جس کے پاس جنگلات کے تمام زہریلے جانوروں کا کوئی نہ کوئی توڑ ضرور ہوتا ہے۔ اس کا تعلق افریقہ کے اس قدیم خاندان سے ہے جو ان معاملات میں بہت آگے تھا۔ اس خاندان پر کسی زہر کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا یہاں تک کہ وہ ٹرنٹولہ، اینڈرک نامی مکڑوں کے زہروں کا بھی کوئی نہ کوئی تریاق بنا لیتے تھے بلکہ وہ جڑی بوٹیوں کی اتنی پہچان رکھتے تھے کہ ان جڑی بوٹیوں سے دنیا کے زہریلے ترین جانوروں سے بھی خود کو بچا لیتے تھے۔ جولیا کے بارے میں اگر عمران کو علم ہو گیا تو وہ اسے

سیدھا جوزف کے پاس لے جائے گا اور جوزف، جولیا کا بدلا ہوا سبز رنگ دیکھتے ہی پہچان جائے گا کہ جولیا کو اینڈرک سپائیڈ کا زہر دیا گیا ہے۔ وہ فوری طور پر جولیا کو اس زہر سے بچانے کی کوشش کرے گا اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ جوزف اس مقصد میں کامیاب بھی ہو جائے گا۔ جنگل پرنس جولیا کو موت کے منہ سے بھی کھینچ لائے گا اور جب جولیا کو ہوش آئے گا تو وہ عمران اور اپنے چیف ایکسٹو کو تمہارے بارے میں بتا دے گی اور جب ایکسٹو کو اس بات کا علم ہو گا کہ سٹرانگ روم سے پراجیکٹ ون ٹو تھری کی فائل غائب ہے تو اسے اس بات کا بھی یقین ہو جائے گا کہ وہ فائل بلیک مون کے انہی ایجنٹوں نے حاصل کی ہے جنہوں نے جولیا پر حملہ کیا تھا۔ اس طرح ایکسٹو پر بلیک مون کا مشن اوپن ہو جائے گا اور پھر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس فائل کے لئے کافرستان دوڑی آئے گی۔ اس فائل کو واپس لے جانے کے لئے وہ کیا کریں گے اس کے بارے میں، میں بھی کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ ایک بار عمران اور اس کے ساتھی اگر یہ فائل واپس لینے کے لئے کافرستان میں داخل ہو گئے تو پھر کافرستان میں طوفان آ جائے گا جسے روکنا شاید ہمارے لئے بھی مشکل ہو جائے''...... کرنل سنگرام غصیلے لہجے میں کہتا چلا گیا اور اس کی باتیں سن کر میجر ونود اور کیپٹن مایا کے رنگ زرد ہوتے چلے گئے۔ کرنل سنگرام انتہائی جہاندیدہ انسان تھا وہ جب بھی کوئی تجزیہ

کرتا تھا تو اس کا تجزیہ سو فیصد درست ثابت ہوتا تھا۔

''میں نے تم دونوں کو سختی سے ہدایات دی تھیں کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہاتھ پیر بچا کر کام کرنا لیکن تم نے تو شروع میں ہی بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈال دیا تھا۔ تمہاری اس حماقت سے کافرستان اور بلیک مون ایجنسی کی ساکھ کس قدر متاثر ہو گی اس کا اندازہ بھی ہے تمہیں''...... کرنل سنگرام نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''سس سس۔ سوری چیف۔ ہم سے واقعی غلطی ہو گئی ہے۔ ہم ہم''...... کیپٹن مایا نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ کرنل سنگرام کا غصہ دیکھ کر ان دونوں کا حال پتلا ہوتا جا رہا تھا اور انہیں ایسا لگ رہا تھا کہ کرنل سنگرام کسی بھی لمحے مشین پسٹل نکالے گا اور مشین پسٹل کی ساری گولیاں ان پر ختم کر دے گا۔

''تم دونوں نے میرے حکم کے خلاف کام کیا ہے میجر ونود اور کیپٹن مایا۔ تم دونوں کا یہ جرم ناقابلِ معافی ہے۔ جس کی تمہیں سزا ضرور ملے گی۔ اس سے پہلے کہ میں تمہارے لئے کوئی سزا تجویز کروں یہ بتاؤ کہ تم دونوں فائل کن راستوں سے لے کر کافرستان پہنچے ہو''...... کرنل سنگرام نے اسی انداز میں کہا۔ سزا کا سن کر ان دونوں کے چہرے لٹھے کی طرح سفید ہو گئے تھے اور ان کے جسم اس بری طرح سے کانپنے شروع ہو گئے تھے جیسے انہیں جاڑے کا بخار ہو گیا ہو۔

''ہم اپر بارڈر کراس کر کے آئے ہیں چیف۔ اس کا انتظام اے تھری۔ میرا مطلب ہے کہ وشوا ناتھ نے کیا تھا۔ اس کا چند اسمگلروں سے رابطہ تھا جن کے ذریعے اس نے ہمیں راتوں رات بارڈر کراس کرا دیا تھا''...... میجر ونود نے کانپتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تو کیا وشوا ناتھ وہیں رک گیا ہے''...... کرنل سنگرام نے غرا کر پوچھا۔

''یس چیف۔ وہ بلیک ہاؤس نامی کلب میں جگو دادا کے نام سے کام کرتا ہے۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ جگو دادا کے روپ میں وہاں محفوظ ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کا سراغ نہیں لگا سکے گی''...... کیپٹن مایا نے جواب دیا۔

''میں نہیں مانتا اس بات کو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس احمقوں کا ٹولہ نہیں ہے کہ وہ اتنی بڑی کارروائی کے باوجود وشوا ناتھ کا سراغ نہ لگا سکے۔ تم دونوں نے اس مشن میں ایک نہیں کئی غلطیاں کی ہیں۔ تمہیں چاہئے تھا کہ واپسی پر وشوا ناتھ کو ساتھ لے آتے یا پھر اس کا وہیں قصہ تمام کر دیتے۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ تم جیسے نامور اور سلجھے ہوئے ایجنٹوں سے اتنی فاش غلطیاں ہو کیسے گئی ہیں۔ میں تو تمہیں انتہائی شاطر اور انتہائی کامیاب ایجنٹ سمجھتا تھا لیکن یہاں آ کر تم دونوں نے مجھے حیرت میں ڈال دیا ہے کہ تم دونوں اب تک بلیک مون ایجنسی میں کیا کرتے رہے ہو۔ تم جیسے

احمق ایجنٹوں کی تو بلیک مون ایجنسی میں کوئی جگہ ہی نہیں ہونی چاہئے تھی''...... کرنل سنگرام نے بھڑکتے ہوئے کہا ساتھ ہی اس نے میز کے نیچے لگا ہوا کوئی بٹن پریس کیا تو اچانک میجر ونود اور کیپٹن مایا کی کرسیوں میں سے راڈز سے نکل کر باہر آ گئے۔ وہ دونوں ان راڈز میں بری طرح سے جکڑے گئے تھے۔

''یہ۔ یہ۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں چیف''...... کیپٹن مایا نے بڑے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہی جو تم دونوں کے لئے ضروری ہے۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بہت جلد وشوا ناتھ تک پہنچ جائے گی۔ وہ تم دونوں کے بارے میں وشوا ناتھ سے سب کچھ اگلوا لے گی اس کے بعد عمران اور اس کے ساتھی آندھی اور طوفان کی طرح کافرستان دوڑے آئیں گے اور تمہیں تلاش کر کے وہ بلیک مون کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچ جائیں گے۔ میرے خفیہ ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تم دونوں بہت کچھ جانتے ہو۔ سوائے تمہارے بلیک مون کا اور کوئی ایجنٹ اس بات سے واقف نہیں ہے کہ بلیک مون کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی تم دونوں تک پہنچ گئے تو پھر ان کا میرے ہیڈ کوارٹر میں آنا طے ہے۔ میں تم دونوں کی وجہ سے اپنے ہیڈ کوارٹر کے لئے کوئی بھی رسک نہیں لینا چاہتا اس لئے تم دونوں کا ختم ہونا بہت ضروری ہے۔ یہ درست ہے کہ تم دونوں نے انتہائی کامیابی سے پاکیشیا میں اپنا مشن مکمل کیا ہے لیکن اب تم دونوں ہی

میرے لئے اور بلیک مون ہیڈ کوارٹر کے لئے خطرے کا باعث بن سکتے ہو اس لئے میں تم دونوں کے ساتھ اپنے ہیڈ کوارٹر کا راز ہمیشہ کے لئے یہیں ختم کر دوں گا۔ نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بانسری۔ عمران اور اس کے ساتھی اگر کافرستان آئے تو وہ کافرستان میں ہی ٹکریں مارتے رہ جائیں گے کہ بلیک مون کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے''...... کرنل سنگرام نے غراتے ہوئے کہا۔ میجر ونود اور کیپٹن مایا راڈز میں جکڑے بری طرح سے مچل رہے تھے وہ کرنل سنگرام سے بار بار معافیاں مانگ رہے تھے لیکن کرنل سنگرام انتہائی سنگدل انسان تھا وہ اپنے اصولوں سے منحرف ہونے والا انسان نہیں تھا۔ اسے پاکیشیا میں مشن مکمل کرنے کے باوجود ان دونوں ایجنٹوں میجر ونود اور کیپٹن مایا پر ذرا بھر بھی ترس نہیں آ رہا تھا۔ کیپٹن مایا اور میجر ونود کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس قدر ظالم اور سنگدل چیف کو گولیاں مار کر وہیں ہلاک کر دیں۔

''بس اب تمہارا وقت ختم ہو گیا ہے۔ گڈ بائے''...... کرنل سنگرام نے کہا اور اس نے میز کے کنارے لگا کوئی بٹن پریس کیا تو اچانک کرسیوں میں جیسے بجلی کی تیز رو سی دوڑتی چلی گئی۔ میجر ونود اور کیپٹن مایا کے منہ انتہائی تکلیف دہ چیخیں نکلیں اور وہ راڈز والی کرسیوں میں بری طرح سے تڑپنے لگے۔ بجلی کی تیز رو کی وجہ سے ان کے چہرے سیاہ ہوتے جا رہے تھے۔ چند لمحے وہ بری طرح سے تڑپتے ہوئے چیختے رہے پھر ان کی چیخیں دم توڑتی چلی گئیں اور

ان کے تڑپتے ہوئے جسم بھی ساکت ہو گئے۔ ان کے جسم سیاہ ہو گئے تھے اور ان کے جسم کی کھال جگہ جگہ سے جلی ہوئی دکھائی دے رہی تھی جہاں سے دھواں بھی نکلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

کرنل سنگرام جیسے سنگ دل اور بے رحم انسان نے اپنے ہی ہاتھوں اپنے ان دو ذہین ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا تھا جنہوں نے اس کے حکم پر اس کے دیئے ہوئے مقررہ وقت سے پہلے ہی پراجیکٹ ون ٹو تھری کی فائل لا کر اسے دے دی تھی۔ فائل لانے کی کامیابی پر کچھ دیر پہلے کرنل سنگرام نے ان دونوں کی تعریف میں ویل ڈن کے الفاظ کہے تھے اب یہی ویل ڈن کے الفاظ ان دونوں ذہین ایجنٹوں کی موت کا پیغام بن گئے تھے۔

جیسے ہی دونوں ایجنٹ ہلاک ہوئے کرنل سنگرام نے میز کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو باہر گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ گھنٹی بجتے ہی باہر سے ایک سیاہ فام دیو نما شخص تیز تیز چلتا ہوا اندر آ گیا۔ یہ افریقی نژاد شخص ڈیل ڈول میں جوزف اور جوانا کا بڑا بھائی دکھائی دے رہا تھا۔ اس کا سر گنجا تھا اور اس کے چہرے پر انتہائی سفاکی اور درندگی کے تاثرات جیسے ثبت سے ہو کر رہ گئے تھے۔ یہ افریقی نژاد کرنل سنگرام کا باڈی گارڈ تھا۔ جس کا نام ڈامبو تھا۔ ڈامبو نے اندر آتے ہی کرنل سنگرام کو سیلوٹ مارنے والے انداز میں سلام کیا۔ اس کی نظریں میجر ونود اور کیپٹن مایا کی جلی ہوئی لاشوں پر پڑیں لیکن اس کے چہرے پر ان دونوں کے لئے ہمدردی

کا کوئی تاثر نمودار نہیں ہوا تھا۔

''ڈامبو''...... کرنل سنگرام نے سیاہ فام حبشی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... ڈامبو نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ان دونوں کی لاشیں اٹھا کر لے جاؤ اور برقی بھٹی میں ڈال دو''...... کرنل سنگرام نے سفاکانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے باس''...... ڈامبو نے اسی طرح سے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ان کرسیوں کی طرف بڑھ آیا جن پر میجر ونود اور کیپٹن مایا کی جلی ہوئی لاشیں پڑی تھیں۔ کرنل سنگرام نے میز کے کنارے لگا بٹن پریس کر کے دونوں کرسیوں کے راڈز ہٹا دیئے تو ڈامبو نے ان دونوں کی جلی ہوئی لاشیں باری باری اٹھا کر اپنے کاندھوں پر ڈالیں اور پھر وہ مڑ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

عمران جیسے ہی بلیک ہاؤس کلب کے ہال میں داخل ہوا سامنے سے ویٹر کے میک اپ اور لباس میں ملبوس ٹائیگر تیز تیز چلتا ہوا اس کے پاس آ گیا۔

عمران دانش منزل سے نکل کر ہارڈ بلڈنگ میں گیا تھا اور اس نے ان تمام جگہوں کا خود سرچ کیا تھا جہاں جہاں سے بلیک مون کے ایجنٹ زیرو بلاک میں داخل ہوئے تھے۔ عمران نے وہاں ہر چیز کا انتہائی باریک بینی سے جائزہ لیا تھا اور وہاں موجود شواہد دیکھ کر اسے معلوم ہو گیا تھا کہ بلیک مون کے ایجنٹوں نے سٹرانگ روم کی ٹف سیکورٹی کو کیسے ڈاج دیا تھا اور وہ تمام سسٹم کیسے بلاک کئے تھے جن کی وجہ سے انہیں نہ تو کسی کیمرے میں دیکھا جا سکا تھا اور نہ ہی ان کی موجودگی کا کسی کو علم ہو سکا تھا۔ تہہ خانے اور زیرو بلاک میں تو ان تینوں کے عمران کو کوئی نشان نہیں ملے تھے لیکن

اسے ڈرلر کے ذریعے بنی ہوئی سرنگ میں تین افراد کے قدموں کے نشانات ضرور مل گئے تھے جن میں سے دو مردوں کے قدموں کے نشان تھے اور ایک نشان کسی لڑکی کے قدموں کا تھا۔ ان نشانوں کو دیکھ کر عمران کا شک اور زیادہ یقین میں بدل گیا تھا کہ یہ تینوں بلیک مون کے ایجنٹ میجر ونود، کیپٹن مایا اور بلیک ہاؤس کا مالک وشواناتھ ہی ہو سکتے ہیں۔ عمران نے رہائش گاہ کو بھی چیک کیا تھا۔ بلیک مون کے ایجنٹ اس رہائش گاہ میں کافی دیر تک رہے تھے۔ اس رہائش گاہ میں عمران کو بلیک مون ایجنٹوں کے ٹھوس ثبوت تو نہیں ملے تھے لیکن اسے وہاں ایک کارڈ مل گیا تھا جو بلیک ہاؤس کلب کے مینجر اور مالک جگو دادا کا تھا۔ عمران کارڈ لے کر فوری طور پر وہاں سے نکل آیا۔ اس نے راستے میں ٹائیگر سے رابطہ کیا لیکن ٹائیگر نے اسے جگو دادا کے کلب میں واپس نہ آنے کے بارے میں بتایا تو عمران غصے سے کھول کر رہ گیا تھا۔ اس نے ٹائیگر کے ذریعے جگو دادا کی رہائش گاہ کا پتہ معلوم کیا لیکن وہاں بھی اسے جگو دادا نہیں ملا تھا۔ جگو دادا دو روز سے غائب تھا۔ سیکرٹ سروس کے ممبران بھی جگو دادا اور بلیک مون ایجنسی کے ایجنٹوں کو تلاش کرنے میں ناکام رہے تھے۔ جس سے عمران کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔ ان دو روز میں عمران مسلسل دانش منزل جا رہا تھا۔ اس نے کافرستان کے فارن ایجنٹوں جن میں این ٹی بھی شامل تھا کو متحرک کر دیا تھا کہ وہ ایک تو میجر ونود اور کیپٹن مایا کا پتہ لگائیں کہ وہ کافرستان

پہنچے ہیں یا نہیں اور اس بات کا بھی پتہ لگائیں کہ بلیک مون ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے لیکن تا حال این ٹی اور دیگر فارن ایجنٹوں نے بھی اس سلسلے میں عمران کو کوئی رپورٹ نہیں دی تھی۔ عمران دانش منزل میں بلیک زیرو کے ساتھ کافرستان جانے کی تیاری میں مصروف تھا کہ اسے ٹائیگر کی کال موصول ہوئی جس نے اسے بتایا تھا کہ جگو دادا دو روز کی گمشدگی کے بعد خود ہی کلب میں واپس آ گیا تھا۔ جگو دادا کی واپسی کا سن کر عمران سب کام چھوڑ کر فوراً بلیک ہاؤس کلب کی جانب روانہ ہو گیا تھا جس کے نتیجے میں اب وہ یہاں تھا۔

''کہاں ہے وہ''...... عمران نے اسے قریب آتے دیکھ کر پوچھا۔ عمران کے چہرے پر ٹھوس چٹانوں جیسی سنجیدگی دکھائی دے رہی تھی۔

''وہ اپنے آفس میں ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''چلو۔ مجھے ابھی اس سے ملنا ہے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چونکہ ٹائیگر بلیک ہاؤس کلب میں جاب کر رہا تھا اس لئے وہ کلب کے کسی بھی حصے میں جا سکتا تھا۔ عام طور پر اس کلب میں آنے والے افراد ویٹرز کے ذریعے تہہ خانوں میں موجود جوا خانوں تک رسائی حاصل کرتے ہیں اس لئے کسی نے ٹائیگر کو عمران سے باتیں کرتے اور اس کے ساتھ اندرونی حصے کی طرف جاتے دیکھ کر کوئی تعرض نہیں کیا تھا۔ ٹائیگر، عمران کو مختلف

راستوں سے گزارتا ہوا ایک تہہ خانے میں لے آیا اور پھر وہ اسے مختلف راہداریوں سے گزارتا ہوا ایک کمرے کے دروازے کے پاس لے آیا۔ عمران یہاں پہلے بھی آ چکا تھا۔

راہداری خالی تھی۔ ٹائیگر نے دروازے کا ہینڈل گھمایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اسے دروازہ کھولتے دیکھ کر عمران نے فوراً اپنی جیب سے مشین پسٹل نکال لیا تھا۔ جیسے ہی دروازہ کھلا عمران اور ٹائیگر اچھل کر کمرے میں داخل ہو گئے۔ سامنے ایک جہازی سائز کی کرسی کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر شخص بیٹھا تھا اور اس کے سامنے چار بدمعاش ٹائپ کے نوجوان کھڑے تھے جن کی سائیڈوں میں ہولسٹر لگے ہوئے تھے اور ان میں جھانکتے ہوئے بھاری ریوالوروں کے دستے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ شاید جگو دادا ان سے بلیک ہاؤس کلب کی پچھلے دو روز کی رپورٹ لے رہا تھا۔ جیسے ہی عمران اور ٹائیگر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے جگو دادا اور سامنے کھڑے بدمعاش بری طرح سے چونک پڑے اور پھر ان کی نظریں عمران کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل پر پڑی تو بدمعاشوں کے ہاتھ فوراً اپنے ہولسٹروں تک گئے لیکن اس سے پہلے کہ وہ ہولسٹروں سے ریوالور نکالتے عمران نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا کر ہاتھ نیم قوس کی شکل میں گھمایا تو تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ چاروں بدمعاش بری طرح سے چیختے ہوئے وہیں گر گئے۔

ان چاروں کو اس طرح گولیوں کا شکار ہوتے دیکھ کر جگو دادا

بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ کون ہو تم اور تم نے انہیں میرے آدمیوں کو گولیاں کیوں ماری ہیں''...... جگو دادا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا واپس اپنی کرسی پر گر گیا۔ عمران نے اس کے سر کے پاس فائرنگ کی تھی اور کئی گولیاں سنسناتی ہوئیں جگو دادا کے سر کے بالوں کو چھوتی ہوئی پیچھے دیوار میں جا گھسی تھیں۔

''خبردار۔ اپنی جگہ پر بیٹھے رہو ورنہ مجھے تمہاری کھوپڑی اُڑانے میں دیر نہیں لگے گی''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور جگو دادا جیسے اپنی جگہ پر ساکت ہو کر رہ گیا۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان دونوں کی جانب دیکھ رہا تھا۔

''تم باہر کا خیال رکھو۔ اسے میں خود سنبھال لوں گا''...... عمران نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر اثبات میں سر ہلا کر کمرے سے باہر چلا گیا اور اس نے جاتے ہوئے دروازہ بند کر دیا۔ جگو دادا کو جیسے ہی موقع ملا اس نے فوراً میز کی دراز میں موجود گن نکالنے کے لئے دراز کو کھولا ہی تھا کہ عمران نے ایک بار پھر اس کے سر کے پاس فائرنگ کر دی۔ فائرنگ ہوتے ہی جگو دادا کا ہاتھ جہاں تھا وہیں رک گیا۔

''اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ فوراً''...... عمران نے اس کی میز کی طرف جارحانہ انداز میں بڑھتے ہوئے انتہائی خوفناک لہجے میں کہا

اور یہ شاید اس کے خوفناک لہجے کا ہی اثر تھا کہ جگو دادا اس کا حکم سن کر فوراً اٹھ کر نہ صرف کھڑا ہو گیا بلکہ اس کے ہاتھ بھی اوپر اٹھتے چلے گئے۔ عمران یہاں میک اپ کے بغیر پہنچا تھا۔ جگو دادا کی آنکھیں عمران پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ عمران نے اس کے چہرے پر گھبراہٹ اور آنکھوں میں پریشانی کے تاثرات دیکھ کر اس بات کا اندازہ لگا لیا تھا کہ جگو دادا اسے بخوبی پہچانتا ہے۔

''گڈ۔ اب اسی طرح میز کے پیچھے سے نکل کر اس طرف آ جاؤ''...... عمران نے کہا۔

''لیکن تم ہو کون اور یہاں کیوں آئے ہو''...... جگو دادا نے انجان بنتے ہوئے کہا جیسے وہ عمران کو پہچانتا نہ ہو۔

''میز کے پیچھے سے نکلو تو میں تمہیں اپنی پہچان کراتا ہوں۔ جلدی کرو ورنہ''...... عمران نے اسی طرح سے غراتے ہوئے کہا۔ اس نے مشین پسٹل کے ٹریگر پر دباؤ ڈالا تو جگو دادا بوکھلا کر میز کے پیچھے سے باہر آ گیا۔ جیسے ہی وہ میز کے پیچھے سے نکلا عمران کی ٹانگ چلی اور جگو دادا حلق کے بل چیختا ہوا پیچھے کرسیوں سے ٹکراتا ہوا فرش پر جا گرا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران نے اس کی طرف چھلانگ لگائی اور اس نے اٹھتے ہوئے جگو دادا کے پہلو میں ایک اور ٹھوکر رسید کر دی۔ جگو دادا اچھلا اور رول ہوتا ہوا پیچھے جا گرا۔ وہ اٹھا ہی تھا کہ عمران ایک بار پھر چھلانگ لگا کر اس کے سر پر پہنچ گیا۔

عمران نے مشین پسٹل جیب میں ڈالی اور اس نے جھپٹ کر جگو دادا کو گردن سے پکڑتے ہوئے اٹھایا۔ دوسرے لمحے اس کا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا اور جگو دادا ہوا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ جگو دادا تیزی سے نیچے آیا۔ نیچے آتے ہوئے اس نے اپنا جسم گھمایا اور ٹانگیں گھما کر عمران کے سر پر مارنے کی کوشش کی لیکن عمران نے ذرا سا پیچھے ہٹ کر چیل کی طرح جھپٹا مار کر اسے پکڑا اور پھر اس کے دونوں ہاتھ اس تیزی سے حرکت میں آئے کہ جگو دادا کا پورا جسم کسی تیز رفتار پنکھے کی طرح گھوم گیا۔ عمران نے اسے تیزی سے گردش دیتے ہوئے پوری قوت سے کمر کے بل زمین پر پٹخ دیا۔ جگو دادا کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکلی اور وہ فرش پر یوں اچھلنے لگا جیسے اسے آگ سے تپتے ہوئے فرش پر گرا دیا گیا ہو۔ پوری قوت سے گرنے کی وجہ سے اس کی کئی ہڈیاں چیخ اٹھی تھیں۔ عمران نے اس پر بس نہیں کیا تھا۔ جگو دادا کو نیچے گراتے ہی اس کی ٹانگیں مشینی انداز میں چلی تھیں اور جگو دادا کی چیخیں کمرے میں گونجتی چلی گئیں۔ عمران نے جگو دادا کے آفس کی دیواروں پر ربڑ کی موٹی چادریں دیکھی تھیں جو اس بات کا ثبوت تھیں کہ کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف ہے۔ اس کمرے کی آواز نہ تو باہر جا سکتی تھی اور نہ ہی باہر کی کوئی آواز کمرے میں سنائی دے سکتی تھی۔

''بس کرو۔ بس کرو۔ فار گاڈ سیک بس کرو۔ آخر تم مجھ سے کس بات کا بدلہ لے رہے ہو اور کیوں مجھے اس قدر بے دردی سے مار

Downloaded from https://paksociety.com

رہے ہو''...... جگو دادا نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ عمران نے اچانک اپنا پیر جگو دادا کی گردن پر رکھ دیا۔ پیر گردن پر رکھتے ہی اس نے بوٹ کی ٹو اس کی گردن پر پریس کرتے ہوئے اس انداز میں موڑی کہ جگو دادا کی گردن کی رگ بوٹ کی ٹو سے مڑ گئی اور جگو دادا کا جسم یکلخت سیدھا ہو کر تن سا گیا۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بگڑ گیا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے عمران کی ٹانگ پکڑ کر اپنی گردن سے اس کا پیر ہٹانے کی کوشش کی لیکن عمران نے جیسے ہی اس کی گردن پر مزید دباؤ ڈالتے ہوئے بوٹ کی ٹو اور موڑی تو جگو دادا جیسے تڑپ کر رہ گیا۔ وہ عمران کی ٹانگ کے نیچے مرغِ بسمل کی طرح تڑپ رہا تھا۔

''بلیک مون کے ایجنٹ کہاں ہیں''...... عمران نے جگو دادا کی گردن کی رگ پر مزید دباؤ بڑھاتے ہوئے انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں پوچھا۔

''مم مم۔ میں نہیں جانتا۔ میں نہیں جانتا''...... جگو دادا نے تڑپتے ہوئے بری طرح سے چیخ کر کہا تو عمران نے اس کی رگ اور زیادہ مسل دی۔ اب تو جیسے جگو دادا کی جان پر بن آئی تھی جس کا جسم اس بری طرح سے اینٹھ رہا تھا جیسے اس کے جسم سے جان نکل رہی ہو۔

''میں مر جاؤں گا۔ میں مر جاؤں گا۔ فار گاڈ سیک بس کرو۔ میں یہ عذاب اور برداشت کرنے کی ہمت نہیں ہے''...... جگو دادا

نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''جان بچانا چاہتے ہو تو بتا دو کہ میجر ونود اور کیپٹن مایا کہاں ہیں ورنہ......'' عمران نے انتہائی خوفناک لہجے میں کہا۔

''وہ۔ وہ واپس چلے گئے ہیں''...... جگو دادا نے جب تکلیف ناقابلِ برداشت ہو گئی تو اس نے چیخ کر کہا۔ اس کا جواب سن کر عمران نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔

''کب گئے ہیں وہ واپس اور کس راستے سے گئے ہیں۔ بولو۔ جلدی ورنہ میں تمہیں اس سے بھی زیادہ بھیانک عذاب سے دوچار کر دوں گا۔ بولو''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں نے انہیں ہیومن ٹریفک کے ذریعے اپر بارڈر کراس کرایا ہے''...... جگو دادا نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''کیا وہ پراجیکٹ ون ٹو تھری کی فائل بھی اپنے ساتھ لے گئے ہیں''...... عمران نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

''ہاں۔ وہ اسی فائل کے لئے یہاں آئے تھے۔ وہ فائل ساتھ لے گئے ہیں''...... جگو دادا نے جواب دیا۔

''تمہارا ان سے کیا تعلق ہے۔ کیا تم بھی بلیک مون ایجنسی سے ہی تعلق رکھتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں بلیک مون ایجنسی کا فارن ایجنٹ ہوں۔ فار گاڈ سیک چھوڑ دو مجھے۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا''...... جگو دادا نے کہا تو عمران نے اس کی گردن سے بوٹ کی ٹو کا دباؤ قدرے

کم کر دیا۔ جیسے ہی اس نے جگو دادا کی گردن سے دباؤ کم کیا۔ جگو دادا کو جیسے موقع مل گیا۔ اس نے عمران کی ٹانگ پکڑ کر اسے پوری قوت سے پیچھے دھکیلا اور تیزی سے کروٹیں بدلتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ دھکا لگنے کی وجہ سے عمران پیچھے کی طرف لڑکھڑایا۔ اس نے خود کو گرنے سے سنبھالا ہی تھا کہ اسی لمحے جگو دادا تیزی سے اٹھا اور اس نے کمرے کی عقبی دیوار کی جانب چھلانگ لگا دی۔ اس سے پہلے کہ وہ دیوار کے پاس جا کر کوئی خفیہ راستہ کھولتا عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور کمرہ ایک بار پھر تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ جگو دادا کی تیز چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران نے اس کی دونوں ٹانگوں پر فائرنگ کر کے اس کی ٹانگیں چھلنی کر دی تھیں۔ جگو دادا دھڑام سے گرا اور بری طرح سے تڑپنے لگا۔ عمران آگے بڑھا اور اس نے مشین پسٹل جگو دادا کے سر سے لگا دیا۔

''اب گولیاں تمہاری کھوپڑی میں اتریں گی''...... عمران نے غ کر کہا۔

''مم مم۔ میں میں''...... جگو دادا نے تکلیف کی شدت سے بر طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''میں میں کرنا چھوڑو اور اپنا نام بتاؤ۔ جلدی''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''وشوا ناتھ۔ میرا نام وشوا ناتھ ہے''...... جگو دادا نے جواب د اور ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی جیسے اس کی جان نکل گئی ہو

اس کا سر ڈھلکتے دیکھ کر عمران نے آگے بڑھ کر اس کا سانس اور نبض چیک کی اور پھر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس کا سانس رک چکا تھا اور اس کی نبض بھی ڈوب چکی تھی۔ وہ شاید دل کا مریض تھا جو ٹانگوں پر ہی گولیاں لگنے سے ہلاک ہو گیا تھا۔

''ہونہہ۔ یہ ضرورت سے زیادہ ہی بودا نکلا ہے۔ مجھے تو ابھی اس سے بلیک مون ایجنسی کے بارے میں کئی سوال پوچھنے تھے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔ عمران نے اسے وہیں چھوڑا اور ایک بار پھر وہ اس کے آفس کی تلاشی لینے لگا لیکن وہاں سے کام کی کوئی چیز نہیں ملی تھی۔ عمران وہاں سے نکل آیا۔

میجر ونود اور کیپٹن مایا پراجیکٹ ون ٹو تھری کی فائل لے کر وہاں سے نکل گئے تھے اس لئے اب عمران کے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ ان کے پیچھے کافرستان جائے۔ اب وہ کافرستان جا کر ہی بلیک مون ایجنسی سے فائل حاصل کر سکتا تھا اس لئے عمران نے وقت ضائع کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ گو کہ عمران کو اس بات کی فکر نہیں تھی کہ بلیک مون ایجنسی فائل کی کاپی یا فلم بنا لے گی اور فائل چونکہ کوڈ میں تھی اس لئے انہیں فائل کو ڈی کوڈ کرنے میں بھی بہت وقت لگے گا۔ عمران جانتا تھا کہ فائل بنانے کے لئے جو کوڈ استعمال کیا گیا ہے وہ نیا اور انتہائی پیچیدہ ہے جسے کافرستانیوں کے لئے ڈی کوڈ کرنا ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ثابت ہو گا۔ فائل چونکہ پاکیشیا کے ساتھ ساتھ شوگران کے لئے بھی اہمیت کی حامل تھی

اور خفیہ پراجیکٹ ون ٹو تھری کے حوالے سے شوگران کا نام بھی دنیا میں اچھالا جا سکتا تھا اس لئے ضروری تھا کہ اس فائل کی چوری کا علم شوگران کو نہ ہو اور فائل اسی طرح خاموشی سے پاکیشیا واپس آ جائے جس خاموشی سے اسے پاکیشیا سے لے جایا گیا تھا ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ شوگران پاکیشیا پر ناقص سیکورٹی کی ذمہ داری عائد کر کے اس پراجیکٹ سے ہی ہاتھ کھینچ لیتا اس لئے عمران کی ذمہ داری تھی کہ وہ ہر صورت میں پراجیکٹ ون ٹو تھری کی فائل پاکیشیا واپس لائے اور شوگران کو اس مسئلے پر بات کرنے کا کوئی موقع ہی نہ دے۔

عمران انہی سوچوں میں گم دانش منزل پہنچ گیا۔ وہ آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''فائل کافرستان پہنچ چکی ہے۔ ممبران کو کال کرو۔ ہمیں فوری طور پر کافرستان جانا ہے اور وہاں سے فائل واپس لانی ہے''۔ سلام و دعا کے بعد عمران نے سنجیدگی سے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''جولیا تو شاید ابھی رانا ہاؤس میں ہی ہے۔ کیا میں صفدر کو کال کر کے سب کو میٹنگ روم میں بلا لوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''راستے میں میری جوزف سے بات ہوئی تھی۔ اس نے بتایا ہے کہ جولیا کی حالت اب بہت بہتر ہے۔ اس نے اپنے مخصوص عمل سے جولیا کے جسم سے اینڈرک سپائیڈر کا سارا زہر کھینچ نکالا

ہے۔ اب جولیا نہ صرف جسمانی طور پر صحت مند ہے بلکہ اس کا دماغ بھی نارمل ہے۔ اسی کے سیل فون پر بات کرو۔ اگر وہ خود کو مکمل طور پر فٹ سمجھتی ہے تو ہمارے ساتھ جائے گی ورنہ وہ آرام کے لئے یہیں رک سکتی ہے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور جولیا کے سیل فون پر کال کرنے لگا۔

''کیا یہ کنفرم ہو گیا ہے کہ فائل بلیک مون ایجنسی کے ایجنٹ ہی لے گئے ہیں''...... جولیا کو کال کرنے کے بعد بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہاں۔ جگو دادا بھی بلیک مون کا ہی ایجنٹ تھا جس کا اصل نام وشوا ناتھ تھا وہ یہاں فارن ایجنٹ کے طور پر کام کر رہا تھا۔ فائل کے حصول کے لئے سٹرانگ روم میں میجر ونود اور کیپٹن مایا کے ساتھ وہ بھی شامل تھا''...... عمران نے جواب دیا۔

''اوہ۔ تب تو وہ فائل اب تک یقینی طور پر بلیک مون ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچ گئی ہو گی''...... بلیک زیرو نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ابھی فائل کا ڈی کوڈ ہونا باقی ہے۔ جب تک فائل ڈی کوڈ نہیں ہو جاتی بلیک مون ایجنسی اسے اعلیٰ حکام کے حوالے نہیں کرے گی''...... عمران نے کہا۔

''یہ بھی اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ فائل سپیشل کوڈ میں

ہے ورنہ ہم تو اس فائل سے ہاتھ دھو ہی بیٹھے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ وہ فائل شوگران کے کہنے پر کوڈ کی گئی تھی۔ کوڈ مشکل ضرور ہے لیکن میری معلومات کے مطابق کافرستان میں ایسے ایکسپرٹ ضرور موجود ہیں جو اس فائل کو ڈی کوڈ کر سکتے ہیں۔ اس لئے ہمیں جلد سے جلد وہاں سے فائل واپس لانی ہو گی ورنہ فائل کے ساتھ ساتھ ہم شوگران کے اس معاہدے سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے اور پراجیکٹ ون ٹو تھری، نائن ٹو الیون ہو جائے گا''......عمران نے کہا۔

''نائن ٹو الیون۔ میں سمجھا نہیں''...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''نو دو گیارہ۔ اگر شوگران کو علم ہو گیا کہ ٹاپ پراجیکٹ کی ٹاپ سیکرٹ فائل ہم سے کافرستانی لے اُڑے ہیں تو وہ اس پراجیکٹ کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیں گے اور ظاہر ہے جب وہ یہ پراجیکٹ ہی ختم کر دیں گے تو اس کا تو یہی مطلب ہو گا نا کہ وہ نو دو گیارہ ہو گئے ہیں۔ اب اگر کہو تو میں تمہیں نو دو گیارہ کا بھی تفصیل سے مطلب سمجھا دوں''......عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ نو دو گیارہ ہونا کیا ہوتا ہے۔ آپ کو اس کی تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے ہنستے

ہوئے کہا۔

''چلو اچھی بات ہے کہ تم کچھ تو سمجھتے ہو۔ بہرحال میری نائن زیرو کے ایئر بیس کمانڈر جلیل ہاشانی سے بات کراؤ''......عمران نے ایک بار پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''تو کیا آپ اس بار فضائی راستے سے کافرستان داخل ہونے کا سوچ رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے ایئر بیس کمانڈر کا سن کر چونکتے ہوئے کہا۔

''تو اور کیا کروں۔ زمینی راستے میں تو اب تک بلیک مون ایجنسی نے نجانے ہمارے لئے کتنے خار بچھا دیئے ہوں۔ یہ جانتے ہوئے کہ راستہ خاروں سے بھرا ہوا ہے تو ان سے الجھتے ہوئے جانا حماقت ہی ہو گا اس لئے کیوں نہ خاروں سے بچنے کا سیدھا سادا راستہ اختیار کیا جائے اور خفیہ طور پر کافرستان کے کسی ایسے علاقے میں ڈراپ ہوا جائے جہاں خار کم اور بھاڑ زیادہ ہو۔ ظاہر ہے خار تو نہیں کھائے جا سکتے لیکن بھاڑ تو جھونکی جا ہی سکتی ہے''۔ عمران نے بڑے معصومانہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نائن زیرو ایئر بیس کے کمانڈر جلیل ہاشانی کے نمبر پریس کرنے لگا۔

کرنل سنگرام اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا کہ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کرنل سنگرام نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ کرنل سنگرام ہیئر''...... کرنل سنگرام نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''آپ کے لئے پی ایف اے کا پیغام آ رہا ہے جناب''۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں دیکھتا ہوں''...... کرنل سنگرام نے چونک کر کہا۔ پی ایف اے کا مطلب تھا کہ اسے پاکیشیا سے کسی فارن ایجنٹ کی کال آ رہی ہے۔ کرنل سنگرام نے رسیور کریڈل پر رکھا اور اپنی میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کر کے اسے آن کیا تو

ٹرانسمیٹر پر ایک سرخ رنگ کا بلب جلنے بجھنے لگا اور ساتھ ہی بیپ کی آواز سنائی دی۔ کرنل سنگرام نے ٹرانسمیٹر کے مزید دو بٹن پریس کیئے تو نہ صرف بیپ کی آواز آنا بند ہو گئی بلکہ جلتا بجھتا ہوا سرخ بلب بھی بجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک سبز رنگ کا بلب جل اٹھا اور ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے ایک آواز سنائی دینا شروع ہو گئی۔

''ہیلو ہیلو۔ پی ایف اے کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور''...... دوسری طرف سے مسلسل کال دی جا رہی تھی۔ پی ایف اے سے مراد پاکیشیائی فارن ایجنٹ تھی۔

''یس۔ چیف آف بی ایم اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... کرنل سنگرام نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر کے بڑے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''چیف میں پاکیشیا سے اے ہنڈرڈ بول رہا ہوں۔ اوور''۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''یس بولو۔ کیوں کال کی ہے کوئی خاص خبر۔ اوور''...... کرنل سنگرام نے اسی انداز میں کہا۔

''یس چیف۔ میں نے آپ کو اے تھری کے بارے میں رپورٹ دینے کے لئے کال کی ہے۔ آپ کا اندازہ بالکل ٹھیک ہے۔ اے تھری کو بلیک ہاؤس کلب میں اس کے آفس میں انتہائی بے دردی سے ہلاک کر دیا گیا ہے۔ کلب میں علی عمران کو دیکھا گیا تھا جو کلب کے ایک ویٹر کے ہمراہ اے تھری کے آفس میں گیا

تھا۔ ان دونوں نے اے تھری پر تشدد بھی کیا تھا اور پھر وہ اس کی لاش چھوڑ کر وہاں سے نکل گئے تھے۔ اوور''...... دوسری طرف سے اے ہنڈرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران کو اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ پاکیشیا میں بلیک مون ایجنسی کے ایجنٹوں نے پراجیکٹ ون ٹو تھری کا مشن مکمل کیا ہے۔ اوور''...... کرنل سنگرام نے حلق کے بل غراتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ اے تھری کے چہرے پر تکلیف کے جو تاثرات تھے اور جس انداز میں اس کی ٹانگوں پر گولیاں ماری گئی تھیں اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ عمران نے اس کا منہ کھلوا لیا تھا۔ ویسے بھی اے تھری دل کا مریض تھا جس کی وجہ سے وہ فیلڈ میں بہت کم جا تا تھا لیکن اس بار اس نے اے ون اور اے ٹو کے ساتھ مل کر کام کیا تھا۔ دل کے عارضے میں مبتلا ہونے کی وجہ سے وہ زیادہ تشدد برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اے ون اور اے ٹو نے اسے کافرستان واپس چلنے کے لئے بھی کہا تھا لیکن اس نے انکار کر دیا تھا اور اس کا کہنا تھا کہ اس نے فائل انتہائی فول پروف طریقے سے حاصل کی ہے اس لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس تک نہیں پہنچ سکے گی لیکن اس کا خیال خام ہی ثابت ہوا تھا اور عمران خود اس تک پہنچ گیا تھا۔ اوور''...... اے ہنڈرڈ نے کہا۔

''میں جانتا تھا کہ اے تھری زیادہ عرصے تک عمران یا پاکیشیا

سیکرٹ سروس کی نگاہوں سے چھپا نہیں رہ سکے گا اسی لئے میں نے تمہیں کال کر کے اے تھری کو آف کرنے کا حکم دیا تھا۔ لیکن عمران تم سے کہیں زیادہ تیز ثابت ہوا ہے اور تم سے پہلے بلیک ہاؤس کلب پہنچ گیا تھا جس کے نتیجے میں اے تھری عمران کے ہتھے چڑھ گیا اور اس کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔ اوور''...... کرنل سنگرام نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ جب آپ نے مجھے کال کی تھی تو میں دوسرے شہر میں تھا جہاں سے یہاں آتے ہوئے مجھے وقت لگ گیا تھا اور اس دوران عمران یہاں اپنا کام کر گزرا تھا۔ اوور''...... اے ہنڈرڈ نے جواب دیا۔

''کیا تم عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کسی طرح سے نگرانی کر سکتے ہو۔ اوور''...... کرنل سنگرام نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اس سے پوچھا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے پتے ٹھکانے تو میں نہیں جانتا لیکن عمران کے ایک دو ٹھکانوں کا مجھے علم ہے۔ میں اس کی نگرانی کا بندوبست کر سکتا ہوں۔ اوور''...... اے ہنڈرڈ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ عمران جلد ہی کافرستان آنے کی کوشش کرے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس کی بھرپور نگرانی کراؤ اور چیک کرو کہ وہ پاکیشیا سے کب اور کیسے نکلتا ہے۔ وہ ایک شہر سے دوسرے شہر بھی جائے تو اس کے بارے میں مجھے رپورٹ دو۔ مجھے اس کی ایک

ایک لمحے کی رپورٹ ملنی چاہئے۔ اوور''...... کرنل سنگرام نے بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ میں کوشش کروں گا کہ اسے ایک لمحے کے لئے بھی اپنی نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے دوں اور آپ کو اس کے بارے میں ایک ایک لمحے کی رپورٹ دے سکوں۔ اوور''...... اے ہنڈرڈ نے جواب دیا۔

''کوشش نہیں نانسنس۔ جو میں نے کہا ہے تمہیں اس پر عمل کرنا ہے۔ سمجھے تم۔ اوور''...... کرنل سنگرام نے غرا کر کہا۔

''یس چیف۔ سمجھ گیا۔اوور''...... اس بار اے ہنڈرڈ نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

''اوکے۔تم اپنا کام کرو تب تک میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے یہاں کوئی انتظام کرتا ہوں تاکہ وہ جیسے ہی یہاں آئیں موت فوراً ان پر جھپٹ پڑے اور وہ سب ایک ساتھ ہلاک ہو جائیں۔ اوور''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

''یس چیف''...... اے ہنڈرڈ نے کہا اور کرنل سنگرام نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

''ہونہہ۔ میں جانتا تھا کہ عمران سے پراجیکٹ ون ٹو تھری کا مشن کسی بھی صورت میں نہیں چھپ سکے گا۔ وہ بے حد کائیاں انسان ہے۔ فائل حاصل کرنے کے لئے وہ کافرستان ضرور آئے گا اور اس بار میں اس کے راستے میں ایسی ہارڈ والز کھڑی کر دوں گا

کہ اسے کافرستان میں چھپنے اور مجھ سے بچنے کے لئے کوئی پناہ گاہ نہیں ملے گی۔ موت ہر وقت اس کے سر پر سوار رہے گی اور جیسے ہی اسے موقع ملے گا وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو نگل جائے گی۔ اس بار حقیقتاً عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت میرے ہاتھوں طے ہے''...... کرنل سنگرام نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا کر نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس۔ میجر ارجن فرام ٹاپ سیکشن''...... رابطہ ملتے ہی دوسری جانب سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

''کرنل سنگرام بول رہا ہوں''...... کرنل سنگرام نے اس سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس چیف۔ میں میجر ارجن بول رہا ہوں''...... کرنل سنگرام کی آواز سنتے ہی دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''میجر ارجن۔ بلیک مون کے دو ایجنٹوں نے حال ہی میں پاکیشیا میں جا کر ایک مشن مکمل کیا ہے۔ مشن مکمل کرنے میں تو وہ کامیاب ہو گئے تھے لیکن وہ اپنے پیچھے کچھ ایسے نشانات چھوڑ آئے تھے جس کی وجہ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ پاکیشیا میں مکمل کیا جانے والا مشن بلیک مون ایجنسی کے ایجنٹوں نے کیا ہے۔ بلیک مون ایجنسی کے ایجنٹ پاکیشیا سے ایک

ٹاپ سیکرٹ فائل نکال کر لائے تھے۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پاس بلیک مون ایجنسی کے بارے میں کیا انفارمیشن ہیں میں یہ تو نہیں جانتا لیکن میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ عمران اور اس کے ساتھی اس فائل کو ہم سے واپس حاصل کرنے کے لئے کافرستان ضرور آئیں گے۔ میں نے ایک فارن ایجنٹ کی ڈیوٹی لگا دی ہے کہ وہ عمران کی کڑی نگرانی کرے۔ وہ مجھے عمران کے بارے میں پل پل کی رپورٹ دے گا لیکن اس کے باوجود میں جانتا ہوں کہ عمران جیسا انسان اے ہنڈرڈ کے بس کی بات نہیں ہے۔ عمران کو جلد ہی اس بات کا علم ہو جائے گا کہ اس کی نگرانی کی جا رہی ہے اس لئے وہ اے ہنڈرڈ کو ڈاج دے سکتا ہے۔ وہ اے ہنڈرڈ کو ڈاج دے کر خفیہ راستے سے کافرستان آنے کی کوشش کرے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے سیکشن کو فوری طور پر تیار کرو اور کافرستان کے ہر حصے میں پھیلا دو۔ خاص طور پر کافرستان کے تمام داخلی راستوں پر ایسے جال بچھا دو کہ عمران اور اس کے ساتھی جس راستے سے بھی آئیں وہ تمہاری نظروں سے نہ بچ سکیں''۔ کرنل سنگرام نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں جناب۔ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو کسی بھی صورت میں کافرستان میں داخل نہیں ہونے دوں گا۔ اگر وہ کسی خفیہ راستے سے کافرستان پہنچ بھی گئے تو میں ان پر اسی وقت موت بن کر جھپٹ پڑوں گا اور ان سب کے ٹکڑے اُڑا دوں

گا''...... میجر ارجن نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

''میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ اس بار عمران اور اس کے ساتھیوں کے حصے میں ناکامی کے ساتھ موت آئے۔ وہ بھی انتہائی بھیانک اور اذیتناک موت''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا جناب۔ میں کافرستان کے سرحدی علاقوں میں موجود اپنے تمام انفارمرز کو الرٹ کر دیتا ہوں۔ عمران اور اس کے ساتھی جہاں سے بھی آئیں گے مجھے ان کے آنے کا علم ہو جائے گا اور پھر میں اپنی فورس لے کر ان کے سروں پر پہنچ جاؤں گا اور انہیں اسی علاقے میں دفن کر دوں گا جہاں وہ موجود ہوں گے۔ وہ میرے ہاتھوں سے کسی بھی طرح سے نہیں بچ سکیں گے''...... میجر ارجن نے کہا۔

''اوکے۔ میں تمہاری کامیابی کی رپورٹ کا منتظر رہوں گا۔ اگر مجھے پاکیشیا سے فارن ایجنٹ اے ہنڈرڈ کی طرف سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے روانہ ہونے کی اطلاع ملی تو میں تمہیں بھی مطلع کر دوں گا''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

''یس چیف۔ تھینک یو چیف۔ اگر ایسا ہو جائے تو میرے لئے اور بھی آسانی ہو جائے گی''...... میجر ارجن نے کہا۔ کرنل سنگرام نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر سکون تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کی ذمہ داری بلیک مون ایجنسی کے

ٹاپ سیکشن کے سپرد کر دی ہیں جو ایسے ہی کاموں کے لئے بنایا گیا تھا۔ یہ سیکشن جب حرکت میں آتا تھا تو مجرموں اور خاص طور پر غیر ملکی ایجنٹوں کے لئے موت کا ایسا طوفان بن جاتا تھا جس سے غیر ملکی ایجنٹوں کا بچنا تقریباً ناممکن ہو جاتا تھا۔ ٹاپ سیکشن کے سامنے آتے ہی یا تو غیر ملکی ایجنٹ اپنا مشن ادھورا چھوڑ کر راہِ فرار اختیار کر جاتے تھے یا پھر اس سیکشن کے ہاتھوں ہمیشہ کے لئے ملیا میٹ ہو جاتے تھے۔

ٹاپ سیکشن کا انفارمر گروپ بے حد فعال تھا جو کافرستان کے تقریباً ہر کونے میں پھیلا ہوا تھا۔ اسی گروپ کی وجہ سے بلیک مون ایجنسی انتہائی طاقتور کہلاتی تھی۔ یہ گروپ ایک بار جس کے پیچھے لگ جاتا تھا اسے جب تک اس کے انجام تک نہ پہنچا دے چین سے نہیں بیٹھتا تھا۔ اس لئے کرنل سنگرام کو یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی ٹاپ سیکشن سے کسی بھی طرح سے نہیں بچ سکیں گے اور اس بار ٹاپ سیکشن ان کے لئے حقیقتاً موت کا سبب بن جائے گا۔

رات کی تاریکی کو چیرتا ہوا سی ون تھرٹی طیارہ قدرے نیچی پرواز کرتا ہوا انتہائی تیز رفتاری سے کافرستان کے سرحدی علاقے کی جانب بڑھا جا رہا تھا۔

اس طیارے کے عقبی حصے میں عمران کے ساتھ اس کے چار ساتھی موجود تھے جنہوں نے پیرا ٹروپنگ کے مخصوص لباس پہن رکھے تھے۔ ان چار ساتھیوں میں جولیا، کیپٹن شکیل، تنویر اور صفدر شامل تھے۔ جولیا واقعی اب مکمل طور پر نارمل دکھائی دے رہی تھی۔ عمران نے انہیں دانش منزل بلوا کر مشن کے متعلق تفصیل سے بریفنگ دی تھی۔ اس نے جولیا کو اس کی طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے اسے وہیں رکنے کا مشورہ دیا تھا لیکن جولیا کا کہنا تھا کہ وہ اس مشن پر ضرور جائے گی کیونکہ بلیک مون ایجنسی کے ایجنٹ پہلی بار اسی سے ٹکرائے تھے اور انہوں نے اس کے جسم میں اینڈرک

سپائیڈر کا زہر انجیکٹ کر کے اسے موت کے منہ میں پہنچا دیا تھا اس لئے وہ بلیک مون ایجنسی کے ایجنٹوں سے مقابلہ کرنا چاہتی تھی۔

جولیا کے اصرار کرنے پر ایکسٹو نے اسے عمران کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی تھی۔ عمران چونکہ مشن تیزی سے مکمل کرنا چاہتا تھا اس لئے وہ اپنے ساتھ اس بار زیادہ ممبران کو نہیں لے جا رہا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ اپنے ان چار جانباز ساتھیوں کے ساتھ ہی مشن مکمل کر لے گا۔ اسے بس یہ پتہ لگانا تھا کہ بلیک مون ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ ہیڈ کوارٹر کا پتہ چلتے ہی وہ پانچوں موت کا طوفان بن کر ہیڈ کوارٹر پر ٹوٹ پڑتے اور ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر کے وہاں سے پراجیکٹ ون ٹو تھری کی فائل حاصل کر لیتے۔

عمران نے نائن زیرو ایئر بیس کے کمانڈر جلیل ہاشانی سے بات کر کے سی ون تھرٹی کے ذریعے بارڈر کراس کرنے کا سوچا تھا۔ کمانڈر جلیل ہاشانی نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو پاکیشیائی بارڈر کراس کرا کر انہیں کافرستان پہنچانے کی ذمہ داری قبول کر لی تھی۔ عمران اپنے ساتھیوں کو لے کر شام کے وقت ہی نائن زیرو ایئر بیس پہنچ گیا تھا جہاں ایئر بیس کے کمانڈر جلیل ہاشانی نے انہیں سی ون تھرٹی کے بارے میں بتایا تھا۔ عمران نے ہینگر میں موجود سی ون تھرٹی طیارے کو خود چیک کیا اور اس نے کمانڈر جلیل ہاشانی کے ساتھ مل کر طیارے کے ونگز، اس کے ٹیل اور فرنٹ پر چند سائنسی آلات لگا دیئے جو عمران اپنے ساتھ لایا تھا۔ عمران کا کہنا تھا کہ

ان آلات کی موجودگی میں طیارے کو کسی بھی راڈار سے چیک نہیں کیا جا سکے گا اور اگر طیارہ رات کے وقت پرواز کرے گا تو اسے کسی سیٹلائٹ سسٹم سے بھی چیک نہیں کیا جا سکے گا اس لئے وہ ان آلات کی وجہ سے نہ صرف آسانی سے بارڈر کراس کر جائیں گے بلکہ طیارے انہیں چھوڑ کر بحفاظت واپس بھی آ جائے گا۔ ایئر بیس کمانڈر جلیل ہاشانی چونکہ عمران کے بارے میں جانتا تھا اس لئے اس نے طیارے پر جدید آلات لگانے پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ عمران اپنے ساتھ اپنے لئے اور اپنے ساتھیوں کے لئے مخصوص اسلحہ بھی لے جا رہا تھا۔ اس نے سارا اسلحہ طیارے میں پہنچا دیا تھا۔ رات ہوتے ہی طیارہ انہیں لے کر کافرستان کی طرف روانہ ہو گیا۔

عمران نے اس بار صحرائے تھار کے راستے کافرستان میں داخل ہونے کا پروگرام بنایا تھا۔ یہ صحرا کافرستان کے مشرق میں تھا جو انتہائی طویل و عریض تھا۔ اس صحرا کے انتہائی جنوب مشرق میں پاکیشیا کے ایک سرحدی علاقے میں ایک پہاڑی سلسلہ کوہ کرم جھار ہے۔ یہ پہاڑی سلسلہ جو تقریباً بیس کلو میٹر لمبا ہے سطح سمندر سے صرف تین سو میٹر بلند ہے۔ صحرائے تھار کا خطہ بہت کم آباد ہے اور کہیں کہیں صرف جھاڑیاں دکھائی دیتی ہیں جس کا بہت بڑا حصہ کافرستان تک پھیلا ہوا ہے۔ صحرائے تھار کے دونوں اطراف بیس کیمپ موجود تھے جو اپنے اپنے ممالک کی سرحدوں کی حفاظت کرتے

تھے۔ ان بیس کیمپوں میں سپیشل راڈار سسٹم بھی نصب تھے جن سے ان علاقوں میں آنے والے طیاروں کی خصوصی طور پر چیکنگ کی جاتی تھی اور انہیں بارڈر سے دور رہنے کی ہدایات دی جاتی تھیں۔ ہدایات کی خلاف ورزی کرنے والے طیارے کو بیس کیموں میں لگے ایئر کرافٹ یا پھر میزائلوں سے نشانہ بنا کر وہیں گرا دیا جاتا تھا۔ اس لئے بہت کم طیارے ان علاقوں کا رخ کرتے تھے۔

عمران نے چونکہ سی ون تھرٹی پر راڈار اور سیٹلائٹ سسٹم کو ڈاج دینے کے لئے خصوصی طور پر سائنسی آلات لگائے تھے اس لئے وہ اسی علاقے سے کافرستان جانا چاہتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ سائنسی آلات کی وجہ سے طیارہ نہ تو کسی راڈار پر چیک کیا جا سکے گا اور نہ ہی اسے کسی سیٹلائٹ سسٹم سے دیکھا جا سکتا ہے۔

طیارہ انہیں لئے تیزی سے صحرائے تھار کی جانب اُڑا جا رہا تھا۔ گو کہ طیارے پر راڈارز سے محفوظ رہنے کے جدید سائنسی سسٹم لگے ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود پائلٹ کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا وہ طیارے کو نیچی پرواز کراتا ہوا صحرا کی جانب لے جا رہا تھا۔ عمران نے طیارے پر جو آلات لگائے تھے ان آلات کی وجہ سے طیارے کے انجنوں کا شور بھی بے حد مدہم ہو گیا تھا۔ طیارہ اگر نیچے پرواز کرتا ہوا بیس کیمپ کے اوپر سے بھی گزر جاتا تو اس کی آواز بیس کیمپ تک نہیں جا سکتی تھی۔ جب تک بیس کیمپ کے افراد اپنی آنکھوں سے طیارہ دیکھ نہ لیتے اس وقت تک انہیں وہاں سے

کسی طیارے کے گزرنے کا پتہ ہی نہیں چل سکتا تھا۔

طیارہ جیسے ہی صحرائے تھار میں داخل ہوا طیارے کے پچھلے حصے میں تیز بیپ کی آواز سنائی دی تو عمران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھی بھی اٹھے اور وہ سب طیارے کی چھت کے ساتھ لگے ہوئے ریلنگ کی بیلٹیں پکڑتے ہوئے طیارے کے دروازے کی جانب بڑھتے چلے گئے۔ طیارے کے دروازے کے ساتھ ایک سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی جیسے ہی دروازے کے پاس پہنچے اسی لمحے طیارے کا دروازہ کھلتا چلا گیا۔ دروازہ کھلتے ہی ان سب سے تیز ہوا کے جھونکے ٹکرانے لگے۔

”کیا آپ تیار ہیں“...... طیارے کے اسپیکروں میں سے پائلٹ کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”یس۔ ہم تیار ہیں“...... عمران نے سر پر چڑھے ہوئے ہیڈ فون میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ان سب نے سروں پر ہیڈ فونز چڑھا رکھے تھے تاکہ ایک دوسرے سے لنکڈ رہ سکیں۔ ان کے سروں پر ہیلمٹ بھی تھے اور ان کی آنکھوں پر گاگلز بھی لگی ہوئی تھیں۔

”اوکے۔ جیسے ہی میں گرین سگنل آن کروں گا آپ دس دس سیکنڈ کے وقفے سے باہر کود جانا۔ اس وقت طیارہ یو ٹرن میں ہو گا“...... پائلٹ نے کہا۔

”اوکے“...... عمران نے کہا اور کھلے ہوئے دروازے سے باہر

جھانکنے لگا۔ باہر ہر طرف گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی اس لئے اسے بھلا باہر کیا دکھائی دے سکتا تھا۔ ابھی عمران باہر دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک ایک بار پھر بیپ کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی دروازے کے ساتھ لگا ہوا سرخ بلب بجھ گیا اور اس کی جگہ سبز بلب جل اٹھا۔

''گو آن''...... پائلٹ کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''صفدر پہلے تم جاؤ''...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے دروازے کے قریب آ کر باہر کی طرف چھلانگ لگا دی۔ طیارہ چونکہ انتہائی تیز رفتار تھا اس لئے جیسے ہی وہ طیارے سے باہر گیا تیز ہوا نے اسے پوری قوت سے پیچھے کی جانب دھکیل دیا۔

''اب تم جاؤ تنویر''...... عمران نے ریسٹ واچ دیکھتے ہوئے دس سیکنڈ پورے ہوتے ہی تنویر سے کہا تو تنویر بغیر کوئی اعتراض کئے آگے بڑھا اور دروازے سے باہر کود گیا۔ تنویر کے بعد عمران نے جولیا سے اور پھر کیپٹن شکیل سے کہا تو وہ دونوں باری باری باہر کودتے چلے گئے۔ عمران کی نظریں بدستور ریسٹ واچ پر تھیں۔ کیپٹن شکیل کے باہر کودنے کے ٹھیک دس سیکنڈ کے بعد عمران نے بھی باہر چھلانگ لگا دی۔ باہر کودتے ہی عمران کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے کسی طاقتور دیو نے اسے پکڑ کر پوری قوت سے پیچھے کی طرف اچھال دیا ہو۔ عمران کا جسم الٹا پلٹا چلا گیا۔ کچھ دور

جاتے ہی عمران پیرا ٹروپنگ کے مخصوص انداز میں قلابازیاں کھا کر خود کو سنبھالنے لگا۔ جب وہ سنبھل گیا تو اس نے اپنا جسم موڑا اور دونوں ہاتھ پہلوؤں سے جوڑ کر عمودی انداز میں نہایت تیز رفتاری سے نیچے جانے لگا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کی آنکھوں پر جو گاگلز لگی ہوئی تھیں ان کے شیشے کراس ویژنل تھے جو ٹیلی نائٹ سکوپ کی طرح کام کرتے تھے۔ ان سب نے ویژنل گلاس آن کر لئے تھے اس لئے انہیں رات کے اندھیرے میں بھی سب کچھ آسانی سے دکھائی دے رہا تھا۔ ان کے نیچے ایک انتہائی وسیع و عریض صحرا پھیلا ہوا تھا جہاں ہر طرف جھاڑیاں ہی جھاڑیاں دکھائی دے رہی تھی۔

عمران نے نیچے جاتے ہوئے گلاسز کو زوم کر کے صحرا کا جائزہ لیا لیکن اسے وہاں کوئی ذی روح دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس کے ساتھی عمران کے انداز میں ہی نیچے جاتے دکھائی دے رہے تھے اور انہوں نے نیچے جاتے ہوئے باری باری اپنے پیرا شوٹ کھولنے شروع کر دیئے۔

عمران بار بار اپنی ریسٹ واچ دیکھ رہا تھا۔ وہ سب طیارے سے چار ہزار میٹر کی بلندی سے کودے تھے۔ انہوں نے پیرا شوٹ ایک ہزار میٹر کی بلندی پر کھولنے تھے۔ اس لئے جیسے ہی عمران کو اندازہ ہوا کہ اس کا اور زمین کا فاصلہ محض ایک ہزار میٹر رہ گیا ہے اس نے بھی ایک جھٹکے سے اپنا پیرا شوٹ کھول لیا۔ پیرا شوٹ کھلتے

ہی اسے ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس کا جسم کسی طوفان میں پھنسے ہوئے تنکے کی طرح اوپر اٹھتا چلا گیا لیکن جیسے ہی پیرا شوٹ کی چھتری کھلی اس نے خود کو سنبھال لیا۔ ان سب نے سیاہ رنگ کے لباس پہن رکھے تھے اور ان کے پیرا شوٹ بھی سیاہ تھے جس کی وجہ سے انہیں نیچے سے آسانی کے ساتھ نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔

سی ون تھرٹی انہیں صحرا میں ڈراپ کر کے یوٹرن لے کر واپس چلا گیا تھا۔

تقریباً دس منٹ کے بعد وہ سب صحرا میں اتر رہے تھے۔ زمین پر آتے ہی وہ کچھ دور تک دوڑتے چلے گئے اور پھر وہ رک گئے۔ ان کی پیرا شوٹ کی چھتریاں ان کے پیچھے گرتی چلی گئیں۔ جیسے ہی وہ صحرا میں اترے انہوں نے اپنے جسموں سے بندھی ہوئی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔

رسیاں کھول کر انہوں نے پیرا شوٹ سمیٹے اور پھر وہ پیرا شوٹوں کو ریت کھود کر دفن کرنے لگے۔

''تم سب ٹھیک ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ اور آپ''...... صفدر نے پوچھا۔

''میں بالکل خیریت سے ہوں اور تم سب کی خیریت نیک ہونے کا طالب ہوں۔ دیگر احوال یہ ہے کہ......'' عمران نے اپنے مخصوص انداز میں شروع ہوتے ہوئے کہا۔

''بس بس۔ میں نے آپ کا حال پوچھا تھا آپ سے خط لکھنے کے لئے نہیں کہا تھا''...... عمران کو سٹارٹ ہوتے دیکھ کر صفدر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''خط۔ میں کون سا خط لکھ رہا تھا میں تو بڑے شاعرانہ انداز میں تمہیں اپنا حال بیان کر رہا تھا۔ اگر تمہیں میرا شاعرانہ انداز پسند نہیں آیا ہے تو اس کے لئے میں تم سے قطعی طور پر معذرت نہیں کروں گا''...... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''ہمیں آپ کی معذرت کی ضرورت بھی نہیں ہے''...... کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ضرورت ہوتی تو بھی میں معذرت نہ کرتا''...... عمران نے اسی کے انداز میں کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''یہ اس بار تم نے کافرستان داخل ہونے کے لئے صحرائے تھار کا ہی راستہ کیوں چنا ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''کیوں۔ اس راستے میں کیا خامی ہے۔ دور دور تک ویرانی اور ریت کا سمندر پھیلا ہوا ہے جسے دیکھ کر لیلیٰ اور مجنوں کی داستان یاد آ جاتی ہے۔ اس داستان میں لیلیٰ کے پیچھے مجنوں نے کسی ریگستان کی خاک چھانی تھی یہاں معاملہ تھوڑا سا مختلف ہے میں اپنے ساتھ خاک چھاننے کے لئے لیلیٰ اور اس کے قرابت داروں کو لے آیا ہوں تا کہ سب کو پتہ چل سکے کہ ریگستان کیا ہوتا ہے اور ریگستان کی خاک چھاننا کیا ہوتا ہے۔ کیوں تنویر''...... عمران نے کہا اور آخر میں تنویر سے مخاطب ہو کر پوچھا تو تنویر اسے تیز نظروں

سے گھورنے لگا۔

''مجھے نہیں پتہ۔ نہ میں کسی مجنوں کا بھائی ہوں اور نہ کسی لیلیٰ کو جانتا ہوں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ کمال ہے۔ مجنوں تمہارا بھائی نہیں ہے یہ میں مان سکتا ہوں لیکن تم لیلیٰ کو بھی نہیں جانتے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اچھا یہ بتاؤ تم کسی جولیانا فٹز واٹر کو جانتے ہو''...... عمران نے بڑے معصومانہ لہجے میں کہا۔

''فضول باتیں نہ کرو''...... تنویر نے جھلا کر کہا۔

''لو کر لو بات۔ جولیا تمہارا بھائی تمہیں بھی نہیں جانتا۔ میں تو کہتا ہوں کہ جب یہاں تمہارا اور میرا کوئی جاننے والا ہی نہیں ہے تو پھر ہمیں ڈر کس بات کا آؤ۔ اس صحرا سے نکل چلتے ہیں اور جہاں کوئی نخلستان آئے گا وہیں کے ہو جائیں گے''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا تو جولیا اسے گھورنے لگی۔

''وہیں کے ہو جائیں گے سے تمہاری کیا مراد ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''مطلب یہ کہ انجانی دنیا میں شاید کہ میری مراد بر آئے اور ہم دونوں تنویر کے سگے والے بن جائیں''...... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑے جبکہ تنویر غصے سے اور جولیا حیرت سے عمران کو دیکھنے لگی۔

''میں اب بھی نہیں سمجھی''...... جولیا نے کہا۔

''ابھی کچھ نہ ہی سمجھو تو اچھا ہے ورنہ میرا سگے والا آنکھوں ہی آنکھوں میں مجھے کھا جائے گا''...... عمران نے کہا۔

ان باتوں کو چھوڑیں اور یہ بتائیں کہ ہمیں آگے کہاں جانا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ یہ صحرا کتنا طویل ہے اور اس سے آگے کون سا علاقہ ہے''...... صفدر نے عمران کو بے تکی ہانکتے دیکھ کر سنجیدگی سے پوچھا۔

''یہ تو میں بھی نہیں جانتا کہ اس صحرا کی طوالت اور وسعت کتنی ہے اور آگے کون سا علاقہ ہے میں تو بس ایسے ہی تم سب کو یہاں لے آیا تھا۔ اب دعا کرو کہ جلد سے جلد ہمیں یہاں سے کوئی لینے کے لئے آ جائے ورنہ ہمیں نجانے کب تک اس بیابان صحرا میں چلنا اور دوڑنا بھاگنا پڑے گا۔ میری معلومات کے مطابق اس صحرا میں پھانکنے کے لئے ریت ہے یا پھر سوکھی سڑی خار دار جھاڑیاں جنہیں اگر ہم نے نگلنے کی کوشش کی تو وہ ہمارے حلقوم میں ہی پھنس جائیں گی۔ پانی نام کی یہاں کوئی چیز دستیاب نہیں ہے۔ اس صحرا میں آبادی تو ہے لیکن بہت کم اور جن قبیلوں نے یہاں آبادیاں بنا رکھی ہیں وہ ایسی ہیں کہ کسی بھی غیر متعلق کو اپنے قبیلے کی طرف آتے دیکھتے ہیں تو وہ اسے اپنا دشمن سمجھ لیتے ہیں اور دور سے ہی تیر اور نیزے مار کر ختم کر دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس صحرا میں سیاہ سانپ اور زرد بچھو کثرت سے پائے جاتے ہیں جو ایک بار کسی کو کاٹ لیں تو پھر وہ زمین پر گر کر تو نہیں اٹھتا البتہ دنیا

سے ضرور اٹھ جاتا ہے''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''اگر ایسی بات ہے تو پھر تم ہمیں یہاں لائے ہی کیوں ہو''...... جولیا نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''شتر مرغ کے انڈے دکھانے کے لئے''...... عمران نے منہ چلاتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ جولیا اس سے کچھ اور پوچھتی اچانک عمران کے بیگ سے تیز ٹوں ٹوں کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

''لو شاید کوئی شتر مرغ تم سب کو اپنے انڈے دکھانے کے لئے پہنچ گیا ہے''...... عمران نے کہا اور اس نے کاندھے سے بیگ اتارا اور اسے کھول کر اس میں سے ایک جدید ساخت کا لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ ٹوں ٹوں کی آواز اسی ٹرانسمیٹر سے نکل رہی تھی۔

عمران نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کیا تو ٹرانسمیٹر سے نکلتی ہوئی ٹوں ٹوں کی آواز بند ہوگئی اور ساتھ ہی تیز شور کی آواز سنائی دینے لگی جیسے سمندر کی بپھری ہوئی لہریں پرشور آواز میں ساحلی چٹانوں سے ٹکرا رہی ہوں۔ عمران نے ایک اور بٹن پریس کیا تو یہ آوازیں بھی بند ہوگئیں اور پھر ایک تیز آواز سنائی دی۔

''ہیلو ہیلو۔ ون ون کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور''...... دوسری طرف سے مسلسل کال دی جا رہی تھی۔

''یس پرنس آف ڈھمپ اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... عمران نے سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ پرنس آپ کہاں ہیں۔ اوور''...... عمران کی آواز سنتے ہی ون ون کی آواز سنائی دی۔

''وہیں پر ہوں پیارے جہاں مجھے خود بھی خبر نہیں ہے۔ اوور''...... عمران گنگنانے والے انداز میں کہا۔ دوسری طرف سے آنے والی آواز ان سب نے پہچان لی تھی وہ این ٹی تھا جس نے اس بار اپنا کوڈ بتانے کی بجائے ڈبل ون کہا تھا۔

''مطلب۔ آپ اس جگہ پہنچ گئے ہیں جہاں آپ کا آنا طے تھا۔ اوور''...... این ٹی نے پوچھا۔

''ہاں۔ دولہا دلہن تو آ گئے ہیں لیکن ہم یہاں اجاڑ، ویران اور بیابان میں کھڑے باراتیوں کو ڈھونڈ رہے ہیں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں۔ ٹھیک بیس منٹ بعد باراتی بھی آپ کے پاس پہنچ جائیں گے۔ اوور''...... این ٹی نے کہا۔

''ویری گڈ۔ باراتیوں سے کہنا کہ وہ اپنا اپنا کھانا ساتھ لیتے آئیں کیونکہ دلہن والوں نے باراتیوں کی مہمان نوازی کا کوئی بندوبست نہیں کیا ہے۔ اوور''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے میں کہہ دوں گا۔ اوور''...... این ٹی نے جیسے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔

"یہ تم ہمیشہ این ٹی سے دولہا دلہن اور باراتیوں کی ہی بات کیوں کرتے ہو۔ تمہارے پاس اس سے بات کرنے کے لئے کوئی اور کوڈ ورڈز نہیں ہیں کیا"...... عمران کو ٹرانسمیٹر آف کرتے دیکھ کر جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دلہن ساتھ ہو اور باراتیوں کی کمی ہو تو پھر ایسی باتیں کرنی ہی پڑتی ہیں۔ ورنہ دلہن کے بھائی بہن کیا سمجھیں گے کہ دولہا کے رشتہ داروں میں اتنی کمی ہے کہ وہ ہزار دو ہزار باراتی بھی اکٹھے نہیں کر سکا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب مسکرا دیئے۔

"تو آپ کی این ٹی کے ساتھ یہاں آمد پہلے سے ہی طے شدہ تھی"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو اور کیا کرتا۔ مجھے اپنی ہونے والی دلہن کا احساس تھا کہ لق و دق اور قیامت خیز گرم صحرا میں چل چل کر اس کے پاؤں میں چھالے نہ پڑ جائیں اس لئے میں نے دلہن مع بارات ہوا میں اُڑا لے جانے کا بندوبست کرایا تھا"...... عمران نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"مطلب این ٹی اور اس کے ساتھی ہمیں یہاں سے لینے کے لئے ہیلی کاپٹروں میں آئیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے اس سے کہا تو تھا کہ وہ بارات ریسیو کرنے کے لئے فائٹر طیاروں کا اسکوارڈ لائے اب یہ اس کی مرضی ہے کہ وہ یہاں جمبو جیٹ لاتا ہے یا ہیلی کاپٹر"...... عمران نے کہا تو صفدر

کھسیانی ہنس کر رہ گیا کیونکہ صحرا میں ہیلی کاپٹر تو لائے جا سکتے تھے جمبو جیٹ اور فائٹر طیاروں کی لینڈنگ بھلا صحرا میں کہاں ممکن تھی۔

ٹھیک بیس منٹ کے بعد انہوں نے ہیلی کاپٹروں کی گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنیں تو وہ سب چونک کر اور سر اٹھا کر ہیلی کاپٹروں کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگے کیونکہ کھلے صحرا میں انہیں چاروں طرف سے ہیلی کاپٹروں کی گڑگڑاہٹیں سنائی دے رہی تھیں۔

"یہ تو ایک سے زائد ہیلی کاپٹروں کی آوازیں معلوم ہو رہی ہیں۔ کیا آپ نے این ٹی کو نہیں بتایا تھا کہ ہم صرف پانچ ہیں اور پانچ افراد کے لئے تو ایک ہیلی کاپٹر بھی کافی تھا"...... کیپٹن شکیل نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں واقعی۔ یہ ایک دو نہیں بلکہ کئی ہیلی کاپٹروں کی آوازیں ہیں جیسے ہیلی کاپٹروں کا پورا اسکوارڈ چلا آ رہا ہو"...... جولیا نے کہا۔

"یہ این ٹی کے بھیجے ہوئے ہیلی کاپٹر نہیں ہیں۔ شاید دشمنوں کو ہماری آمد کی بو مل گئی ہے وہ ہمیں سونگھتے ہوئے اس طرف آ رہے ہیں"...... عمران نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ مگر دشمنوں کو اتنی جلدی ہماری آمد کا علم کیسے ہو سکتا ہے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارے مقابلے پر کوئی عام ایجنسی نہیں بلیک مون ہے جن کی آنکھیں اور کان ضرورت سے زیادہ کھلے ہوئے ہیں۔ ہو سکتا ہے

کہ انہوں نے ہمیں یہاں ڈراپ ہوتے ہوئے چیک کر لیا ہو یا
پھر ٹرانسمیٹر کال ٹریس کر لی ہو۔ اس صحرا میں ان کا ایک بیس کیمپ
موجود ہے۔ وہاں سے یہاں تک آنے میں بھلا انہیں کتنا وقت لگ
سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔ ہیلی کاپٹروں کی آوازیں قریب آتی
جا رہی تھیں۔ وہ سب جھاڑیوں میں تھے۔ انہوں نے جھاڑیوں کے
ارد گرد ریت ہٹانی شروع کر دی اور پھر وہ سب ریت میں لیٹ کر
خود پر ریت ڈال کر انہوں نے چھپنا شروع ہو گئے۔ ابھی انہیں
وہاں چھپے تھوڑی ہی دیر ہوئی ہو گی کہ ہیلی کاپٹر ان کے سروں پر پہنچ
گئے۔ آنے والے ہیلی کاپٹروں کی تعداد چھ تھی اور ان سب کے
ساتھ ہیوی سرچنگ لائٹس لگی ہوئی تھیں جن کی روشنی وہاں دن کے
اجالے کی طرح پھیل گئی تھی۔

ہیلی کاپٹر ان سے کچھ فاصلے پر کچھ دیر چکراتے اور ہر طرف
روشنی بکھیرتے رہے پھر وہ آہستہ آہستہ نیچے اترنا شروع ہو گئے
جیسے انہیں یقین ہو کہ ان کے دشمن ریگستان کے اسی حصے میں کہیں
موجود ہیں۔ عمران ریت سے سر نکالے جھاڑیوں کی اوٹ سے ان
ہیلی کاپٹروں کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔ انہیں ہیلی کاپٹر نیچے لاتے
دیکھ کر اس نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے تھے۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر
نیچے اترے اس نے ہیلی کاپٹروں سے سیاہ لباسوں میں ملبوس مسلح
افراد کو اچھل اچھل کر باہر نکلتے دیکھا۔ جو تیزی سے بھاگتے ہوئے
چاروں طرف پھیلتے جا رہے تھے۔

''لگتا ہے یہ سب یہاں پوری تیاری سے آئے ہیں اور انہیں
کنفرم ہے کہ ہم یہیں موجود ہیں''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے
کہا۔ وہ مسلسل ان مسلح افراد کی جانب دیکھ رہا تھا جو مشین گنیں
اٹھائے نیم دائرے کی شکل میں ٹھیک اسی طرف آ رہے تھے جہاں
عمران اور اس کے ساتھی ریت کے نیچے چھپے ہوئے تھے۔ جیسے جیسے
وہ نزدیک آتے جا رہے تھے عمران کی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی
اور وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اس نے جلد ہی کچھ نہ کیا تو مسلح افراد
حقیقتاً ان کے سروں پر پہنچ جائیں گے اور پھر وہ کسی بھی طرح ان
کی نظروں سے چھپے نہیں رہ سکیں گے۔

مسلح افراد کی تعداد تیس تھی اور وہ سب مشین گنیں لئے مخصوص
انداز میں بھاگتے ہوئے اسی طرف آ رہے تھے۔ ابھی مسلح افراد
عمران اور اس کے ساتھیوں سے سو فٹ کی دوری پر تھے کہ اچانک
وہ سب رک گئے۔ شاید کسی نے انہیں رکنے کا کہا تھا۔ صحرا میں ہیلی
کاپٹروں کے روٹرز کی تیز گڑگڑاہٹ کی آوازیں گونج رہی تھیں۔
روٹرز کے تیز چلنے کی وجہ سے وہاں ہر طرف ریت اڑتی ہوئی دکھائی
دے رہی تھی۔ ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ مسلح افراد نے
ایک بار پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ اس بار وہ آگے
بڑھتے ہوئے ارد گرد جھاڑیوں کو خاص طور پر چیک کرتے ہوئے آ
رہے تھے۔ عمران ابھی ان کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک مسلح
افراد نے جھاڑیوں کی طرف فائرنگ کرنا شروع کر دیا۔ صحرا میں ہر

طرف مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ کی آوازیں گونجنا شروع ہو گئیں۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے عمران صاحب۔ اگر ہم یہاں اسی طرح سے دبکے رہے تو وہ بہت جلد ہمارے سروں پر پہنچ جائیں گے اور ہمیں ہلاک کر کے یہیں دفن کر دیں گے"...... صفدر نے ریت سے سر نکال کر عمران کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ تشویش تھی۔

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ اس بار ہمارے جسموں پر ہارڈ بلاکس بھی نہیں ہیں کہ ہم ان کی گولیوں سے اپنا بچاؤ کر سکیں۔ اگر انہوں نے ہم پر ڈائریکٹ فائرنگ کی تو وہ ہمیں گولیوں سے چھلنی کر دیں گے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"تو پھر کیا کریں"...... صفدر نے اسی انداز میں پوچھا۔

"ایکشن۔ بھرپور ایکشن۔ ورنہ ہمارا یہاں سے بچ نکلنا ناممکن ہو جائے گا"...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر جولیا، تنویر اور کیپٹن شکیل نے بھی ریت سے سر نکال لئے۔

"تو کیا ہم باہر آ جائیں"...... جولیا نے پوچھا۔

"نہیں۔ ابھی رکو"...... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ اب رکنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا ہم اس وقت ایکشن میں آئیں گے جب وہ ہمارے سروں پر پہنچ جائیں گے"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ مسلح افراد واقعی جھاڑیوں میں

مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے آگے بڑھتے آ رہے تھے۔

"کہہ رہا ہوں نا ایک منٹ صبر کرو"...... عمران نے غرا کر کہا تو تنویر نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔

"اپنا اسلحہ نکال لو جلدی"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو ان سب نے ریت میں چھپائے ہوئے اپنے بیگ نکالے اور انہیں کھول کر ان میں سے اپنا اسلحہ نکالنا شروع ہو گئے۔ اسی لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ انہیں اپنے سروں سے بے شمار گولیاں گزرتی ہوئی معلوم ہوئیں۔ انہوں نے فوراً اپنے سر نیچے کر لئے۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں جبکہ عمران نے بیگ سے مشین گن کی جگہ منی میزائل گن نکال لی تھی۔

"اپنی پوزیشنیں سنبھال لو جیسے ہی میں کہوں ان پر فائرنگ کرنا شروع کر دینا"...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران جھاڑیوں کی آڑ سے مسلح افراد کو اپنی طرف آتے دیکھتا رہا۔ مسلح افراد جیسے ہی قدرے نزدیک آئے عمران نے اچانک منی میزائل گن والا ہاتھ اونچا کیا اور ساتھ ہی اس نے ایک بٹن پریس کر دیا۔ منی میزائل گن سے ایک شعلہ سا نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے سامنے سے آنے والے مسلح افراد کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ شعلہ دیکھتے ہی مسلح افراد وہیں ٹھٹھک گئے تھے۔ منی میزائل مسلح افراد کے سروں کے اوپر سے گزرتا ہوا ان کے پیچھے موجود ٹھیک اس جگہ بڑھتا چلا گیا جہاں ان کے ہیلی کاپٹر موجود تھے۔

میزائل ایک ہیلی کاپٹر کے فرنٹ سے ٹکرایا اور پھر ماحول اچانک زور دار دھماکے سے گونجتا چلا گیا۔

''فائر''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا تو اس کے ساتھیوں کی مشین گنیں گرجنا شروع ہو گئیں اور ماحول مشین گنوں کی تیز تڑتڑاہٹ کے ساتھ بے شمار انسانی چیخوں سے گونجنے لگا۔

حصہ اول ختم شد

49 B

عمران سیریز نمبر

ون ٹو تھری

حصہ دوم

ظہیر احمد

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی
طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

ٹاپ سیکشن کا انچارج میجر ارجن اپنے آفس میں بیٹھا سیل فون پر کسی سے بات کر رہا تھا کہ اچانک اس کے سامنے میز پر رکھے ہوئے جدید ساخت کے ٹرانسمیٹر کا سرخ رنگ کا ایک بلب سپارک کرنا شروع ہو گیا اور ساتھ ہی کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونجنے لگی۔

"اوہ۔ ٹرانسمیٹر کال آ رہی ہے۔ میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں"...... میجر ارجن نے سیل فون پر کہا اور پھر اس نے دوسری طرف سے جواب سنے بغیر سیل فون کان سے ہٹایا اور کال ڈراپ کر کے سیل فون میز پر رکھا اور جھپٹ کر ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کیا تو ٹرانسمیٹر پر لگا ہوا سرخ بلب بجھ گیا اور سیٹی کی آواز بھی بند ہو گئی۔

"ہیلو ہیلو۔ ڈبل اے کالنگ۔ ہیلو۔ اوور"...... دوسری طرف

سے ایک تیز آواز سنائی دی۔

''یس۔ میجر ارجن اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... میجر ارجن نے کرخت لہجے میں کہا۔

''باس میں لیفٹیننٹ ہری ناتھ بول رہا ہوں۔ میرا تعلق ویسٹ ونگ کے ڈی ون سیکشن سے ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے جواب میں کہا گیا۔

''ڈی ون سیکشن۔ تمہارا مطلب ہے تم صحرائے تھار کے بیس کیمپ سے بول رہے ہو۔ اوور''...... میجر ارجن نے چونک کر کہا۔

''یس باس۔ میں اس کیمپ میں ریڈیو کنٹرول انچارج ہوں۔ اوور''...... آواز آئی۔

''تو مجھے کیوں کال کی ہے۔ کوئی خاص بات۔ اوور''...... میجر ارجن نے پوچھا۔

''باس۔ عمران اور اس کے ساتھی کافرستان میں داخل ہو چکے ہیں۔ اوور''...... ڈبل اے نے کہا تو میجر ارجن بری طرح سے اچھل پڑا۔

''کیا کہا۔ عمران اور اس کے ساتھی کافرستان پہنچ گئے ہیں۔ کہاں ہیں وہ اور وہ کس راستے سے کافرستان آئے ہیں۔ اوور''...... میجر ارجن نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ میں یہاں ریڈیو سسٹم آپریٹ کر رہا تھا تو اچانک میرے سسٹم میں ایک فالٹ آ گیا تھا۔ سسٹم سے تیز شور کی آواز سنائی دے رہی تھی جسے میں مینول طور پر ٹھیک کر رہا تھا تو اچانک میرے سسٹم نے ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر کی کال کیچ کر لی۔ اس کال میں پرنس آف ڈھمپ کے الفاظ استعمال کئے گئے تھے۔ میں پرنس آف ڈھمپ کا سن کر چونک پڑا۔ پرنس آف ڈھمپ کسی ڈبل ون سے بات کر رہا تھا۔ میں نے فوری طور پر سسٹم ایڈجسٹ کیا اور ان کی کال کے دوران ہی ان کی کال ٹریس کرنا شروع کر دی اور باس آپ کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ پرنس آف ڈھمپ جس ٹرانسمیٹر سے کال کر رہا تھا میرا ریڈیو سرچر سسٹم اس بات کا اشارہ دے رہا تھا کہ یہ ٹرانسمیٹر بیس کیمپ سے ایک ہزار میٹر کی دوری سے استعمال کیا جا رہا ہے جبکہ دوسرے ٹرانسمیٹر کے سگنلز صحرائے تھار کے مشرقی علاقے یومران سے نشر ہو رہے تھے۔ اوور''...... ڈبل اے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر میجر ارجن غصے اور پریشانی کے عالم میں جبڑے بھینچنے لگا۔

''تمہارا کہنے کا مطلب ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی صحرائے تھار میں ہیں اور بیس کیمپ سے ایک ہزار میٹر کی دوری پر ہیں۔ اوور''...... میجر ارجن نے جبڑے بھینچتے ہوئے پوچھا۔

''یس باس۔ میں نے ان کے ٹرانسمیٹر کو مارک کر کے بلاک کر لیا ہے۔ اب وہ اگر ٹرانسمیٹر آف بھی کر دیں گے تب بھی مجھے اس کے سگنلز ملتے رہیں گے اور جب ہم انہیں سرچ کریں گے تو ہم ٹھیک اس جگہ پہنچ جائیں گے جہاں پر وہ موجود ہوں گے۔

اوور'' ...... ڈبل اے نے جواب دیا۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ عمران اور اس کے ساتھی ہی ہیں۔ اوور'' ...... میجر ارجن نے پوچھا۔

''یس باس۔ پرنس آف ڈھمپ کا کوڈ عمران کے سوا کوئی نہیں استعمال کرتا۔ میں نے اس کی آواز بھی سنی ہے۔ وہ سو فیصد عمران کی ہی آواز ہے۔ اوور'' ...... ڈبل اے نے پر یقین لہجے میں کہا۔

''مجھے تفصیل بتاؤ۔ عمران نے کسے کال کی تھی اور ان دونوں کے درمیان کیا باتیں ہوئی تھیں۔ اوور'' ...... میجر ارجن نے کہا اور ڈبل اے اسے عمران اور این ٹی کے درمیان ہونے والی باتیں تفصیل سے بتانے لگا۔

''ہونہہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی صحرائے تھار کا بارڈر کراس کر کے یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔ بارڈر پر انہیں چیک کر کے روکا کیوں نہیں گیا۔ اس بارڈر پر تو دونوں اطراف میں سخت سیکورٹی ہے اور اس بارڈر پر تو باڑ کے ساتھ سپیشل چیکر مشینیں بھی لگی ہوئی ہیں جو باڑ کے پاس سے گزرنے والے کسی جانور کا بھی فوراً پتہ لگا کر اس کا ڈیٹا دونوں اطراف کے سیکورٹی سسٹم کو ٹرانسفر کر دیتی ہے۔ پھر عمران اور اس کے ساتھی اگر اس طرف آئے تھے تو ان کا بارڈر کراس کرنے کا چیکر مشین نے کاشن کیوں نہیں دیا۔ اوور'' ...... میجر ارجن نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''ہو سکتا ہے باس کہ وہ زمینی راستے کی بجائے فضائی راستے

سے یہاں ڈراپ ہوئے ہوں۔ اوور'' ...... ڈبل اے نے کہا۔

''ناممکن۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ پاکیشیا اور کافرستان کے اس بارڈر پر ہیوی راڈار سسٹمز نصب ہیں جو ہماری طرف آنے والے کسی بھی طیارے کا کاشن دے دیتے ہیں۔ اگر وہ لوگ کسی طیارے سے اس طرف آئے ہیں تو پھر اس طیارے کے بارے میں راڈارز سیکشن والوں کو علم کیوں نہیں ہوا۔ کیا وہ کسی ایسے طیارے میں آئے ہیں جسے کسی راڈار یا سیٹلائٹ سسٹم سے چیک ہی نہیں کیا جا سکتا۔ میں اتنا احمق نہیں ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ پاکیشیا ابھی ایسی ٹیکنالوجی حاصل نہیں کر سکا ہے کہ وہاں ایسے طیارے بنا لئے گئے ہوں جو راڈار سسٹم اور سیٹلائٹ سسٹم کو ڈاج دے سکیں۔ بہرحال وہ جیسے بھی آئے ہیں اس کا پتہ بعد میں لگا لیا جائے گا۔ تم یہ بتاؤ کیا تمہیں اب بھی ان کے پاس موجود ٹرانسمیٹر کا کاشن مل رہا ہے۔ اوور'' ...... میجر ارجن نے سر جھٹکتے ہوئے پوچھا۔

''یس باس۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا ہے لیکن جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ میں نے ان کی کال کی دوران ہی ان کا ٹرانسمیٹر مارک کر کے اسے بلاک کر دیا تھا اس لئے مجھے اب بھی ان کے ٹرانسمیٹر کا کاشن مل رہا ہے۔ وہ اب بھی اسی جگہ موجود ہیں۔ اوور'' ...... ڈبل اے نے جواب دیا۔

''اوکے۔ اب یہ بتاؤ کہ تمہارے کیمپ کا انچارج کون ہے۔ اوور'' ...... میجر ارجن نے پوچھا۔

”بیس کیمپ کا انچارج کرنل وشال ہے لیکن ان دنوں وہ کسی ذاتی کام کی وجہ سے چھٹی پر ہے۔ اب اس کی جگہ بیس کیمپ کا انچارج میجر وریندر ہے۔ اوور“...... ڈبل اے نے کہا۔

”گڈ۔ کیا تم میری اس سے بات کرا سکتے ہو۔ اوور“...... میجر ارجن نے پوچھا۔

”یس باس۔ آپ چند سیکنڈ انتظار کریں۔ میں میجر وریندر کو ریڈیو سیکشن میں ہی بلا کر اس سے آپ کی بات کرا دیتا ہوں۔ اوور“...... ڈبل اے نے کہا۔

”جلدی کرو۔ اس سے پہلے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ڈبل ون آ کر لے جائے میں انہیں وہیں ہلاک کر دینا چاہتا ہوں۔ اوور“...... میجر ارجن نے کہا۔

”یس باس۔ میں ابھی میجر وریندر کو بلاتا ہوں۔ اوور“...... ڈبل اے نے کہا۔

”او کے۔ اوور“...... میجر ارجن نے کہا اور دوسری طرف چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی۔

”یس۔ میجر وریندر سپیکنگ فرام ویسٹ ونگ بیس۔ اوور“۔ چند لمحوں کے بعد ٹرانسمیٹر سے ایک کھردری سی آواز سنائی دی۔

”میجر ارجن فرام ٹاپ سیکشن آف بلیک مون ایجنسی۔ اوور“...... میجر ارجن نے اپنے لہجے میں انتہائی سختی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یس سر۔ حکم سر۔ اوور“...... دوسری طرف سے میجر وریندر نے ٹاپ سیکشن اور بلیک مون ایجنسی کا سن کر انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ گو کہ میجر وریندر اور میجر ارجن کا ایک ہی رینک تھا لیکن چونکہ میجر ارجن کا تعلق بلیک مون ایجنسی سے تھا اور وہ بلیک مون ایجنسی کے ٹاپ سیکشن کا انچارج تھا اس لئے اس کا مرتبہ میجر وریندر کے مرتبے سے کہیں زیادہ تھا۔

”سنو میجر وریندر۔ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ ابھی کچھ دیر پہلے چند پاکیشیائی ایجنٹ صحرائے تھار کا بارڈر کراس کر کے کافرستان داخل ہوئے ہیں۔ ان ایجنٹوں کی تعداد کا تو مجھے علم نہیں ہے لیکن وہ انتہائی خطرناک ہیں۔ اگر وہ کافرستان کی طرف بڑھ آئے تو وہ کافرستان میں زبردست تباہی پھیلانے کا موجب بن سکتے ہیں۔ اوور“...... میجر ارجن نے کہا۔

”اوہ۔ آپ کو ان کی آمد کا کیسے علم ہوا اور وہ صحرائے تھار میں کہاں ہیں۔ اوور“...... میجر وریندر نے بری طرح سے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”تم ان سب باتوں کو چھوڑو۔ یہ بتاؤ تم فوری طور پر ان ایجنٹوں کے خلاف ایکشن لینے کے لئے کیا کر سکتے ہو۔ اوور“۔ میجر ارجن نے سنجیدگی سے پوچھا۔

”جیسا آپ حکم کریں سر۔ میں ویسا ہی کر سکتا ہوں۔ بیس کیمپ میں چھ گن شپ ہیلی کاپٹر موجود ہیں ان پر سرچ لائٹس بھی نصب

ہیں جن کی روشنی میں ہم ریگستان میں دوڑتی ہوئی ایک چھپکلی کو بھی آسانی سے چیک کر سکتے ہیں۔ آپ کہیں تو میں مسلح افراد کی بڑی تعداد ان گن شپ ہیلی کاپٹروں میں سرچنگ کے لئے بھیج دوں۔ پاکیشیائی ایجنٹ جہاں بھی ہوں گے ہم انہیں آسانی سے ٹریس کر لیں گے۔ اوور''...... میجر وریندر نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ اگر انہوں نے خود کو جھاڑیوں میں یا پھر ریت کے نیچے چھپا لیا تو کیا تب بھی سرچ لائٹس کی مدد سے تم انہیں ٹریس کر لو گے۔ اوور''...... میجر ارجن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ اس کے لئے ہمیں ٹروپرز کو نیچے اتارنا پڑے گا۔ اوور''...... میجر وریندر نے فوراً کہا۔

''میری بات سنو۔ تم اپنے ساتھ لیفٹیننٹ ہری ناتھ کو لے جاؤ۔ لیفٹیننٹ ہری ناتھ نے ہی پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کیا ہے۔ اس کے پاس ایسا آلہ ہے جس کی مدد سے وہ اس جگہ کی ٹھیک طور پر لوکیشن بتا سکتا ہے جہاں پاکیشیائی ایجنٹ موجود ہیں۔ اوور''۔ میجر ارجن نے کہا۔

''اوہ۔ یس سر۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ اگر آلے کی مدد سے ان کا سراغ لگایا جا سکتا ہے تو ہم وہاں جا کر ان پر ڈائریکٹ اٹیک کر دیں گے۔ اوور''...... میجر وریندر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر جلدی کرو۔ جتنا وقت ضائع کرو گے وہ تم سے اتنا ہی دور ہوتے چلے جائیں گے۔ اوور''...... میجر ارجن نے کہا۔

''یس سر۔ میں ابھی روانہ ہو جاتا ہوں۔ اس آپریشن کی میں خود نگرانی کروں گا۔ میں دیکھتا ہوں کہ کس طرح سے پاکیشیائی ایجنٹ میرے ہاتھوں سے بچ کر نکلتے ہیں۔ اوور''...... میجر وریندر نے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

''میری ہری ناتھ سے بات کراؤ۔ اوور''...... میجر ارجن نے کہا۔

''یس سر۔ یہ بات کریں۔ اوور''...... میجر وریندر نے کہا۔

''یس باس۔ ہری ناتھ بول رہا ہوں۔ اوور''...... چند لمحوں کے بعد ڈبل اے کی آواز سنائی دی۔

''میں نے میجر وریندر سے کہہ دیا ہے۔ تم اس کے ساتھ چلے جاؤ اور پاکیشیائی ایجنٹ جہاں بھی ہوں ان کا سراغ لگا کر انہیں وہیں ختم کر دو اور انہیں ختم کرتے ہی ان کی لاشیں اپنے قبضے میں لے لو۔ میں دو گھنٹوں تک تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا اور اپنی آنکھوں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں دیکھوں گا۔ اوور''...... میجر ارجن نے کہا۔

''یس باس۔ میں آپ کے آنے تک ان کی لاشیں سنبھال کر رکھوں گا۔ اوور''...... ڈبل اے نے جواب دیا اور میجر ارجن نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

''آخر یہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے بارڈر کراس کیسے کیا ہو گا۔ ان کے ہاتھ ایسا کون سا الٰہ دین کا چراغ لگ گیا ہے جس

کی مدد سے وہ بارڈر پر موجود فورس کی نظروں میں آئے بغیر اس طرف آ گئے ہیں''...... میجر ارجن نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔ وہ کافی دیر تک غور کرتا رہا لیکن اسے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی فورس کی نظروں میں آئے بغیر بارڈر کراس کر کے یہاں کیسے آ گئے ہیں۔

''ہونہہ۔ وہ جیسے بھی آئے ہیں۔ مجھے اس سے کیا۔ میرا ٹاسک تو پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنے کا ہے۔ مجھے اپنا کام کرنا چاہئے۔ صحرائے تھار میں وہ کہیں بھی چھپ جائیں۔ ہری ناتھ سائنسی آلے کی مدد سے ان کا سراغ لگا لے گا اور انہیں وہیں بھون کر رکھ دیا جائے گا۔ اس بار ان کی ہلاکت طے ہے۔ وہ یہاں سے زندہ بچ کر نہیں نکل سکیں گے''...... میجر ارجن نے سر جھٹکتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے یقین تھا کہ اب تک بیس کیمپ سے فورس عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کے لئے نکل چکی ہو گی۔ جب تک وہ بیس کیمپ میں پہنچے گا اس وقت تک ہری ناتھ اور میجر ویریندر، عمران اور اس کے ساتھیوں کو گولیوں سے چھلنی کر چکے ہوں گے۔ چونکہ بیس کیمپ وہاں سے بہت دور تھا اس لئے میجر ارجن نے ہری ناتھ سے دو گھنٹوں تک پہنچنے کا کہا تھا۔ وہ ابھی نکلتا تب ہی وہ دو گھنٹوں تک بیس کیمپ میں پہنچ سکتا تھا۔ اس لئے وہ اٹھتے ہی بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا تا کہ اپنے مخصوص ہیلی کاپٹر پر وہ مقررہ وقت تک بیس کیمپ میں پہنچ جائے۔

اپنے ہیڈ کوارٹر سے نکلتے ہی وہ تیز تیز چلتا ہوا باہر موجود ایک بڑے لان میں آ گیا جہاں سائیڈ میں ایک ہیلی پیڈ بنا ہوا تھا۔ ہیلی پیڈ پر ایک جدید ساخت کا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ سائیڈ میں ایک کیبن تھا۔ جیسے ہی میجر ارجن اپنے آفس سے نکل کر ہیلی پیڈ کی جانب بڑھا کیبن سے ہیلی کاپٹر کا پائلٹ اور چند محافظ نکل کر باہر آ گئے اور ان کی ایڑیاں بج اٹھیں۔

میجر ارجن بڑے کروفر بھرے انداز میں چلتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا تو پائلٹ بھی تیزی سے ہیلی کاپٹر کے پاس آ گیا۔ وہ دونوں ہیلی کاپٹر میں سوار ہوئے۔ پائلٹ نے کانوں پر ہیڈ فونز چڑھائے اور پینل پر لگے مختلف بٹن پریس کرتا چلا گیا۔ جیسے ہی اس نے چند بٹن پریس کئے ہیلی کاپٹر پر لگے ہوٹر آہستہ آہستہ گردش کرنا شروع ہو گئے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان کی سپیڈ بڑھتی چلی گئی۔ جیسے ہی ہوٹرز کی سپیڈ بڑھی پائلٹ نے لیور کو آہستہ آہستہ آگے کی طرف پریس کرنا شروع کر دیا۔ لیور کے پریس ہوتے ہی ہیلی کاپٹر کے پیڈ اوپر اٹھنا شروع ہو گئے اور ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ اوپر اٹھتا چلا گیا۔

جیسے ہی عمران نے 'فائر' کہا اس کے ساتھیوں نے سامنے موجود فورس پر فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ فورس جو آنکھیں پھاڑے تباہ ہوتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو دیکھ رہی تھی ان پر اچانک جیسے قیامت سی ٹوٹ پڑی۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے نیم دائرے میں ہاتھ گھماتے ہوئے ان پر فائرنگ کی تھی جس کے نتیجے میں کئی افراد ان کی گولیوں کا نشانہ بن گئے تھے جبکہ باقی افراد فوراً ریت پر گر گئے تھے اور انہوں نے ان کی طرف جوابی فائرنگ کرنی شروع کر دی تھی۔ ادھر چونکہ ہیلی کاپٹر ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر کھڑے تھے اس لئے عمران نے جس ہیلی کاپٹر کو میزائل کا نشانہ بنایا تھا وہی ایک ہیلی کاپٹر تباہ ہوتا تھا۔ اس ہیلی کاپٹر کے تباہ ہوتے ہی باقی ہیلی کاپٹر تیزی سے اوپر اٹھنا شروع ہو گئے تھے۔

عمران نے ان ہیلی کاپٹروں کو اٹھتے دیکھا تو اس نے گولیوں کی

بوچھاڑوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے یکے بعد دیگر مزید تین میزائل ہیلی کاپٹروں کی طرف فائر کر دیئے۔

تینوں میزائل ہیلی کاپٹروں سے ٹکرائے اور ان ہیلی کاپٹروں کے پرخچے اُڑتے چلے گئے۔ عمران نے انتہائی تیز رفتاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے یکے بعد دیگرے چار ہیلی کاپٹر تباہ کر دیئے تھے۔ اب وہاں صرف دو ہیلی کاپٹر باقی تھے جو اوپر اٹھتے ہی تیزی سے دائیں بائیں نکل گئے تھے۔

''فائرنگ کرتے ہوئے پیچھے کھسکتے جاؤ اور ایک ساتھ رہنے کی بجائے پھیل جاؤ۔ ہمارے ارد گرد گھنی جھاڑیاں ہیں۔ وہ ہمیں آسانی سے نشانہ نہیں بنا سکیں گے''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو وہ سب مسلح افراد پر فائرنگ کرتے ہوئے پیچھے کی طرف رینگنا شروع ہو گئے۔ گولیاں شائیں شائیں کرتی ہوئیں ان کے سروں کے اوپر سے گزر رہی تھیں۔ دشمن واقعی گھنی جھاڑیوں کی وجہ سے انہیں نشانہ نہیں بنا پا رہے تھے۔ یہی حال ان کا تھا۔ مسلح افراد بھی چونکہ جھاڑیوں کے پیچھے تھے اس لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی ان کا نشانہ لینے میں خاصی دقت پیش آ رہی تھی۔

عمران کے ہاتھ میں بدستور منی میزائل گن تھی۔ وہ کراس ویژنل گاگلز سے سر اٹھا اٹھا کر چاروں طرف ان دو ہیلی کاپٹروں کو دیکھ رہا تھا جو مخالف سمتوں میں جا کر تیزی سے گھومتے ہوئے انہی کی طرف آ رہے تھے۔

''تم ان مسلح افراد کو سنبھالو۔ میں ان ہیلی کاپٹروں کو دیکھتا ہوں۔ اگر یہ نزدیک آ گئے تو ہم آسانی سے ان کے نشانوں پر آ جائیں گے''......عمران نے تیز لہجے میں کہا اور تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

دونوں ہیلی کاپٹر راؤنڈ لگا کر تیزی سے اسی طرف آ رہے تھے جہاں عمران اور اس کے ساتھی چھپے ہوئے تھے۔ پھر اچانک ان ہیلی کاپٹروں سے میزائل فائر ہوئے اور میزائل آگ اگلتے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کے اوپر سے ہوتے ہوئے دور جا گرے۔ ماحول یکلخت تیز اور خوفناک دھاکوں سے گونج اٹھا۔

ہیلی کاپٹر تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے۔ دونوں ہیلی کاپٹروں کی سائیڈوں پر لگی ہوئی مشین گنوں کے دہانے کھل گئے تھے جن سے مسلسل فائرنگ ہو رہی تھی۔ پہلے تو گولیاں ان کے اوپر سے گزرتی چلی گئیں لیکن جیسے ہی ہیلی کاپٹر مزید آگے آئے ان کے فرنٹ نیچے کی طرف جھک گئے اور پھر ریت پر جیسے گولیوں کی بوچھاڑوں سے لمبی لکیریں بننا شروع ہو گئیں۔ ہیلی کاپٹر والے زمین پر اس انداز میں فائرنگ کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے کہ وہ اب زمین سے چپکے ہوئے افراد کو بھی گولیوں کا نشانہ بنا سکتے تھے۔ عمران نے انہیں اس طرح فائرنگ کرتے ہوئے آگے آتے دیکھا تو اس نے تیزی سے دائیں طرف کروٹ بدلی اور پھر وہ کروٹوں پر کروٹیں بدلتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا گیا پھر وہ ایک جگہ رکا اور اس نے اپنی طرف آتے ہوئے ایک ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنایا اور اس پر منی میزائل داغ دیا۔ میزائل بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف لپکا۔

ہیلی کاپٹر کے پائلٹ نے شاید میزائل دیکھ لیا تھا اس نے فوراً ہیلی کاپٹر کا رخ موڑ لیا۔ میزائل ٹھیک اس ہیلی کاپٹر کی ٹیل کے پاس سے نکلتا چلا گیا۔ ہیلی کاپٹر کو میزائل سے بچتے دیکھ کر پائلٹ نے ایک بار پھر ہیلی کاپٹر گھمایا اور تیز رفتاری سے اس طرف لایا جہاں سے اس پر میزائل فائر کیا گیا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ آگے آتا اسی لمحے عمران کا فائر کیا ہوا میزائل جو ہیلی کاپٹر سے کافی آگے نکل گیا تھا تیزی سے گھوما اور برق رفتاری سے اُڑتا ہوا اس ہیلی کاپٹر کی ٹیل سے آ ٹکرایا۔ آگ کا ایک طوفان سا بلند ہوا اور ہیلی کاپٹر کے ٹکڑے آگ کے ساتھ ہوا میں اُڑتے ہوئے دکھائی دیئے۔ عمران ہیلی کاپٹروں پر جو میزائل فائر کر رہا تھا وہ میگنفلڈ میزائل تھے جو ہر حال میں اپنے ہدف پر لگتے تھے۔ عمران نے جس ہیلی کاپٹر کو نشانہ بنایا تھا وہ ہیلی کاپٹر چاہے جس طرف بھی مڑ جاتا میزائل اسے ہر حال میں ہٹ کر دیتا اور جب تک میزائل ہیلی کاپٹر سے ٹکرا نہ جاتا تا بلاسٹ نہیں ہوتا تھا۔

اب وہاں صرف ایک ہیلی کاپٹر رہ گیا تھا جس کے پائلٹ نے دوسرے ہیلی کاپٹر کو تباہ ہوتے دیکھ کر اپنا ہیلی کاپٹر ایک بار پھر موڑ لیا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے مڑنے کی وجہ سے اس کی گنوں سے نکلنے والی

گولیوں کا رخ بھی مڑ گیا تھا ورنہ ان میں سے ایک آدھ ضرور ان کا نشانہ بن جاتا۔

ہیلی کاپٹر کو مڑتے دیکھ کر عمران نے اس کی طرف یکے بعد دیگرے دو میزائل فائر کر دیئے۔ ہیلی کاپٹر تیزی سے گھومتا ہوا مخالف سمت میں جا رہا تھا۔ اس ہیلی کاپٹر کے پائلٹ نے جب دو میزائلوں کو ایک ساتھ اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو اس نے فوراً غوطہ لگایا اور ہیلی کاپٹر نیچے لاتے ہوئے تیزی سے اسی طرف گھما لیا جس طرف سے میزائل آ رہے تھے۔ اپنا رخ سیدھا کرتے ہی پائلٹ نے اپنی طرف آتے ہوئے میزائلوں کو نشانہ بنا کر دو میزائل داغ دیئے۔ اس کے داغے ہوئے میزائل اور عمران کے داغے ہوئے میزائل ایک دوسرے کے سامنے آ گئے۔ اس سے پہلے کہ چاروں میزائل ایک دوسرے سے ٹکرا کر ہوا میں ہی بلاسٹ ہو جاتے عمران نے فوراً گن سے مڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر پر ایک اور میزائل فائر کر دیا۔

اس بار ہیلی کاپٹر چونکہ میزائلوں سے بچنے کے لئے اوپر کی طرف اٹھ رہا تھا اس لئے پائلٹ تیسرے میزائل کو نہ دیکھ سکا تھا۔ جیسے ہی چاروں میزائل ایک دوسرے سے ٹکرائے فضا تیز دھماکوں کے ساتھ آگ کے طوفان سے روشن ہوتی ہوئی دکھائی دی اور ٹھیک اسی لمحے عمران کا فائر کیا ہوا تیسرا میزائل ہیلی کاپٹر کے نچلے حصے سے ٹکرا گیا۔ زور دار دھماکے سے اس ہیلی کاپٹر کے بھی پرخچے

اُڑتے چلے گئے۔

عمران نے باری باری چھ کے چھ ہیلی کاپٹروں کو منی میزائلوں سے تباہ کر دیا تھا۔ اب وہاں صرف وہی مسلح افراد موجود تھے جو ہیلی کاپٹروں سے باہر تھے۔ جولیا اور اس کے ساتھی ان کا انتہائی دلیری سے مقابلہ کر رہے تھے۔ وہ جھاڑیوں میں ادھر ادھر کروٹیں بدل کر اپنی جگہیں بدل بدل کر دشمنوں پر فائرنگ کر رہے تھے۔ تنویر اور صفدر نے مشین گنوں کے ساتھ منی میزائل گنیں نکال لی تھیں اور وہ ان گنوں سے ان جھاڑیوں پر میزائل برسا رہے تھے جن کے پیچھے مسلح افراد چھپے ہوئے تھے۔ جیسے ہی میزائل جھاڑیوں سے ٹکرا کر پھٹتا جھاڑیوں کے ساتھ ان کے پیچھے چھپے ہوئے مسلح افراد کے بھی ٹکڑے اُڑ جاتے۔

مسلح افراد اس شدید حملے سے گھبرا گئے تھے۔ میزائل فائر ہوتے دیکھ کر وہ اٹھ کر دوسری جھاڑیوں کے پیچھے چھپنے کے لئے بھاگتے تھے تو جولیا اور اس کے ساتھی انہیں آسانی سے نشانہ بنا لیتے تھے۔ کچھ ہی دیر میں دوسری طرف سے گولیاں چلنے کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ شاید سب ہی دشمن ہلاک ہو چکے تھے۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے بھی فائرنگ روک دی۔ وہ کچھ دیر انتظار کرتے رہے پھر وہ انتہائی احتیاط سے جھاڑیوں میں رینگتے ہوئے چاروں اطراف سے اس طرف بڑھنے لگے جہاں مسلح افراد موجود تھے۔ ان کا خیال تھا کہ شاید دشمنوں نے انہیں ڈاج دینے کے لئے گولیاں چلانا بند

کی ہیں تا کہ وہ یہ سمجھیں کہ ان کے پاس اسلحہ ختم ہو گیا ہے۔ ان کی جگہ اگر کوئی عام گروپ ہوتا تو واقعی یہی سمجھتا اور گولیاں چلنا بند ہوتے ہی اٹھ کر وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھ جاتے اور دشمن انہیں دیکھتے ہی ان پر دوبارہ فائرنگ کرنا شروع کر دیتے۔ لیکن یہ منجھے ہوئے اور انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ تھے وہ دشمنوں کی ایسی چالوں کو خوب سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے احمقانہ انداز میں اٹھ کر اندھا دھند اس طرف بھاگنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ رینگتے ہوئے ان جھاڑیوں کے پاس آئے جہاں مسلح افراد کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔

ہیلی کاپٹروں سے انہوں نے تیس افراد کو نکلتے دیکھا تھا۔ وہاں جب انہوں نے لاشوں کو کاؤنٹ کیا تو یہ دیکھ کر انہیں سکون آ گیا کہ وہاں تیس ہی لاشیں موجود تھیں۔ گویا تمام مسلح افراد ان کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے تھے۔ تیس افراد کی لاشیں دیکھ کر وہ مطمئن انداز میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ عمران بھی چونکہ چھ کے چھ ہیلی کاپٹر تباہ کر چکا تھا اس لئے انہیں اٹھتے دیکھ کر وہ بھی بھاگتا ہوا ان کے نزدیک آ گیا۔

”ختم ہو گئے سب“...... عمران نے ان سے پوچھا۔

”ہاں۔ میدان صاف ہو گیا ہے“...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آخر انہیں ہماری لوکیشن کا پتہ کیسے

چلا ہو گا“...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ عمران نے بیگ سے ٹرانسمیٹر نکالا۔ ٹرانسمیٹر آف تھا لیکن اس پر سرخ رنگ کا بلب وقفے وقفے سے سپارک کر رہا تھا۔

”تو یہ بات ہے“...... سرخ بلب کو سپارک کرتے دیکھ کر عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ کوئی عمران سے کچھ پوچھتا عمران نے ٹرانسمیٹر نیچے پھینکا اور جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ ٹرانسمیٹر کے پرخچے اڑ گئے۔

”یہ تم نے ٹرانسمیٹر کیوں تباہ کیا ہے“...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”یہی اس سارے فساد کی جڑ تھی اور بزرگوں کا کہنا ہے کہ فساد کی جڑ کا ختم کر دینا ہی اچھا ہوتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”کیا کہنا چاہتے ہو۔ یہ فساد کی جڑ کیسے ہو سکتا ہے“...... جولیا نے اسی انداز میں کہا۔

”انہوں نے ٹرانسمیٹر کی کال چیک کر لی تھی۔ کال چیک کرنے والے نے ٹرانسمیٹر کی لوکیشن معلوم کرنے کے لئے اسے بلاک کر دیا تھا۔ میں نے کال ختم ہوتے ہی ٹرانسمیٹر آف کر دیا تھا لیکن چونکہ ٹرانسمیٹر کو پہلے ہی بلاک کیا جا چکا تھا اس لئے اس کا سگنل سسٹم آن رہا۔ یہ لوگ اسی سگنل سسٹم کی وجہ سے یہاں تک پہنچے تھے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آتے ہی ہماری ان سے مڈبھیڑ ہو گئی ہے اور یہ جس تیزی سے یہاں آئے تھے اس سے لگتا ہے کہ یہ اسی ریگستان میں موجود بیس کیمپ سے آئے ہوں گے۔ بیس کیمپ میں چھ ہیلی کاپٹروں کی تباہی کی رپورٹ پہنچ گئی ہو گی اور انہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہم خالی ہاتھ نہیں ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ اس بار ہم پر حملہ کرنے کے لئے اس سے بڑی فورس یہاں بھیج دیں''...... جولیا نے کہا۔

''وہ یہاں اپنی پوری پلاٹون بھی لے آئیں تو میں اکیلا ہی ان کے لئے کافی ہوں''......تنویر نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''اس سے بہتر ہو گا کہ مزید فورس کے آنے سے پہلے ہم یہاں سے نکل جائیں ورنہ ایک کے بعد ایک فورس یہاں آتی رہے گی اور ہم شاید ہی یہاں سے نکل سکیں''......صفدر نے کہا۔

''تم نے این ٹی کو کال کی تھی۔ وہ آیا کیوں نہیں ابھی تک''۔ جولیا نے پوچھا۔

''وہ اتنا احمق نہیں ہے کہ فورس دیکھ کر اندھا دھند یہاں اپنا ہیلی کاپٹر لے کر پہنچ جاتا''......عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''لیکن اب تو یہاں سب کچھ ختم ہو چکا ہے۔ کیا اس کے راڈار سے اسے ہیلی کاپٹروں کی تباہی کا علم نہیں ہوا ہو گا''......کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''ہوا ہو گا۔ کیوں نہیں ہوا ہو گا۔ انتظار کرو وہ ضرور آئے گا۔ وہ ہمیں یہاں اس طرح بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا''......عمران

نے کہا۔ اسی لمحے انہیں ایک بار پھر ایک ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی۔

''لو تم نے کہا اور اس نے تمہاری سن لی۔ وہ آ رہا ہے''۔عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ ہیلی کاپٹر این ٹی کا ہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ ہیلی کاپٹر بھی اسی بیس کیمپ سے آ رہا ہو جہاں سے ہم پر حملہ کرنے کے لئے فورس بھیجی گئی تھی''......صفدر نے کہا۔

''ہونے کو تو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ برادر تنویر میرا برادر اِن لاء بھی بن سکتا ہے لیکن میرا نہیں خیال کہ اس قدر تباہی کے بعد بھی فورس ہیلی کاپٹروں پر ہی یہاں آئے گی۔ اس بار اگر بیس کیمپ سے فورس آئی تو وہ جیپوں اور ریت پر چلنے والی گاڑیوں پر آئیں گے۔ اس لئے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آنے والا ہیلی کاپٹر این ٹی کا ہے''......عمران نے کہا۔

ہیلی کاپٹر کی آواز کافی نزدیک آ گئی تھی۔ پھر انہیں اندھیرے میں ایک ہیلی کاپٹر کا ہیولا نیچے آتا دکھائی دیا۔ اس ہیلی کاپٹر پر سرچ لائٹ نصب نہیں تھی۔ ہیلی کاپٹر ابھی بلندی پر تھا۔ وہ سب جھاڑیوں میں چھپے ہوئے تھے۔ پھر اچانک ہیلی کاپٹر سے انہیں کسی ٹارچ کی روشنی سے کاشن دیا جانے لگا۔ کاشن دیکھ کر عمران اطمینان بھرے انداز میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''یہ این ٹی ہی ہے۔ وہ ہمیں کاشن دے رہا ہے''......عمران

نے جواب دیا تو وہ سب بھی اطمینان بھرے انداز میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ عمران نے جیب سے ایک چھوٹی سی ٹارچ نکالی اور وہ بھی ٹارچ اوپر کر کے ٹارچ جلا بجھا کر ہیلی کاپٹر میں موجود این ٹی کو کاشن دینے لگا۔ جیسے ہی عمران نے کاشن دینا شروع کیا۔ ہیلی کاپٹر انہیں آہستہ آہستہ نیچے آتا ہوا دکھائی دیا۔ کچھ ہی دیر میں ہیلی کاپٹر کے پیڈ نیچے لگ گئے۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر کے پیڈ نیچے لگے اس کا دروازہ کھلا اور ایک شخص ہیلی کاپٹر سے نکل کر تیزی سے دوڑتا ہوا اس طرف آتا دکھائی دیا۔

”یہ این ٹی ہی ہے“...... عمران نے اس شخص کا قد کاٹھ دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔ نوجوان دوڑتا ہوا چند ہی لمحوں میں ان کے پاس آ گیا۔ اس نے میک اپ کر رکھا تھا لیکن اس کے خد و خال اور قد کاٹھ این ٹی جیسا ہی تھا۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہر طرف بکھری ہوئی لاشیں اور ہیلی کاپٹروں کے ملبے دیکھ رہا تھا۔

”تو میرا اندازہ درست تھا۔ یہاں واقعی بیس کیمپ سے حملہ کیا گیا تھا“...... این ٹی نے کہا۔

”ہاں۔ اسی لئے تمہیں شاید یہاں آنے میں دیر ہوئی ہے“۔ عمران نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ میں ہیلی کاپٹر لے کر اس طرف آ رہا تھا تو میرے راڈار سسٹم نے بیس کیمپ کی طرف سے چھ ہیلی کاپٹروں کا کاشن نشر کرنا شروع کر دیا۔ ان چھ ہیلی کاپٹروں کی وجہ سے میں کافی پیچھے

رک گیا تھا۔ پھر اس طرف سے فائرنگ اور دھماکوں کی آوازیں سن کر میں سمجھ گیا کہ بیس کیمپ سے آنے والے ہیلی کاپٹروں نے آپ پر اٹیک کیا ہے۔ میں پریشان ہو گیا تھا۔ میں چونکہ ایک عام سے ہیلی کاپٹر میں تھا اس لئے میں اندھا دھند یہاں آنے کی غلطی نہیں کر سکتا تھا۔ بیس کیمپ کے گن شپ ہیلی کاپٹروں کے سامنے میرے ہیلی کاپٹر کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ یہ ہیلی کاپٹر میں نے ایک سروے کرنے والی کمپنی سے حاصل کیا ہے جو خاص طور پر اس ریگستان کا ماحول چیک کرتے ہیں“...... این ٹی نے کہا۔

”تو کیا گن شپ ہیلی کاپٹروں نے تمہارا ہیلی کاپٹر چیک نہیں کیا تھا“...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”اس صحرا کے ماحولیاتی اثرات کی چیکنگ کے لئے ایسے ہیلی کاپٹر منڈلاتے رہتے ہیں۔ میں نے چونکہ حدود سے تجاوز نہیں کیا تھا اس لئے انہوں نے میری طرف توجہ نہیں دی تھی“...... این ٹی نے جواب دیا۔

”اب بس کرو۔ یہیں سوال و جواب کرتے رہے تو بیس کیمپ سے مزید فورس آ جائے گی اور پھر ہمارے ساتھ ساتھ یہ بھی مصیبت میں آ جائے گا“...... عمران نے کہا تو وہ سب خاموش ہو گئے اور پھر وہ سب ہیلی کاپٹر کی جانب بڑھ گئے۔

میجر ارجن کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ ابھی کچھ دیر پہلے ویسٹ ونگ کے بیس کیمپ میں پہنچا تھا۔ جیسے ہی اس کا ہیلی کاپٹر بیس کیمپ کے ہیلی پیڈ پر اترا بیس کیمپ کا سیکنڈ انچارج اسے رسیو کرنے وہاں خود پہنچ گیا۔

بیس کیمپ کا سیکنڈ انچارج کیپٹن جسونت سنگھ تھا۔ میجر وریندر نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کرنے کے لئے جاتے ہوئے بیس کیمپ میں کیپٹن جسونت سنگھ کو بلیک مون کے ٹاپ سیکشن کے انچارج میجر ارجن کے آنے کے بارے میں بتا دیا تھا اور اس نے کیپٹن جسونت سنگھ کو سختی سے ہدایات دی تھیں کہ جیسے ہی میجر ارجن وہاں آئے وہ اس کا پرتپاک استقبال کرے۔

میجر ارجن جب ہیلی کاپٹر سے باہر آیا تو کیپٹن جسونت سنگھ نے اس کا انتہائی پرتپاک انداز میں استقبال کیا تھا اور پھر جب اس نے

بتایا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے ان کے چھ ہیلی کاپٹر تباہ کر دیئے ہیں اور میجر وریندر سمیت تیس افراد کو ہلاک کر دیا ہے تو میجر ارجن حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔

کیپٹن جسونت سنگھ نے اسے مزید بتایا کہ بیس کیمپ میں چھ گن شپ ہیلی کاپٹر موجود تھے جنہیں میجر وریندر آپریشن کے لئے ساتھ لے گیا تھا۔ میجر وریندر کا بیس کیمپ سے مسلسل رابطہ تھا۔ اس نے ہیلی کاپٹروں کی تباہی اور فورس کی ہلاکتوں کی مکمل تفصیل بتائی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے پاس انتہائی خطرناک اور طاقتور اسلحہ تھا جس کی وجہ سے وہ قلیل تعداد میں ہونے کے باوجود ان پر بھاری پڑ رہے تھے۔ پھر جب بیس کیمپ کا میجر وریندر سے بھی رابطہ ختم ہو گیا تو بیس کیمپ والوں کو یقین ہو گیا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے اس کا ہیلی کاپٹر بھی تباہ کر دیا ہے۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ یہاں خالی ہاتھ نہیں آئے''...... میجر ارجن نے کہا۔

''یس سر۔ وہ واقعی انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں۔ محض چند افراد ہونے کے باوجود انہوں نے ہمارا سب کچھ ختم کر دیا ہے''۔ کیپٹن جسونت سنگھ نے کہا۔

''کیا ان کی تعداد کا پتہ چلا ہے۔ کتنے افراد ہیں وہ''...... میجر ارجن نے جبڑے بھینچتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ میجر صاحب کا کہنا تھا کہ اندھیرا ہونے کی وجہ سے

انہیں ان کی اصل تعداد کا علم نہیں ہو رہا تھا لیکن ان کی تعداد بہرحال دس سے زائد نہیں تھی“...... کیپٹن جسونت سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میجر وریندر سے رابطہ ختم ہونے کے بعد تم نے اب تک کیا کیا ہے۔ کیا پاکیشیائی ایجنٹوں کی سرکوبی کے لئے تم نے مزید فورس بھیجی ہے“...... میجر ارجن نے پوچھا۔

”لیس سر۔ جیسے ہی ہمارا میجر وریندر صاحب سے رابطہ ختم ہوا تھا تو میں نے فوری طور پر دس آرمڈ وہیکلز اس طرف روانہ کر دی تھیں جو طیارہ شکن ہونے کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے اسلحہ سے لیس ہیں۔ ان وہیکلز میں بیس افراد کو بھیجا ہے۔ ابھی چند لمحے قبل ان کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ فورس کے تمام افراد ہلاک ہو چکے ہیں اور وہاں ہر طرف گن شپ ہیلی کاپٹروں کے ٹکڑے بکھرے ہوئے ہیں“...... کیپٹن جسونت سنگھ نے جواب دیا۔

”اور وہ پاکیشیائی ایجنٹ۔ وہ کہاں ہیں“...... میجر ارجن نے پوچھا۔

”ان کی سرچنگ کی جا رہی ہے۔ لیکن ابھی تک وہ انہیں نہیں مل سکے ہیں۔ البتہ راڈار سیکشن سے مجھے اطلاع ملی ہے کہ جس جگہ ہمارے ہیلی کاپٹر آپریشن کر رہے تھے وہاں کچھ دیر قبل ایک ہیلی کاپٹر کے آنے کا کاشن ملا تھا لیکن پھر وہ کاشن خود بخود ختم ہو گیا۔ راڈار سیکشن والوں نے اس ہیلی کاپٹر کو سرچ کرنے کی بہت کوشش

کی تھی لیکن انہیں اس ہیلی کاپٹر کا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے اس علاقے میں آتے ہی وہ ہیلی کاپٹر بھی ہمارے گن شپ ہیلی کاپٹروں کی طرح تباہ ہو گیا ہو“...... کیپٹن جسونت نے کہا۔

”ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا آرمڈ وہیکلز پر جانے والے گروپ کو اس ہیلی کاپٹر کا بھی وہاں ملبہ ملا ہے“...... میجر ارجن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ میں نے انہیں خاص طور پر اس طرف آنے والے ہیلی کاپٹر کا ملبہ تلاش کرنے کا حکم دیا تھا لیکن انہیں بیس کیمپ کے گن شپ ہیلی کاپٹروں کے سوا کسی اور ہیلی کاپٹر کا وہاں کوئی ملبہ نہیں ملا ہے“...... کیپٹن جسونت سنگھ نے کہا۔

”تو پھر اس ہیلی کاپٹر کا راڈار سیکشن سے رابطہ کیسے ختم ہو گیا تھا۔ اوہ کہیں وہ ہیلی کاپٹر اے آر کمپنی والوں کا تو نہیں تھا جو ایک پرائیویٹ ایجنسی ہے اور اس ریگستان میں ماحولیاتی اثرات چیک کرنے کے لئے مختلف ایجنسیوں کو ہیلی کاپٹر مہیا کرتی ہے“...... میجر ارجن نے چونکتے ہوئے کہا۔

”شاید ایسا ہی ہو“...... کیپٹن جسونت سنگھ نے کہا۔

”میں جب اس طرف آ رہا تھا تو میں نے ایسا ہی ایک ہیلی کاپٹر یہاں سے واپس جاتے دیکھا تھا۔ لیکن اگر وہ وہی ہیلی کاپٹر تھا تو اس کا رابطہ راڈار سیکشن سے کیسے ٹوٹ سکتا ہے۔ کیا راڈار

سیکشن والوں کو اس ہیلی کاپٹر کے واپس جانے کا کوئی کاشن نہیں ملا تھا''...... میجر ارجن نے پوچھا۔

''میں ابھی معلوم کرتا ہوں''...... کیپٹن جسونت سنگھ نے کہا۔ اس نے پہلو میں اڑسا ہوا جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر راڈارز سیکشن کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کرتے ہی اس نے راڈار سیکشن کو کال دینی شروع کر دی۔ جلد ہی اس کا راڈار سیکشن کے انچارج سے رابطہ ہو گیا۔ کیپٹن جسونت سنگھ کچھ دیر راڈار سیکشن کے انچارج سے بات کرتا رہا پھر اس نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

''نو سر۔ جو ہیلی کاپٹر آپریشن کے مقام کی طرف گیا تھا اس کی واپسی کا راڈار سیکشن کے پاس کوئی ڈیٹا موجود نہیں ہے اور میں نے انچارج سے یہ بات بھی پوچھ لی ہے کہ اس صحرا میں سوائے اس ایک ہیلی کاپٹر کے اور کوئی ہیلی کاپٹر نہیں آیا تھا''...... کیپٹن جسونت سنگھ نے کہا۔

''لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہیلی کاپٹر اگر پاکیشیائی ایجنٹوں کو یہاں سے لینے کے لئے آیا تھا تو اس کا راڈار سیکشن سے رابطہ کیسے ختم ہو گیا تھا اور وہ واپس کیسے چلا گیا تھا''...... میجر ارجن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس پر تو مجھے بھی حیرت ہو رہی ہے۔ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اگر وہ ہیلی کاپٹر واپس گیا ہے تو پھر اس کا راڈار سیکشن والوں کو علم

کیوں نہیں ہوا تھا''...... کیپٹن جسونت سنگھ نے اسی انداز میں کہا۔

''ہونہہ۔ تم ریڈیو پر فوری طور پر ایسٹ ونگ کے کمانڈر سے بات کرو۔ ابھی وہ ہیلی کاپٹر صحرا سے نہیں نکلا ہو گا۔ ایسٹ ونگ کے کمانڈر سے کہو کہ وہ اپنے راڈار سسٹم سے اس ہیلی کاپٹر کو چیک کرے اور جیسے بھی ہو اس ہیلی کاپٹر کو گراونڈ کرنے کی کوشش کرے۔ اگر اس ہیلی کاپٹر سے مزاحمت کرنے کی کوشش کی جائے تو پھر وہ اس ہیلی کاپٹر کو فضا میں ہی ہٹ کر دے۔ اگر پاکیشیائی ایجنٹ اسی ہیلی کاپٹر میں ہیں تو میں انہیں آسانی سے کسی شہر میں جانے کا کوئی موقع نہیں دوں گا''...... میجر ارجن نے کہا۔

''یس سر۔ میں ایسٹ ونگ کے کمانڈر سے خود بات کرتا ہوں۔ میرے پاس اس کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی موجود ہے''...... کیپٹن جسونت سنگھ نے کہا۔

''گڈ۔ کیا نام ہے اس کمانڈر کا''...... میجر ارجن نے پوچھا۔

''اس کا نام میجر کاسپ ہے جناب''...... کیپٹن جسونت سنگھ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میری اس سے بات کراؤ۔ میں خود اسے احکامات دیتا ہوں''...... میجر ارجن نے کہا تو کیپٹن جسونت سنگھ نے اثبات میں سر ہلا کر ٹرانسمیٹر پر میجر کاسپ کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

''ہیلو ہیلو۔ کیپٹن جسونت کالنگ فرام ویسٹ ونگ بیس کیمپ۔

ہیلو ہیلو۔ اوور''...... کیپٹن جسونت سنگھ نے میجر کاسپ کے ٹرانسمیٹر پر مسلسل کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس۔ میجر کاسپ اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

''جناب۔ میں ویسٹ ونگ بیس کیمپ کا سیکنڈ انچارج جسونت سنگھ بول رہا ہوں۔ میرے ساتھ بلیک مون ایجنسی کے ٹاپ سیکشن کے انچارج جناب میجر ارجن موجود ہیں۔ وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اٹ اس موسٹ ایمر جنسی۔ اوور''...... کیپٹن جسونت سنگھ نے کہا۔

''اوہ یس۔ بات کراؤ ان سے میری۔ اوور''...... میجر کاسپ نے کہا تو کیپٹن جسونت سنگھ نے ٹرانسمیٹر میجر ارجن کو دے دیا۔

''میجر ارجن سپیکنگ۔ اوور''...... میجر ارجن نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم سر۔ میں ایسٹ ونگ سے میجر کاسپ بول رہا ہوں۔ اوور''...... دوسری طرف سے میجر کاسپ نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میجر کاسپ۔ کیا تمہارا راڈار سسٹم کام کر رہا ہے۔ اوور''۔ میجر ارجن نے اسی انداز میں پوچھا۔

''یس سر۔ بالکل کام کر رہا ہے۔ اوور''...... میجر کاسپ نے جواب دیا۔

''کیا ایک گھنٹہ قبل تمہارے ایریئے کو کسی نجی کمپنی کا ہیلی کاپٹر کراس کرتا ہوا صحرا میں داخل ہوا تھا۔ اوور''...... میجر ارجن نے پوچھا۔

''یس سر۔ اے آر کمپنی کا ایک ہیلی کاپٹر ہماری اجازت سے ہی اس طرف گیا تھا۔ اوور''...... میجر کاسپ نے جواب دیا۔

''کس کاز سے ہیلی کاپٹر صحرا میں گیا تھا۔ اوور''...... میجر ارجن نے پوچھا۔

''اس طرف عام طور پر صحرا کے ماحولیاتی اثرات کی ریسرچ کے لئے ہیلی کاپٹر بھیجے جاتے ہیں جناب۔ اس ہیلی کاپٹر میں بھی صحرائی ماحول چیک کرنے والی ٹیم موجود تھی۔ اوور''...... میجر کاسپ نے جواب دیا۔

''کیا وہ ہیلی کاپٹر صحرا سے واپس نکل گیا ہے۔ اوور''...... میجر ارجن نے پوچھا۔

''نو سر۔ ابھی تک اس ہیلی کاپٹر کی واپسی نہیں ہوئی ہے۔ اگر ہیلی کاپٹر واپس گیا ہوتا تو سرچنگ سنٹر سے مجھے اس کی رپورٹ مل جاتی لیکن ابھی تک میرے پاس ایسی کوئی رپورٹ نہیں آئی ہے کہ وہ ہیلی کاپٹر واپس آیا ہے۔ اوور''...... میجر کاسپ نے جواب دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ہیلی کاپٹر ابھی صحرا میں ہی ہے۔ اوور''...... میجر ارجن نے آنکھیں چمکاتے ہوئے پوچھا۔

''یس سر۔ جب وہ ہیلی کاپٹر واپس آئے گا تو اسے روٹ میپ

کے تحت ہمیں باقاعدہ رپورٹ کرنی پڑے گی۔ اوور''...... میجر
کاسپ نے جواب دیا۔

''گڈ۔ اب میری بات دھیان سے سنو۔ یہ ہیلی کاپٹر صحرا میں
کسی ماحولیاتی اثرات چیک کرنے والی ٹیم کو لے کر نہیں گیا تھا۔ یہ
ہیلی کاپٹر صحرا میں چند پاکیشیائی ایجنٹوں کی مدد کے لئے لایا گیا تھا۔
صحرائے تھار کے راستے چند مسلح پاکیشیائی ایجنٹ کافرستانی حدود میں
داخل ہوئے تھے جنہیں ویسٹ ونگ بیس کیمپ کی فورس نے روکنے
کی کوشش کی تھی لیکن چونکہ پاکیشیائی ایجنٹ خطرناک اسلحے سے لیس
تھے اس لئے انہیں روکا نہیں جا سکا تھا بلکہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے
ویسٹ ونگ بیس کیمپ کے انچارج میجر وریندر سمیت اس کے بے
شمار ساتھی ہلاک کر دیئے ہیں اور ان کے چھ گن شپ ہیلی کاپٹر بھی
تباہ کر دیئے ہیں۔ اے آر کمپنی کا ہیلی کاپٹر بیس کیمپ کے ہیلی کاپٹر
تباہ ہونے کے بعد یہاں پہنچا تھا جسے ویسٹ ونگ بیس کیمپ کے
راڈار سیکشن نے بھی چیک کیا تھا لیکن پھر اچانک راڈار سیکشن کو اس
ہیلی کاپٹر کے سگنلز ملنا بند ہو گئے۔ میں اس وقت ویسٹ ونگ بیس
کیمپ میں موجود ہوں اور جب میں یہاں آ رہا تھا تو میں نے اے
آر کمپنی کا ایک ہیلی کاپٹر واپس جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ میرے
اندازے کے مطابق اس ہیلی کاپٹر کو ابھی صحرا میں ہی ہونا چاہئے۔
تم فوری طور پر اپنا راڈار سسٹم الرٹ کرو اور اس ہیلی کاپٹر کو سرچ
کرو۔ جیسے ہی اس ہیلی کاپٹر کا کاشن ملے اسے فوراً کور کرو اور پھر

اس ہیلی کاپٹر کو فوری طور پر گراؤنڈ کرنے کی کوشش کرو۔ ہیلی کاپٹر
میں چونکہ مسلح پاکیشیائی ایجنٹ موجود ہیں اس لئے اس ہیلی کاپٹر کو
بیس کیمپ سے ٹارگٹ کرو اور پائلٹ کو مجبور کرو کہ وہ ہیلی کاپٹر نیچے
لے آئے۔ اگر وہ تمہاری بات مان جائے اور ہیلی کاپٹر گراؤنڈ
کرنے پر آمادہ ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ اس ہیلی کاپٹر کو ہٹ کر
دو۔ اٹس مائی آرڈر۔ اس ہیلی کاپٹر کو کسی بھی صورت میں وہاں سے
بچ کر نہیں جانا چاہئے۔ اوور''...... میجر ارجن نے تیز تیز بولتے
ہوئے آخر میں انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس سر۔ میں ابھی ایمرجنسی کال دے دیتا ہوں۔ جیسے
ہی ہیلی کاپٹر اس طرف آئے گا ہم اسے فوری طور پر اپنے ٹارگٹ
میں لے لیں گے۔ اوور''...... میجر کاسپ نے کہا۔

''گڈ۔ میں تمہیں اپنے ہیلی کاپٹر کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بتا
دیتا ہوں۔ اگر اے آر کمپنی کا ہیلی کاپٹر گراؤنڈ ہو جائے تب بھی
اور اگر کسی بھی وجہ سے ہیلی کاپٹر کو ہٹ کرنا پڑے تب بھی اس کی
براہ راست اطلاع تم مجھے دو گے۔ اوور''...... میجر ارجن نے سخت
لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ آپ فریکوئنسی بتا دیں۔ میں نوٹ کر لیتا ہوں۔
اوور''...... میجر کاسپ نے کہا تو میجر ارجن نے اسے اپنے ہیلی کاپٹر
کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی نوٹ کرا دی۔

''میں یہاں سے نکل کر تمہارے پاس ہی آ رہا ہوں۔ میرے

آنے تک اے آر کمپنی کا ہیلی کاپٹر تمہارے بیس کیمپ میں ہونا چاہئے یا پھر اسے ہر حال میں ہٹ ہو جانا چاہئے۔ اوور''...... میجر ارجن نے کہا۔

''یس سر۔ آپ بے فکر رہیں سر۔ وہ ہیلی کاپٹر میری نظروں سے بچ کر نہیں جا سکے گا۔ اگر پائلٹ نے میری بات مان لی اور ہیلی کاپٹر گراؤنڈ کر دیا تو ٹھیک ہے ورنہ میں اسے ایئر کرافٹ گنوں سے فضا میں ہی ہٹ کر دوں گا۔ اوور''...... میجر کاسپ نے کہا۔

''او کے۔ باقی باتیں وہیں ہوں گی۔ اوور اینڈ آل''...... میجر ارجن نے کہا اور اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔

ہیلی کاپٹر میں سوار ہوتے ہی عمران نے بیگ سے ایک چھوٹی سی مشین نکالی اور اسے آن کر لیا۔ مشین آن ہوتے ہی اس سے زوں زوں کی آواز نکلنی شروع ہوگئی۔

''یہ کیسی مشین ہے اور اس سے آواز کیوں آ رہی ہے''۔ جولیا نے پوچھا۔ باقی سب بھی چونک کر عمران اور اس کے ہاتھ میں موجود مشین کی جانب دیکھ رہے تھے۔ این ٹی کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں اس کا ایک ساتھی تھا جو ہیلی کاپٹر کا پائلٹ تھا۔

''یہ مشین میں نے ویسٹ ونگ بیس کیمپ کے راڈار سسٹم کو ڈاج دینے کے لئے آن کی ہے۔ اس مشین کے آن ہونے کی وجہ سے اب بیس کیمپ کے راڈار اور سیٹلائٹ سسٹم کو اس ہیلی کاپٹر کا کوئی کاشن نہیں ملے گا''...... عمران نے جواب دیا۔

''اوہ۔ یہ آپ نے بہت اچھا کیا ہے ورنہ میں سوچ رہا تھا کہ

صحرا سے واپس جاتے ہوئے جب ہمیں ایسٹ ونگ بیس کیمپ سے گزرنا پڑے گا تو میں انہیں واپسی کے لئے کیا کہوں گا۔ وہ ہمارا ہیلی کاپٹر سرچنگ کے لئے بیس کیمپ میں گراؤنڈ کرنے اور چیکنگ کا کہہ سکتے ہیں''...... این ٹی نے کہا۔

''میں نے آل راڈارز اور سیٹلائٹ سسٹم کو بلاک کیا ہے۔ ایسٹ ونگ اور ویسٹ ونگ کے بیس کیمپ تو کیا کافرستان کا کوئی سسٹم اس مشین کی وجہ سے ہیلی کاپٹر کو ٹریس نہیں کر سکے گا۔ لیکن اس کے باوجود ہم ایسٹ ونگ کی طرف سے نہیں جائیں گے''۔ عمران نے کہا۔

''ایسٹ ونگ کی طرف سے نہیں جائیں گے تو پھر کہاں سے جائیں گے''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''ہم ساؤتھ کینال کا راستہ اختیار کریں گے''...... عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

''ساؤتھ کینال۔ آپ کا مطلب ہے کہ آپ یومران کی بجائے کنٹاری کی طرف جانا چاہتے ہیں''...... این ٹی نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ہم کنٹاری کے راستے ہی دارالحکومت پہنچیں گے۔ اگر ہم نے یومران کا راستہ اختیار کیا تو دارالحکومت جانے کے لئے ہمیں طویل سفر کرنا پڑے گا اور یہ سفر ظاہر ہے ہم اس ہیلی کاپٹر سے تو کر نہیں سکیں گے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ کنٹاری سے ہمیں واقعی دارالحکومت کے لئے ڈائریکٹ فلائٹس مل سکتی ہیں''...... این ٹی نے جواب دیا۔

''تو پھر اپنے ساتھی سے کہو کہ وہ ہیلی کاپٹر ساؤتھ کی طرف موڑ لے اور جہاں صحرائی نہر دکھائی دے یہ ہیلی کاپٹر اس نہر کے اوپر سے گزارتا ہوا لے جائے۔ جب تک ہیلی کاپٹر پانی کی سطح کے پاس سے گزرتا رہے گا اس وقت تک کافرستان کا کوئی بھی سسٹم اس ہیلی کاپٹر کو سرچ نہیں کر سکے گا یہاں تک کہ اگر اس طرف فائٹر طیاروں کا اسکواڈ بھی آ جائے تو جب تک ان طیاروں کے پائلٹ ہمیں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں ان کا سسٹم اس ہیلی کاپٹر کو مارک نہیں کر سکے گا''...... عمران نے کہا تو این ٹی نے اثبات میں سر ہلا کر پائلٹ کو احکامات دینے شروع کر دیئے۔

''کچھ دیر قبل یہاں سے ایک ہیلی کاپٹر گزرا تھا جس پر بلیک مون کے ساتھ بی ایم کا بھی نشان تھا۔ وہ ہیلی کاپٹر یقیناً بلیک مون ایجنسی کا ہی تھا جو شاید ویسٹ ونگ بیس کیمپ کی طرف جا رہا تھا۔ اس ہیلی کاپٹر سے ہمارا ہیلی کاپٹر دیکھ لیا گیا ہے۔ جب ہیلی کاپٹر میں موجود بلیک مون ایجنسی کے افراد کو صحرا میں ہونے والے ہنگامے کا علم ہو گا تو وہ یقینی طور پر اس ہیلی کاپٹر کو سرچ کرنے کی کوشش کریں گے''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں وہ واقعی بلیک مون ایجنسی کے ٹاپ سیکشن کا ہیلی کاپٹر تھا جو ٹاپ سیکشن کے انچارج میجر ارجن کا مخصوص ہیلی کاپٹر

ہے''...... این ٹی نے جواب دیا۔

''کیا تم میجر ارجن کو ذاتی طور پر جانتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں اسے ذاتی طور پر تو نہیں جانتا لیکن میں نے ٹاپ سیکشن اور میجر ارجن کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا ہے۔ وہ انتہائی سفاک اور بے رحم انسان ہے جو اپنے دشمنوں پر موت بن کر ٹوٹ پڑتا ہے اور جب تک اس کا سیکشن دشمنوں کا خاتمہ نہ کر دے یہ سیکشن ہار ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتا''...... این ٹی نے کہا۔

''ٹاپ سیکشن کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''میرے آدمی اس سلسلے میں کام کر رہے ہیں۔ اب تک کی اطلاعات کے مطابق میجر ارجن کا ہیڈ کورٹر کافرستان کے دارالحکومت میں ہی کہیں موجود ہے۔ جلد ہی اس کے بارے میں پتہ چل جائے گا''...... این ٹی نے جواب دیا۔

''اور بلیک مون ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر۔ کیا اس سلسلے میں بھی کوئی پیش رفت ہوئی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ اس کا تا حال علم نہیں ہو سکا ہے لیکن اگر ہمیں ہم ٹاپ سیکشن کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چل جائے تو پھر ہم بلیک مون ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں بھی پہنچ جائیں گے''...... این ٹی نے کہا۔

''وہ تو جب ہو گا تب ہو گا یہ بتاؤ کہ کیا یہ ہیلی کاپٹر تم نے کمپنی کو واپس کرنا ہے یا نہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''میں نے کمپنی سے ہیلی کاپٹر ہائر کرنے کے لئے ایکریمین بنک کے گارنٹڈ چیک کے ذریعے فل پے منٹ کر دی ہے۔ اگر ہیلی کاپٹر ان کے پاس واپس پہنچ گیا تو وہ صرف اس کا کرایہ ہی وصول کریں گے بصورت دیگر وہ ہیلی کاپٹر کے بدلے چیک کیش کرا کر اپنے نقصان کا ازالہ کر سکتے ہیں''...... این ٹی نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ اب اس ہیلی کاپٹر کے واپس جانے کے امکانات بے حد کم ہیں۔ ظاہر ہے ساؤتھ کینال سے نکلتے ہوئے اسے واپس تو نہیں لے جایا جا سکتا۔ ہم اس ہیلی کاپٹر سے ڈائریکٹ کسی شہر میں بھی داخل نہیں ہو سکیں گے۔ اس لئے ہمیں ہیلی کاپٹر صحرا میں ہی کہیں چھوڑنا پڑے گا''...... عمران نے کہا۔

''کوئی پرواہ نہیں''...... این ٹی نے کہا۔ ہیلی کاپٹر کافی دیر تک صحرا پر پرواز کرتا رہا پھر انہیں دور سے ایک سفید پٹی سی چمکتی ہوئی دکھائی دی جو صحرا کے ایک حصے میں بل کھاتی ہوئی دور تک جا رہی تھی۔ پائلٹ نے ہیلی کاپٹر اس چمکیلی پٹی کی طرف موڑ لیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں ہیلی کاپٹر ایک بڑی نہر کے اوپر پرواز کر رہا تھا۔ عمران کے کہنے پر پائلٹ ہیلی کاپٹر خاصا نیچے لے آیا تھا اور وہ ہیلی کاپٹر نہر سے سو فٹ کی بلندی پر اُڑا رہا تھا اور جیسے جیسے نہر بل کھاتی ہوئی جا رہی تھی وہ ہیلی کاپٹر بھی اسی انداز میں لے جا رہا تھا۔

ہیلی کاپٹر دو گھنٹوں تک نہر پر اُڑتا رہا۔ دو گھنٹوں کے بعد انہیں دور سے ایک پہاڑی سلسلہ دکھائی دینا شروع ہو گیا۔

’’یہ کنفاری پہاڑی سلسلہ ہے۔ پہاڑیوں کی دوسری طرف کنفاری شہر آباد ہے‘‘...... این ٹی نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ ہیلی کاپٹر پہاڑیوں کی دوسری طرف جاتے ہی چھوڑ دینا۔ شہر میں ہم پیدل ہی جائیں گے‘‘...... عمران نے جواب دیا تو این ٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ہیلی کاپٹر پہاڑیاں کراس کرتا ہوا ایک میدانی علاقے میں آ گیا تو این ٹی اسے مختلف راستوں سے گزارتا ہوا ایک چھوٹے سے جنگل کی طرف لے آیا۔ اس جنگل کی طرف آتے آتے پو پھٹنا شروع ہو گئی تھی اور اندھیرے کی جگہ روشنی نے لینی شروع کر دی تھی۔

’’ہیلی کاپٹر اس جنگل میں کوئی بھی مناسب جگہ دیکھ کر اتار لو‘‘...... این ٹی نے پائلٹ کو ہدایات دیتے ہوئے کہا تو پائلٹ نے اثبات میں سر ہلا کر نیچے جنگل کی طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ ایک جگہ اسے جنگل میں کھلا حصہ دکھائی دیا۔ یہ حصہ چھوٹی چھوٹی جھاڑیوں سے بھرا ہوا تھا۔ پائلٹ نے ہیلی کاپٹر وہیں لینڈ کرنا شروع کر دیا۔

جیسے ہی ہیلی کاپٹر کے پیڈ زمین سے لگے وہ سب ہیلی کاپٹر کے دروازے کھول کر باہر آ گئے۔ پائلٹ چونکہ این ٹی کا ساتھی تھا اس لئے اس نے ہیلی کاپٹر کے تمام سسٹم آف کر دیئے تھے۔

’’شہر یہاں سے تقریباً آٹھ کلو میٹر کی دوری پر ہے۔ ہم اس جنگل کے راستے آسانی سے وہاں جا سکتے ہیں‘‘...... این ٹی نے

کہا۔

’’سات آٹھ کلو میٹر کا پیدل سفر کرنا تو مشکل نہیں ہو گا لیکن آگے چل کر اگر تم نے ہمیں دارالحکومت تک پیدل چلنے کا کہا تو پھر ہمارا حشر ہو جائے گا‘‘...... عمران نے کہا تو این ٹی مسکرا دیا۔

’’شہر میں داخل ہوتے ہی ہمیں ایئر پورٹ تک جانے کے لئے کوئی نہ کوئی سواری ضرور مل جائے گی۔ میرا ایک ساتھی کنفاری میں موجود ہے۔ میں اسے کال کر کے سب کے لئے دارالحکومت جانے کی سیٹیں کنفرم کرا لیتا ہوں تاکہ ہمیں یہاں زیادہ دیر تک نہ رکنا پڑے‘‘...... این ٹی نے کہا۔

’’ہاں۔ یہ زیادہ مناسب رہے گا۔ اس طرح وقت کی بچت ہو گی اور ہمیں زیادہ انتظار بھی نہیں کرنا پڑے گا‘‘...... صفدر نے کہا تو این ٹی نے جیب سے اپنا مخصوص سیل فون نکالا اور اس سے کنفاری میں موجود اپنے ایک ساتھی سے رابطہ کرنے لگا۔

’’ہو گیا کام۔ دو گھنٹوں بعد ایک فلائٹ کنفاری سے دارالحکومت جا رہی ہے۔ امید ہے کہ اس میں ہمیں آسانی سے جگہ مل جائے گی‘‘...... این ٹی نے کہا۔

’’تو پھر بھاگو۔ جنگل میں آٹھ کلو میٹر چلتے چلتے ہی ہمیں ایک گھنٹہ لگ جائے گا۔ آگے سواری ملنے میں بھی ہمیں نجانے کتنا وقت لگے اور پھر وہ سواری ہمیں کتنی دیر میں ایئر پورٹ تک پہنچائے گی اس کا بھی ہمیں کوئی اندازہ نہیں ہے۔ اس لئے ہم سب کو بھاگ کر

ہی یہ جنگل پار کرنا پڑے گا ورنہ ہم اپنی فلائٹ مس کر دیں گے''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا تو وہ سب مسکرا دیئے۔ وہ اسی طرح باتیں کرتے ہوئے جنگل میں بڑھتے جا رہے تھے۔ پینتالیس منٹوں کے بعد وہ سب جنگل سے نکل کر ایک کھلے علاقے میں آ گئے۔ این ٹی انہیں مختلف راستوں سے گزارتا ہوا مین روڈ پر لے آیا۔ مین روڈ سے انہیں ایک بس مل گئی۔ وہ سب اس بس میں سوار ہو کر کنفاری ایئر پورٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔

عمران کے کہنے پر ان سب نے اپنے بیگوں سے اسلحہ نکال کر جنگل میں ہی چھوڑ دیا تھا۔ ظاہر ہے وہ اسلحہ اس طرح بیگوں میں بھر کر طیارے میں سوار ہو کر دارالحکومت نہیں جا سکتے تھے۔

ایک گھنٹے کے بعد وہ ایک فوکر طیارے میں سوار دارالحکومت کی جانب اُڑے جا رہے تھے۔ طیارہ انہیں لے کر دارالحکومت کے ایئر پورٹ پر لینڈ ہوا تو وہ سب اطمینان سے ایئر پورٹ سے باہر آ گئے۔ این ٹی نے راستے میں ہی دارالحکومت میں موجود اپنے ساتھیوں سے رابطہ کر کے اپنے ایک ساتھی کو گاڑی سمیت وہاں بلا لیا تھا۔

این ٹی کے اس ساتھی کا نام کاشان تھا۔ کاشان ایک بند باڈی کی وین لایا تھا۔ وہ سب اس وین میں سوار ہوئے اور پھر وین انہیں لے کر شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔ این ٹی انہیں دارالحکومت کے شمال میں ایک نئی تعمیر شدہ کالونی میں لے آیا۔ جہاں اس نے

عمران اور اس کے ساتھیوں کی رہائش کے لئے ایک فرنشڈ کوٹھی ہائر کر رکھی تھی۔ رہائش گاہ میں تین ملازم پہلے سے ہی موجود تھے۔ جن میں ایک رہائش گاہ کا چوکیدار تھا۔ ایک مالی اور ایک خانساماں۔ این ٹی نے ان سب کے لئے خانساماں کو کچھ بنانے کا کہہ دیا تھا۔

رہائش گاہ میں آتے ہی جولیا اور اس کے ساتھی الگ الگ کمروں میں آرام کرنے کے لئے چلے گئے جبکہ عمران این ٹی کے ساتھ ڈرائنگ روم میں بیٹھ گیا تھا اور اس سے بلیک مون ایجنسی کے بارے میں باتیں کرنا شروع ہو گیا تھا۔

ابھی انہیں رہائش گاہ میں آئے ہوئے دو گھنٹے بھی نہیں ہوئے ہوں گے کہ اچانک کاشان دوڑتا ہوا ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر بوکھلاہٹ ناچ رہی تھی۔ عمران اور این ٹی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''کیا بات ہے۔ تم اس قدر گھبرائے ہوئے کیوں ہو''...... این ٹی نے اس کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہمیں جلد سے جلد یہاں سے نکلنا ہو گا باس ورنہ ہم سب مارے جائیں گے''...... کاشان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا تو این ٹی اور عمران بری طرح سے چونک پڑے۔

''کیا مطلب۔ ایسا کیا ہوا ہے کہ ہمیں یہاں سے فوراً نکلنا ہو گا''...... این ٹی نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

Downloaded from https://paksociety.com

”میں باہر سے آ رہا ہوں باس۔ باہر میں نے چند افراد کو دیکھا ہے۔ وہ دیکھنے میں مقامی افراد دکھائی دیتے ہیں لیکن ان میں سے ایک شخص ایسا ہے جسے میں بخوبی پہچانتا ہوں۔ اس کا نام وکرم ہے اور وہ بلیک مون ایجنسی کے ٹاپ سیکشن سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ اور اس کے چند ساتھی ہماری رہائش گاہ پر مسلسل نظر رکھے ہوئے ہیں۔ ان کا انداز ایسا ہے جیسے وہ باہر رک کر کسی کا انتظار کر رہے ہوں اور ان کے انتظار کا مطلب میں جانتا ہوں۔ وہ اپنی فورس کا انتظار کر رہے ہیں۔ لگتا ہے کہ انہیں ہم پر شک ہو گیا ہے اور وہ یہاں ہماری نگرانی کرنے کے لئے پہنچ گئے ہیں اور اب کسی بھی لمحے ٹاپ سیکشن کی فورس یہاں پہنچ سکتی ہے اور اگر ٹاپ سیکشن کی فورس یہاں پہنچ گئی تو وہ کیا کریں گے یہ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں“۔ کاشان نے کہا۔ اس کی بات سن کر این ٹی کے چہرے پر تشویش کے سائے لہرانا شروع ہو گئے۔

”ٹاپ سیکشن کے افراد ہماری رہائش گاہ کی نگرانی کر رہے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم تو بڑے محفوظ راستوں سے یہاں آئے تھے پھر انہیں کیسے علم ہو گیا کہ ہم یہاں موجود ہیں“...... این ٹی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”بلیک مون ایجنسی کا یہاں محض نام ہی نہیں ہے پیارے۔ وہ واقعی کام کرنا جانتے ہیں۔ مجھے کچھ کچھ اندازہ ہو رہا ہے کہ وہ یہاں کیسے پہنچے ہوں گے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیسے پہنچے ہوں گے وہ یہاں“...... این ٹی نے پوچھا۔

”بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے ہمیں یہاں سے فوراً اپنا بوریا بستر گول کر لینا چاہئے۔ کاشان ٹھیک کہہ رہا ہے اگر واقعی ٹاپ سیکشن کی فورس یہاں پہنچ گئی تو پھر وہ محض شک کو ہی بنیاد بنا کر اس رہائش گاہ کو میزائلوں سے اڑا دیں گے کہ اس رہائش گاہ میں پاکیشیائی ایجنٹ موجود ہیں۔ اس لئے ہمیں واقعی جلد سے جلد یہاں سے نکلنا ہو گا۔ یہ بتاؤ کہ کیا یہاں سے نکلنے کا کوئی خفیہ راستہ موجود ہے یا نہیں“...... عمران نے کہا۔

”آپ جب بھی آتے ہیں تو میں آپ کو ذہن میں رکھ کر آپ کے لئے اور آپ کے ساتھیوں کے لئے رہائش گاہیں حاصل کرتا ہوں اور اس بات کا خاص خیال رکھتا ہوں اور آپ کے لئے خاص رہائش گاہ ہی حاصل کرتا ہوں کیونکہ آپ کے پیچھے کافرستانی سیکرٹ سروس اور کافرستان کی جو ایجنسیاں لگتی ہیں وہ کسی نہ کسی طرح سے اس رہائش گاہ تک پہنچ ہی جاتی ہیں۔ ان سے بچنے کے لئے الگ اور خفیہ راستے ہی ہمارے کام آتے ہیں“...... این ٹی نے کہا۔

”خاصے عقلمند ہو گئے ہو“...... عمران نے مسکرا کر کہا تو جواب میں این ٹی بھی مسکرا دیا۔

”تم نے جو جو سمیٹنا ہے وہ سمیٹ لو۔ تب تک میں اپنے ساتھیوں کو بلا لاتا ہوں“...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو این ٹی

نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ابھی عمران اٹھا ہی تھا کہ اسی لمحے اچانک باہر ایک زور دار دھماکا ہوا۔ دھماکا اس قدر شدید تھا کہ زمین بری طرح سے ہل گئی تھی اور عمران بری طرح سے لڑکھڑا گیا۔ اسی لمحے تیز گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کمرے کی چھت ٹوٹ کر ٹھیک اس کے سر پر آ گری ہو۔

میجر ارجن کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ اپنے آفس میں بیٹھا غصے سے مٹھیاں بھینچ رہا تھا۔

ایسٹ ونگ بیس کیمپ میں جا کر اسے پتہ چلا تھا کہ اے آر کمپنی کا کوئی ہیلی کاپٹر وہاں سے نہیں گزرا تھا اور نہ ہی بیس کیمپ کے راڈار اور سیٹلائٹ سسٹم کو اس ہیلی کاپٹر کا کوئی کاشن ملا تھا۔ میجر ارجن وہاں بری طرح سے گرجا برسا تھا لیکن راڈار سیکشن والے بھلا کیا کر سکتے تھے جب انہیں وہاں کسی ہیلی کاپٹر کا کوئی کاشن ہی نہیں مل رہا تھا۔

میجر ارجن کے حکم پر صحرا میں کئی گن شپ ہیلی کاپٹر بھیجے گئے جو اے آر کمپنی کے ہیلی کاپٹر کو دن نکلنے تک تلاش کرتے رہے تھے لیکن وہ بھی ناکام واپس آ گئے تھے۔ جس کی وجہ سے میجر ارجن کا پارہ اور زیادہ چڑھ گیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اگر اے

آر کمپنی کا ہیلی کاپٹر واپس نہیں آیا ہے تو وہ صحرا میں کہاں جا سکتا ہے۔ وہ ہیلی کاپٹر صحرا کے کسی بھی حصے میں چلا جاتا۔ ایسٹ ونگ بیس کیمپ میں ایسا سیٹلائٹ سسٹم موجود تھا جس سے تباہ ہونے والے ہیلی کاپٹر یا طیارے کے ملبے کا پتہ لگایا جا سکتا تھا لیکن وہ ہیلی کاپٹر جس میں پاکیشائی ایجنٹ سوار تھے نجانے صحرا میں کہاں غائب ہو گیا تھا۔

میجر ارجن کے حکم پر ہیلی کاپٹروں کے اسکوارڈ نے ایک بار پھر صحرا کے کئی چکر لگائے لیکن انہیں اے آر کمپنی کا ہیلی کاپٹر کہیں نہیں ملا تھا تو میجر ارجن خاموش ہو گیا تھا۔ وہ کافی دیر تک ایسٹ ونگ بیس کیمپ میں رکا رہا پھر وہ اپنے ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر واپس اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا۔ اس نے ایسٹ ونگ بیس کیمپ کے انچارج میجر کاسپ سے کہہ دیا تھا کہ وہ صحرا میں مسلسل گن شپ ہیلی کاپٹروں سے سرچنگ کراتا رہے اور جہاں بھی اسے اے آر کمپنی کا ہیلی کاپٹر دکھائی دے وہ اسے ہٹ کر دے۔

اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ کر میجر ارجن نے اپنے ایجنٹوں کو اے آر کمپنی روانہ کر دیا تھا تا کہ وہ معلومات حاصل کر سکیں کہ اس کمپنی سے صحرا میں جانے والا ہیلی کاپٹر کس نے حاصل کیا تھا اور اس ہیلی کاپٹر کی ضمانت کس نے دی تھی۔

میجر ارجن کا دماغ بری طرح سے گھوما ہوا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ایسٹ ونگ بیس کیمپ کے راڈار اور سیٹلائٹ سسٹم

سے بھی اے آر کمپنی کے ہیلی کاپٹر کا رابطہ ختم ہو گیا تھا اور ایسٹ ونگ بیس کیمپ کے راڈار اور سیٹلائٹ سسٹم سے بھی اس ہیلی کاپٹر کا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا۔ وہ ہیلی کاپٹر اگر صحرا میں ہی کہیں موجود تھا تو کہاں تھا اور پاکیشائی ایجنٹ صحرا میں کیا کر رہے تھے۔ چونکہ اسے کسی بات کی کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی اس لئے اس کا پارہ چڑھا ہوا تھا اور وہ بے حد غصے میں دکھائی دے رہا تھا۔ ساری رات جاگتے رہنے کی وجہ سے بھی اس کا غصہ عروج پر تھا۔ اس وقت اگر اس کے سامنے کوئی پاکیشائی ایجنٹ آ جاتا تو وہ اسے اپنے ہاتھوں سے گولیاں مار دیتا۔

میجر ارجن اپنے آفس میں بیٹھا صحرا میں گم ہونے والے ہیلی کاپٹر کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اسی لمحے اس کے ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی جو اس کے سامنے میز پر پڑا ہوا تھا۔ سیٹی کی آواز سن کر میجر ارجن نے چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن آن کیا تو ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلنا بند ہو گئی اور اس میں سے ایک آواز سنائی دینے لگی۔ وہ آواز میجر کاسپ کی تھی جو ایسٹ ونگ بیس کیمپ کا انچارج تھا۔

''یس۔ میجر ارجن اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... میجر ارجن نے بٹن پریس کر کے پھاڑ کھانے والے انداز میں کہا۔

''سر۔ اے آر کمپنی کے ہیلی کاپٹر کا پتہ چل گیا ہے۔ اوور''۔

دوسری طرف سے میجر کاسپ نے بڑے جوشیلے لہجے میں کہا تو میجر ارجن بری طرح سے اچھل پڑا۔

''اوہ۔ کہاں ہے وہ۔ کیسے پتہ چلا ہے اس ہیلی کاپٹر کے بارے میں''...... میجر ارجن نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''آپ کے حکم سے گن شپ ہیلی کاپٹر پورے صحرا میں اس ہیلی کاپٹر کو سرچ کر رہے تھے۔ ایک ہیلی کاپٹر ساؤتھ کینال کی طرف چلا گیا تھا۔ اس طرف کنٹاری ہے۔ کنٹاری شہر سے پہلے ایک چھوٹا سا جنگل ہے جسے کنٹاری جنگل کہا جاتا ہے۔ وہ ہیلی کاپٹر اس جنگل میں ہی موجود ہے۔ اوور''...... میجر کاسپ نے کہا۔

''کنٹاری جنگل۔ وہ لوگ کنٹاری جنگل میں کیا لینے گئے ہیں۔ اوور''...... میجر ارجن نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''میں نہیں جانتا جناب۔ لیکن بہرحال اے آر کمپنی کا ہیلی کاپٹر وہیں موجود ہے۔ اوور''...... میجر کاسپ نے جواب دیا۔

''اور وہ ایجنٹ۔ کیا وہ بھی اسی جنگل میں ہیں۔ اوور''...... میجر ارجن نے پوچھا۔

''نہیں جناب۔ جب پائلٹ نے مجھے اس ہیلی کاپٹر کے بارے میں بتایا تو میں نے باقی ہیلی کاپٹروں کو بھی کنٹاری جنگل کی طرف بھیج دیا تھا۔ اے آر کمپنی کا ہیلی کاپٹر وہاں انہیں خالی ملا ہے۔ میرے حکم پر ان ہیلی کاپٹروں نے جنگل کو سرچ کیا تھا لیکن انہیں وہاں کوئی شخص نہیں ملا تھا۔ ہیلی کاپٹر سے چند ٹروپرز کو نیچے اتارا

گیا۔ انہیں وہاں اسلحے سے بھرے ہوئے پانچ تھیلے اور سات افراد کے قدموں کے نشانات ضرور ملے ہیں جو مین روڈ کی طرف گئے تھے۔ میرے آدمیوں نے مین روڈ پر جا کر ان سات افراد کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو انہیں پتہ چلا کہ کچھ لوگوں نے جنگل سے سات افراد کو نکلتے ہوئے دیکھا تھا جن میں ایک عورت بھی شامل تھی۔ وہ سب مین روڈ سے ایک بس میں سوار ہوئے تھے۔ میرے آدمیوں نے اس بس کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ وہ مین روڈ سے اس بس میں سوار ہوئے تھے جو ڈائریکٹ کنٹاری ایئر پورٹ کی طرف جاتی تھی۔ میں نے ان کی تلاش کے لئے اپنے ساتھیوں کو ایئر پورٹ کی طرف روانہ کیا اور جب ایئر پورٹ پر ان سات افراد کے بارے میں معلومات حاصل کی گئیں تو پتہ چلا کہ وہ سات افراد کنٹاری سے دارالحکومت کے لئے ایک فلائٹ سے روانہ ہوئے ہیں۔ میرے ساتھیوں کے پہنچنے سے پہلے چونکہ وہ فلائٹ ایئر پورٹ سے روانہ ہو گئی تھی اس لئے میرے ساتھی ان کے بارے میں مزید پتہ نہیں چلا سکے ہیں لیکن بہرحال یہ کنفرم ہے کہ وہ کنٹاری ایئر پورٹ سے دارالحکومت ہی گئے ہیں۔ اوور''...... میجر کاسپ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو میجر ارجن کی آنکھوں میں چمک سی آ گئی۔

''وہ کس فلائٹ سے گئے ہیں اور فلائٹ وہاں سے کب روانہ ہوئی تھی۔ اوور''...... میجر ارجن نے پوچھا تو دوسری طرف سے میجر

کاسپ نے اسے فلائٹ نمبر اور فلائٹ کی روانگی کا وقت بتا دیا۔

''گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو۔ تم نے اور تمہارے آدمیوں نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ میں جلد ہی چیف سے بات کر کے تمہارے پروموشن کا کہوں گا۔ گڈ شو۔ اوور''...... میجر ارجن نے کہا۔

''اوہ۔ تھینک یو سر۔ تھینک یو ویری مچ۔ آپ کی تعریف ہی میری سب سے بڑی پروموشن ہے۔ اگین تھینکس۔ اوور''...... میجر کاسپ کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

''اوکے۔ میں تم سے پھر بات کروں گا پہلے میں اس فلائٹ کے بارے میں معلومات حاصل کر لوں جس میں پاکیشیائی ایجنٹ دارالحکومت کے لئے روانہ ہوئے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ دیر ہو جائے اور وہ دارالحکومت پہنچ جائیں۔ اوور اینڈ آل''...... میجر ارجن نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے دوسری طرف سے میجر کاسپ کا جواب سنے بغیر اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

رابطہ ختم کرتے ہی اس نے ٹرانسمیٹر میز پر رکھا اور میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا اور فون کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس۔ کیپٹن بھوپندر سپیکنگ''...... رابطہ ملتے ہی ایک نوجوان کی آواز سنائی دی۔

''میجر ارجن سپیکنگ''...... میجر ارجن نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''اوہ۔ یس سر۔ حکم سر''...... میجر ارجن کی آواز پہچان کر دوسری طرف سے کیپٹن بھوپندر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بھوپندر۔ میں تمہیں کنٹاری سے آنے والی ایک فلائٹ کا نمبر بتا رہا ہوں تم نے اس فلائٹ کے بارے میں معلومات حاصل کرو کہ وہ دارالحکومت پہنچی ہے یا نہیں''...... میجر ارجن نے کہا اور اس نے بھوپندر کو کنٹاری سے روانہ ہونے والی فلائٹ کا نمبر بتا دیا۔

''یس باس۔ میں ابھی چند منٹوں کے بعد آپ کو بیک کال کرتا ہوں''...... کیپٹن بھوپندر نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جتنی جلد ممکن ہو سکے مجھے بتاؤ۔ میں تمہاری کال کا ہی انتظار کر رہا ہوں''...... میجر ارجن نے کہا۔

''یس باس۔ بس دو منٹ دے دیں مجھے''...... کیپٹن بھوپندر نے کہا تو میجر ارجن نے اوکے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ ٹھیک دو منٹ کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو میجر ارجن نے جھپٹ کر رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''یس۔ میجر ارجن ہیئر''...... میجر ارجن نے تیز لہجے میں کہا۔

''کیپٹن بھوپندر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے کیپٹن بھوپندر کی آواز سنائی دی۔

''یس کیا پتہ چلا ہے اس فلائٹ کے بارے میں''...... میجر ارجن نے بڑی بے تابی سے پوچھا۔

''فلائٹ پندرہ منٹ پہلے لینڈ ہو چکی ہے باس''...... کیپٹن

بھوپندر نے جواب دیا اور اس کا جواب سن کر میجر ارجن نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ہونہہ۔ اور اس فلائٹ کے پسنجر۔ کیا وہ سب ایئر پورٹ سے باہر نکل چکے ہیں''...... میجر ارجن نے غراتے ہوئے کہا۔

''لیس باس۔ یہ ان لینڈ فلائٹ تھی۔ اس فلائٹ سے آنے والوں کی چیکنگ نہیں کی جاتی''...... کیپٹن بھوپندر نے کہا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اب تک وہ ایئر پورٹ سے نکل چکے ہوں گے اور اب وہ نجانے کہاں سے کہاں پہنچ چکے ہوں گے''...... میجر ارجن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کون لوگ۔ آپ کن کی بات کر رہے ہیں باس''...... دوسری طرف سے کیپٹن بھوپندر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو میجر ارجن نے اسے ان پاکیشائی ایجنٹوں کے بارے میں بتانا شروع کر دیا جو حیرت انگیز طور پر انتہائی خفیہ انداز میں صحرائے تھار کے راستے کافرستان داخل ہوئے تھے اور پھر صحرائے تھار میں ویسٹ ونگ بیس کیمپ کے چھ ہیلی کاپٹر تباہ کر کے اور بے شمار افراد کو ہلاک کر کے ایک نجی کمپنی کے ہیلی کاپٹر میں وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

''اوہ۔ آپ مجھے ان افراد کے حلیئے بتا دیں۔ میں اپنے طور پر معلوم کرتا ہوں کہ وہ ایئر پورٹ سے نکل کر کیسے اور کہاں گئے ہیں''...... ساری بات سن کر کیپٹن بھوپندر نے کہا تو میجر ارجن اسے

ایسٹ ونگ بیس کیمپ کے انچارج میجر کاسپ کے ساتھیوں کے بتائے ہوئے حلیئے اسے بتانے لگا۔

''آپ مجھے دو گھنٹے دے دیں باس۔ میں دو گھنٹوں کے اندر اندر ان ساتوں افراد کے بارے میں ساری معلومات حاصل کر کے آپ کو بتا دوں گا۔ وہ دارالحکومت میں کہیں بھی ہوں گے میں ان کا آپ کو ایگزٹ پتہ ٹھکانہ بتا دوں گا''...... کیپٹن بھوپندر نے کہا۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ تم انسانوں کے سمندر میں سے ان سات افراد کو ٹریس کر لو گے''...... میجر ارجن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لیس باس۔ میرے لئے یہ کچھ مشکل نہیں ہے۔ وہ لوگ ایئر پورٹ سے کسی ٹیکسی یا کسی نجی گاڑی سے ہی گئے ہوں گے۔ ایئر پورٹ پر آنے والی تمام گاڑیوں میں ٹریکر سسٹم نصب ہوتے ہیں اور دارالحکومت کے ہر ایئر پورٹ پر ٹریکر سرچر لگے ہوئے ہیں۔ ایئر پورٹ پر جو بھی گاڑی آتی ہے اس کے ٹریکر سسٹم کا ڈیٹا سرچر کے ذریعے ریکارڈ کر لیا جاتا ہے۔ یہ سب سیکورٹی ریزن کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ پاکیشائی ایجنٹ ایئر پورٹ سے جس گاڑی میں بھی گئے ہوں گے اس کا پتہ چلتے ہی میں شہر بھر میں اس گاڑی کی تلاش شروع کر دوں گا اور وہ گاڑی جہاں بھی گئی ہو گی اس کا پتہ چل جائے گا''...... کیپٹن بھوپندر نے کہا۔

''گڈ شو۔ تو پھر ابھی سے اپنا کام کرنا شروع کر دو۔ مجھے جلد

سے جلد مثبت رزلٹ چاہئے''...... میجر ارجن نے کہا۔

''یس باس۔ آپ فکر نہ کریں۔ میری نگاہیں چیتے سے بھی تیز ہیں۔ چیتے شاید اپنا شکار کھو دیتے ہوں لیکن میں جس شکار کے پیچھے ایک بار لگ جاؤں جب تک اسے دبوچ کر اس کے ٹکڑے نہ اُڑا دوں اس وقت تک میں چین نہیں لیتا۔ میں جلد ہی ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو تلاش کر لوں گا اور بہت جلد آپ کو خوشخبری دوں گا''۔ کیپٹن بھوپندر نے کہا۔

''گڈ۔ مجھے اب تمہاری اس خوشخبری کا ہی انتظار رہے گا۔ تم مجھے ایک بار ان پاکیشیائی ایجنٹوں تک پہنچا دو تو پھر میں تمہیں اپنی جیب سے انعام دوں گا۔ وہ انعام اتنا بڑا ہو گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے''...... میجر ارجن نے کہا۔

''اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ میرے لئے انعام تیار رکھیں میں اگلے چند گھنٹوں میں ساتوں پاکیشیائیوں کو لا کر آپ کے قدموں میں ڈال دوں گا''...... کیپٹن بھوپندر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''او کے''...... میجر ارجن نے کہا۔

''باس مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ آپ کو پاکیشیائی ایجنٹ زندہ چاہئیں یا میں ان کی لاشیں بھی لا کر آپ کے قدموں میں ڈال سکتا ہوں''...... کیپٹن بھوپندر نے پوچھا۔

''یہ میں تمہاری صوابدید پر چھوڑتا ہوں اگر وہ زندہ ہاتھ آ جائیں تو بہتر ہے ورنہ ان کی لاشیں ہی سہی۔ میں ان ساتوں افراد کو زندہ یا مردہ، ہر حال میں گرفتار کرنا چاہتا ہوں''...... میجر ارجن نے کہا۔

''یس باس۔ جیسا آپ نے کہا ہے اب ویسا ہی ہو گا۔ میں آپ کے پاس ان سب کی لاشیں یا انہیں بے ہوشی کی حالت میں لے آؤں گا''...... کیپٹن بھوپندر نے کہا تو میجر ارجن نے او کے کہہ کر اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر اس نے اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اسے یقین تھا کہ کیپٹن بھوپندر جو کہتا ہے وہ اسے سچ کر دکھانا بھی جانتا ہے۔ کیپٹن بھوپندر ٹاپ سیکشن کا نمبر ٹو تھا جو واقعی ہر فن مولا اور انتہائی تیز رفتار ایجنٹ تھا اور اس میں یہ خوبی بدرجہ اتم موجود تھی کہ وہ دشمنوں کو زمین کی گہرائیوں سے بھی ڈھونڈ نکالتا تھا۔

وہ انتہائی تیز اور ناگوار بدبو کا بھبکا تھا جس نے ایک لمحے میں عمران جیسے انسان کا دماغ بھی ماؤف کر دیا تھا اور عمران کو اپنے دماغ میں زور دار دھماکے محسوس ہونے شروع ہو گئے تھے۔ باہر ہونے والے تیز دھماکوں اور گڑگڑاہٹ کی آوازوں کی وجہ سے عمران کو ایسا لگ رہا تھا جیسے سچ مچ کمرے کی چھت اس پر آ گری ہو۔

عمران نے اپنے دماغ میں ہونے والے دھماکوں اور اندھیرے کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا اور وہ لہراتا ہوا وہیں گر گیا تھا۔ پھر جس طرح دور کہیں اندھیرے میں جگنو سا چمکتا ہے۔ عمران کے دماغ کے سیاہ پردے پر بھی روشنی کا ایک نقطہ چمکا اور بتدریج پھیلتا چلا گیا۔

عمران نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھولنے

کے باوجود اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے عمران کا دماغ تو روشن ہو گیا ہو لیکن اس کی آنکھوں کی روشنی بحال نہ ہوئی ہو۔ عمران نے دو تین بار آنکھیں بند کر کے کھولیں لیکن اندھیرا دور نہ ہوا۔ عمران نے اپنے ہاتھوں سے دونوں آنکھیں مسلیں لیکن اس سے بھی اس کی آنکھوں کی روشنی پر کوئی فرق نہ پڑا۔ عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی سیلن زدہ فرش پر پڑا ہوا ہو۔ عمران کے دماغ میں سابقہ منظر کسی فلم کی طرح چل رہا تھا۔ اسے یاد آ رہا تھا کہ این ٹی کے ساتھی نے انہیں رہائش گاہ سے باہر بلیک مون ایجنسی کی فورس کے آنے کی اطلاع دی تھی۔ عمران اپنے ساتھیوں کو رہائش گاہ کے خفیہ راستے سے لے کر نکل جانا چاہتا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ کمرے سے نکل کر اپنے ساتھیوں کو خطرے سے آگاہ کرتا رہائش گاہ کے باہر دھماکے سے ہوئے تھے اور ہر طرف تیز اور انتہائی ناگوار بو پھیل گئی تھی جس سے عمران کا دماغ ماؤف ہو گیا تھا اور اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا آ گیا تھا۔ اس کے بعد اب اسے ہوش آیا تھا۔ اب عمران کسی اندھیری جگہ پر موجود تھا یا پھر سچ مچ اس کی آنکھوں کی روشنی ختم ہو چکی تھی اس کا عمران کو کچھ اندازہ نہیں ہو رہا تھا۔

عمران کے دماغ میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر رہائش گاہ پر بلیک مون ایجنسی کی فورس نے حملہ کیا تھا تو پھر وہ اب تک زندہ کیسے تھا۔ بلیک مون ایجنسی کی فورس جو جلادوں

سے کم نہیں تھے وہ جب تک اپنے دشمنوں کو موت کے گھاٹ نہیں اتار دیتے تھے اس وقت تک چین نہیں لیتے تھے۔ اب جبکہ وہ ان تک پہنچ ہی گئے تھے اور انہوں نے رہائش گاہ پر حملہ بھی کر دیا تھا تو پھر انہوں نے عمران کو اس طرح زندہ کیسے چھوڑ دیا تھا۔ عمران جس سیلن زدہ جگہ پر پڑا تھا یہ فرش کم از کم اس رہائش گاہ کا نہیں تھا جہاں وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ موجود تھا۔

اگر بلیک مون ایجنسی کی فورس اسے وہاں سے اٹھا کر لائی تھی تو یہ کون سی جگہ تھی اور اسے یہاں بغیر باندھے کیوں ڈال دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ عمران اپنے ساتھیوں کے بارے میں بھی سوچ رہا تھا کہ ان کا کیا ہوا تھا۔ ان میں این ٹی اور کاشان بھی شامل تھے۔

عمران جہاں موجود تھا وہاں ایک تو تاریکی تھی اور دوسرا وہاں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے اپنے ساتھیوں کا پتہ لگانے کے لئے ادھر ادھر ہاتھ مارنے شروع کر دیئے۔ اسی لمحے اس کا ہاتھ ایک انسانی جسم سے ٹکرایا۔ عمران نے اسے ٹٹولا تو یہ محسوس کر کے اس کے چہرے پر اطمینان آ گیا کہ وہ صفدر تھا۔ صفدر کی سانسیں چل رہی تھی البتہ وہ ابھی تک بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

صفدر کی موجودگی سے عمران کو یقین ہو گیا تھا کہ اس کے باقی ساتھی بھی وہیں موجود ہیں۔ عمران نے اپنے لباس کی جیبوں میں ہاتھ ڈالا لیکن اس کی جیبیں خالی تھیں جس کا مطلب تھا کہ اس کی

تلاشی لے کر اس کی جیبوں سے سب کچھ نکال لیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ عمران کی کلائی سے اس کی ریسٹ واچ بھی غائب تھی اور اس کے پیروں میں جوتے بھی نہیں تھے البتہ عمران کے جسم پر وہی لباس تھا جو وہ پہن کر آیا تھا۔ عمران نے کچھ دیر سوچنے کے بعد اپنے دائیں بازو کا ایک آستین الٹا اور اسے ٹٹول کر اس کا ایک حصہ ناخنوں سے کاٹنے لگا۔ چند لمحوں تک وہ یہی کرتا رہا جیسے ہی اس کی آستین کا ایک حصہ کٹا عمران نے اس میں دو انگلیاں ڈال کر ایک چھوٹی سی پتی سی باہر نکال لی۔ یہ پتی انسانی انگلی کے ناخن کے برابر تھی۔ عمران نے پتی کے سروں کو موڑا اور پھر اسے انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی میں پکڑ کر پریس کرنے لگا۔ وہ جیسے جیسے پتی پریس کرتا جا رہا تھا اس کی انگلیوں کے درمیان میں روشنی سی بھرتی جا رہی تھی۔ اس روشنی میں اس کی انگلیوں میں موجود خون کی سرخی دکھائی دے رہی تھی۔ عمران پتی اسی طرح سے پریس کرتا رہا۔ پتی سے نکلنے والی روشنی اب کافی تیز ہو گئی تھی جو اس کی انگلیوں کی سائیڈوں سے نکل کر باہر آنے لگی تھی۔ جیسے ہی پتی کی روشنی مزید تیز ہوئی عمران نے اسے سامنے کی جانب اچھال دیا۔ پتی سامنے کسی دیوار سے ٹکرا کر گری اور پھر اچانک اس پتی سے اس قدر تیز روشنی پھوٹنا شروع ہو گئی جیسے وہاں سو سو واٹ کے کئی بلب روشن ہو گئے ہوں۔

تیز روشنی کی وجہ سے ایک لمحے کے لئے عمران کی آنکھیں

چندھیا گئیں اس نے آنکھیں بند کیں اور پھر وہ آہستہ آہستہ پلکیں
جھپکانا شروع ہو گیا تاکہ اندھیرے کی عادی آنکھیں اس روشنی کو
برداشت کر سکیں۔ کچھ دیر کے بعد جب عمران کی آنکھیں اس تیز
روشنی میں دیکھنے کے قابل ہوئیں تو وہ خود کو ایک بند کمرے میں پا
کر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ یہ کمرہ چاروں طرف سے بند
تھا۔ وہاں نہ کوئی دروازہ دکھائی دے رہا تھا اور نہ کوئی کھڑکی۔
کمرے کی چھت تقریباً پندرہ فٹ بلند تھی۔ چھت کے پاس کوئی
روشن دان بھی موجود نہیں تھا۔

عمران نے ادھر ادھر دیکھا تو اس کے سارے ساتھی جن میں
این ٹی اور کاشان بھی شامل تھے اس کے ارد گرد مڑے تڑے پڑے
ہوئے تھے جیسے کسی نے انہیں بے ہوشی کی حالت میں لا کر وہاں پھینک
دیا ہو۔ وہ سب وہاں موجود تھے عمران کے لئے یہی کافی تھا۔ عمران
نے ان سب کی نبضیں چیک کیں۔ وہ سب بے ہوش تھے۔ عمران
نے صفدر کی طرف واپس آ کر اس کے ناک اور منہ پر ہاتھ رکھا
اور اس کا سانس روک دیا۔ کچھ ہی دیر میں صفدر کا سینہ بری طرح
سے پھولنا شروع ہو گیا اور اس کا جسم سانس نہ لینے کی وجہ سے بری
طرح سے جھٹکے کھانے لگا۔ عمران نے اس وقت تک اس کا سانس
روکے رکھا جب تک صفدر نے آنکھیں نہ کھول دیں۔ جیسے ہی صفدر
کی ایک جھٹکے سے آنکھیں کھلیں عمران نے اس کے ناک اور منہ
سے ہاتھ ہٹا لیا۔ صفدر کی ناک اور منہ سے ہاتھ ہٹتے ہی اس کے

منہ سے ایسی آواز نکلی جیسے سٹیم انجن چلتا ہے۔ صفدر کو ہوش آ گیا تھا
وہ چند لمحے لاشعوری کی سی کیفیت میں ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر جیسے
ہی اس کا شعور جاگا اور اس نے عمران اور اپنے ساتھیوں کو دیکھا تو
وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا۔

”یہ سب کیا ہے عمران صاحب۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ کون لایا
ہے ہمیں یہاں“...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی
حیرت بجا تھی۔ وہ اور باقی سب کمروں میں سوئے ہوئے تھے۔
انہیں رہائش گاہ میں ہونے والے حملے کا علم ہی نہیں ہوا تھا وہ اسی
حالت میں بے ہوش ہو گئے تھے۔

”ہمیں یہاں لانے کا کام ظاہر ہے فرشتے تو نہیں کر سکتے۔ یہ
انہی کا کام ہے جنہوں نے رہائش گاہ پر حملہ کیا تھا“...... عمران نے
ایک طویل سانس لے کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”رہائش گاہ پر حملہ۔ اوہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کس نے
کیا تھا رہائش گاہ پر حملہ اور ہمیں اس حملے کا پتہ کیوں نہیں چلا“۔
صفدر نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

”تم سب خوابِ خرگوش کے مزے لوٹ رہے تھے۔ ہماری
رہائش گاہ پر بلیک مون ایجنسی کی فورس پہنچ گئی تھی۔ اس سے پہلے
کہ میں تم سب کو آگاہ کرتا اور وہاں سے نکال لے جاتا انہوں نے
رہائش گاہ پر کیمولک گیس فائر کر دی جو ڈائریکٹ دماغ پر اثر کرتی
ہے اور اس گیس کی وجہ سے میں وہیں بے ہوش ہو گیا تھا۔ تم سب

سوئے ہوئے تھے اس لئے اس گیس کی وجہ سے اسی حالت میں تم سب بھی بے ہوش ہو گئے تھے''...... عمران نے جواب دیا۔

''لیکن بلیک مون ایجنسی کی فورس ہماری رہائش گاہ تک پہنچ کیسے گئی۔ این ٹی ہمیں وہاں کلیئر اور محفوظ راستوں سے لے گیا تھا پھر ہمارے بارے میں بلیک مون ایجنسی کو کیسے علم ہوا ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''پہلے نمبر پر انہیں ہمارا جنگل میں چھوڑا ہوا ہیلی کاپٹر مل گیا ہو گا اور جب ہم جنگل سے نکلے تھے تو وہاں بہت سے افراد نے ہمیں دیکھا تھا۔ جس سے انہیں ہماری تعداد اور حلیوں کا علم ہو گیا ہو گا۔ ہم انہی حلیوں میں ایئر پورٹ پہنچے تھے وہاں سے ہمارے بارے میں معلومات حاصل کرنا ان کے لئے بھلا کیا مشکل ہو سکتا تھا اور انہیں اس بات کا بھی ایئر پورٹ سے ہی علم ہو گیا ہو گا کہ ہم بذریعہ طیارہ کنتاری سے کہاں گئے ہیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو کیا وہ رہائش گاہ تک ہمارے پیچھے آئے تھے''...... صفدر نے پوچھا۔

''نہیں۔ این ٹی سے ایئر پورٹ پر ایک غلطی ہوئی تھی۔ اس نے ایئر پورٹ پر اپنے ایک ساتھی کو گاڑی لانے کا کہا تھا جو ایک بند باڈی والی وین لے آیا تھا۔ دارالحکومت کے ایئر پورٹ پر ان دنوں ایک جدید سسٹم نصب کیا گیا ہے جسے ٹریکر چیکر سسٹم کہا جاتا ہے۔

ایئر پورٹ کی پارکنگ تک وہی گاڑیاں لائی جا سکتی ہیں جن میں ٹریکنگ سسٹم موجود ہوتا ہے۔ بند باڈی کی اس وین میں بھی ٹریکنگ سسٹم موجود تھا جس کا ڈیٹا ایئر پورٹ کے ٹریکنگ سسٹم میں پہنچ گیا تھا۔ ہم اسی وین کے ذریعے اس رہائش گاہ تک پہنچے تھے۔ بعد میں بلیک مون ایجنسی کے لئے یہ پتہ چلانا مشکل کیسے ہو سکتا ہے کہ وین کن راستوں سے گزرتی ہوئی کہاں گئی ہے''...... عمران نے کہا تو صفدر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ لیکن اب ہم ہیں کہاں۔ یہ تو ایک سیل زدہ کمرہ معلوم ہوتا ہے۔ ہمیں یہاں لا کر کیوں رکھا گیا ہے''۔ صفدر نے پوچھا۔

''تمہارے اس سوال کا جواب تو ہمیں یہاں لانے والے ہی دے سکتے ہیں''...... عمران نے کاندھے اچکا کر کہا۔

''کیا آپ کو یقین ہے کہ ہمیں یہاں بلیک مون ایجنسی کی ہی فورس لائی ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''ہاں۔ این ٹی کے ساتھی کاشان نے اس فورس کے ایک شخص کو باہر دیکھا تھا۔ یہ اسی کے بارے میں ہمیں اندر بتانے کے لئے آیا تھا لیکن اس سے پہلے کہ ہم کچھ کرتے بلیک مون ایجنسی کی فورس نے رہائش گاہ میں کیمولک گیس فائر کر دی تھی''...... عمران نے جواب دیا۔

''اور وہ ہمیں اسی حالت میں اٹھا کر یہاں لے آئے تھے''۔

صفدر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"جس طرح آپ مجھے ہوش میں لائے ہیں۔ کیا انہیں بھی ایسے ہی ہوش میں لایا جائے گا یا انہیں خود ہی ہوش آ جائے گا"...... صفدر نے پوچھا۔

"نہیں۔ کیمولک گیس کا اثر دیرپا ہوتا ہے۔ نجانے انہیں اپنے آپ ہوش میں آنے میں کتنا وقت لگے۔ ہم دونوں کو ہی انہیں ہوش میں لانا پڑے گا ورنہ یہ اسی طرح پڑے رہیں گے"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں اپنے ساتھیوں کو ہوش میں لانے میں مصروف ہو گئے۔ باری باری ان سب کو ہوش آ گیا تھا۔ وہ سب بھی بدلے ہوئے ماحول کو دیکھ کر صفدر کی طرح حیران ہو رہے تھے۔ عمران نے ان کی حیرانی دور کرنے کے لئے انہیں بھی وہ سب کچھ بتا دیا جو اس نے صفدر کو بتایا تھا۔

"لیکن ہمیں اس طرح اس بند کمرے میں کیوں قید کیا گیا ہے۔ بلیک مون ایجنسی کے بارے میں تو مشہور ہے کہ وہ اپنے دشمنوں کو فوراً ہلاک کر دیتی ہے اور ہم جیسے دشمنوں کو تو وہ زندہ رکھنے کا رسک لے ہی نہیں سکتے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم یہاں سے نکل کر سیدھے بلیک مون ایجنسی میں جائیں گے اور جاتے ہی بلیک مون ایجنسی کے چیف کرنل سنگرام کا گلا

دبوچ لیں گے اور اس سے پوچھیں گے کہ اس نے ہمیں زندہ رکھنے کی حماقت کیوں کی تھی"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"اس میں منہ بنانے والی کیا بات ہے۔ کیا تمہیں حیرانی نہیں ہو رہی ہے کہ ہم زندہ بھی ہیں اور بندھے ہوئے بھی نہیں ہے۔ ہمیں ایک ساتھ بھی رکھا گیا ہے اور ہم بند کمرہ ہونے کے باوجود یہاں آسانی سے سانس لے رہے ہیں مطلب یہ کہ اس بند کمرے میں ہمارے لئے آکسیجن کی بھی کوئی کمی نہیں ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں یہ واقعی سوچنے کی بات ہے۔ اگر ہمیں اسی طرح بند کمرے میں ہلاک کرنا تھا تو انہیں چاہئے تھا کہ وہ یہاں اس طرح ہمیں آکسیجن مہیا نہ کرتے۔ بے ہوشی کی ہی حالت میں یہاں ہمارا دم گھٹ جاتا اور ہم آسانی سے ملک عدم سدھار جاتے لیکن شاید وہ ہمیں ابھی زندہ رکھنا چاہتے ہیں۔ اسی لئے انہوں نے ہمیں اس بند جگہ رکھنے کے باوجود آکسیجن کی سپلائی دے رکھی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر وہ ہمارے لئے یہاں کچھ کھانے پینے کا بھی سامان رکھ دیتے تو ہم کچھ دن اور زندہ رہ جاتے"...... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

"ویسے حیرت کی بات ہے۔ ہمیں اس طرح انہیں یہاں رکھنے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی جواب دیتا اچانک انہیں سرر سرر کی آوازیں سنائی

دیں۔ یہ آوازیں انہیں اوپر سے آتی ہوئی معلوم ہوئی تھیں۔ ان سب نے ایک ساتھ سر اٹھائے اور چھت کی جانب دیکھنے لگے۔ چھت پر انہیں دو بڑے بڑے چوکھٹے سے کھلتے ہوئے دکھائی دیئے۔ چوکھٹے زیادہ بڑے نہیں تھے۔ ان چوکھٹوں سے اچانک سرخ سرخ سی روشنی اندر آنا شروع ہو گئی تھی۔ سرخ روشنی ابھی چھت تک ہی محدود تھی۔ اس روشنی سے چھت کے اردگرد کا حصہ سرخ ہو گیا تھا۔

''یہ کیا ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''سرخ روشنی''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔ اسی لمحے اچانک بند کمرے میں انہیں ایسی آواز سنائی دی جیسے دیواروں میں چھپا ہوا کوئی اسپیکر آن ہوا ہو۔

''تم سب ہوش میں ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تمہیں تو کیمونک گیس سے بے ہوش کیا گیا تھا جس کا اثر طویل وقت تک رہتا ہے پھر تمہیں اتنی جلدی ہوش کیسے آ سکتا ہے''...... اچانک کمرے میں ایک حیرت زدہ آواز سنائی دی۔

''ہم ذرا ڈھیٹ قسم کے انسان ہیں۔ بے ہوش رہنا ہماری صحت کے لئے اچھا نہیں ہوتا اس لئے ہمیں جیسے تیسے ہوش آ ہی جاتا ہے مسٹر گمنام داس''...... عمران نے کہا۔

''مسٹر گمنام داس۔ یہ کون ہے۔ تم کس سے بات کر رہے ہو''...... آواز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم سے کہہ رہا ہوں۔ نہ تم کہیں دکھائی دے رہے ہو اور نہ ہی ہمیں تمہارے بارے میں یہ علم ہے کہ تم کون ہو اس لئے میں نے تمہارا نام گمنام داس رکھ دیا ہے۔ کیوں پسند آیا نام''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شٹ اپ۔ میں تم سے فضول باتیں کرنے کے لئے نہیں آیا ہوں یہاں''...... کرخت لہجے میں کہا گیا۔

''تو میں نے کب کہا ہے کہ آپ یہاں فضول بکواس کرنے کے لئے آئے ہیں''...... عمران نے اسی انداز میں کہا اور اسپیکر سے تیز غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

''عمران تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں''...... آواز نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''بتایا تو ہے گمنام داس صاحب۔ اس کے علاوہ تمہارا کوئی اور نام ہے تو وہ تم خود بتا دو۔ میں نے اگر تمہیں کرنل سنگرام کہا تو تم شاید برا مان جاؤ''...... عمران نے کہا تو وہ سب چونک کر عمران کی جانب دیکھنے لگے۔ عمران کے کہنے کا مطلب صاف تھا کہ ان سے بات کرنے والا بلیک مون ایجنسی کا چیف کرنل سنگرام ہے۔

''ہونہہ۔ تم ضرورت سے زیادہ تیز ہو عمران۔ میرا خیال تھا کہ تم مجھے نہیں پہچان سکو گے''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

''بس کیا کروں۔ عادت سے مجبور ہوں۔ گدھوں کو ہانکنا چھوڑ دیا ہے لیکن میں ان گدھوں کو کیسے بھول سکتا ہوں جنہیں میں گھاس

چرانے کے لئے جنگلوں میں لے جایا کرتا تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اسپیکر سے ایک بار پھر غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

''تم مجھے گدھا کہہ رہے ہو''...... کرنل سنگرام نے غرا کر کہا۔

''توبہ توبہ۔ میں تمہیں گدھا کیوں کہوں گا۔ گدھا تو انتہائی شریف النفس ہوتا ہے اور تم تو شریف النفس کا شاید مطلب بھی نہیں جانتے ہو''...... عمران نے بات کو پلٹتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ رسی جل گئی مگر بل نہیں گیا۔ تم میری قید میں اور موت کے منہ میں ہو اور پھر بھی شیخیاں بگھار رہے ہو۔ بہت جلد تمہاری یہ شیخیاں تمہاری موت کے ساتھ ختم ہو جائیں گی''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

''اطلاع دینے کا بہت بہت شکریہ''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''تم اور تمہارے ساتھی شاید اس بات پر حیران ہو رہے ہوں گے کہ میں نے تم سب کو ابھی تک زندہ کیوں رکھا ہوا ہے اور یہ کیسا کمرہ ہے جس کا نہ کوئی دروازہ ہے، نہ کوئی کھڑکی اور نہ ہی کوئی روشن دان''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

''میں تو نہیں حیران ہو رہا۔ یہ حیران ہو رہے ہوں تو الگ بات ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں نے تمہارے پیچھے بلیک موون ایجنسی کی سب سے ہارڈ

اور پاورفل فورس لگائی تھی جس کا تعلق ٹاپ سیکشن سے ہے۔ ٹاپ سیکشن نے جس طرح سے تمہارا سراغ لگایا تھا اور تمہیں کیمولک گیس سے بے ہوش کیا تھا۔ میں چاہتا تو تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو وہیں بے ہوشی کی حالت میں ہی ہلاک کروا سکتا تھا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا تھا۔ جانتے ہو کیوں''...... کرنل سنگرام نے اسی انداز میں کہا۔

''تمہاری شاید شادی ہونے والی ہے اور تم ہمیں اپنا دعوت ولیمہ کھلانا چاہتے تھے۔ اس لئے تم نے ہمیں بے ہوشی کی حالت میں ہلاک نہیں کروایا تھا۔ کیوں ٹھیک ہے نا''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا تو اس کے ساتھیوں کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹیں آ گئیں۔

''میں تمہاری ان احمقانہ باتوں پر ہنسنے والا نہیں ہوں''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

تو مت ہنسو۔ میں نے کونسی تمہیں گدگدیاں کرنی شروع کر دی ہیں''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''میں جانتا ہوں کہ تم اور تمہارے ساتھی خود کو مافوق الفطرت سمجھتے ہیں اور تم سب مرنے کے بعد بھی حیرت انگیز طور پر زندہ ہونے کا فن جانتے ہو۔ تم سب کو کئی بار یقینی موت سے دوچار کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ تم سب کی لاشوں کے میک اپ صاف کر کے ٹکڑے بھی کر دیئے گئے تھے لیکن بعد میں پتہ چلتا ہے کہ وہ

لاشیں تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی نہیں بلکہ کسی اور کی تھیں جنہیں تم ڈبل میک اپ کرا دیتے تھے۔ تم اور تمہارے ساتھی گولیوں کا بھی شکار ہوئے تھے۔ بموں اور میزائلوں سے بھی تم سب کو ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن اس کے باوجود تم سب ہر بار موت کو غچہ دے کر نکل جاتے تھے۔ ہر بار تم سب زندہ بچ جاتے تھے اور جیسے ہی تمہیں موقع ملتا ہے تم اپنے دشمنوں پر موت کا طوفان بن کر ٹوٹ پڑتے تھے اور اپنا مشن مکمل کرنے میں کامیاب ہو جاتے تھے۔ مجھے معلوم تھا کہ تمہیں کسی نہ کسی طرح سے اس بات کا علم ہو ہی جائے گا کہ پراجیکٹ ون ٹو تھری کی فائل میرے ایجنسی نے حاصل کی ہے اور تم اس فائل کے حصول کے لئے کافرستان ضرور آؤ گے۔ تم اس فائل کو حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے بلیک مون ایجنسی کا ہی سراغ لگانے کی کوشش کرو گے اور اس کوشش میں تم کافرستان میں داخل ہو کر نجانے کون کون سے طوفان برپا کرتے اس لئے میں نے تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے آگے بڑھنے کے تمام راستے بلاک کر دیئے تھے اور ٹاپ سیکشن کو فعال کر دیا تھا جو آناً فاناً تمہیں ڈھونڈ سکتا تھا اور اس سیکشن نے ایسا ہی کیا۔ ٹاپ سیکشن کا انچارج میجر ارجن ہے جو تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو موقع پر ہی ہلاک کر دینا چاہتا تھا۔ اس نے تم سب کو رہائش گاہ میں ایک جگہ اکٹھا کر کے بے ہوشی کی حالت میں ہی ایک جگہ لٹا دیا تھا۔ اس نے تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے

سروں پر فائرنگ اسکوارڈ بھی کھڑا کر دیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ تم پر فائرنگ کراتا۔ اسی وقت میں نے اس سے رپورٹ حاصل کرنے کے لئے اس سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کر لیا۔ اس نے مجھے اپنی اور تمہاری پوزیشن بتائی تو میں نے اسے تم سب کو ہلاک کرنے سے روک دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ تم سب کو لے جا کر ہارڈ روم میں ڈال دے۔ تم سب کو میں اپنے ہاتھوں سے اور انتہائی اذیتناک موت سے دوچار کرنا چاہتا تھا۔ اس نے میرے حکم پر عمل کرتے ہوئے تم سب کو یہاں لا کر ڈال دیا۔ یہ ایسا ہارڈ روم ہے جس پر ایٹم بم بھی برسا دیئے جائیں تو اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ مطلب یہ کہ تم اس ہارڈ روم سے کسی بھی طرح نہیں نکل سکتے۔ اسی طرح اس روم میں اگر کیمیائی مواد پھیلا دیا جائے تو اس کے اثرات صرف اسی روم تک رہیں گے۔ جس سے تم اور تمہارے ساتھی ہی متاثر ہوں گے لیکن اس ہارڈ روم کو کوئی فرق نہیں پڑے گا''...... کرنل سنگرام نے کہا اور اس کی بات سن کر عمران کے چہرے پر حقیقتاً تشویش کے سائے لہرانے لگے۔

''تم کہنا کیا چاہتے ہو''...... عمران نے اس بار سنجیدگی سے اور انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''تم سب کی اذیتناک اور یقینی موت''...... کرنل سنگرام کی سفاکانہ آواز سنائی دی۔

''وہ کیسے۔ ہمیں اذیتناک موت دینے کے لئے تم کیا کرنا

چاہتے ہو''...... عمران نے اسی انداز میں پوچھا۔

''تم سب ہارڈ روم میں ہو اور تمہارے سروں پر سرخ روشنی موجود ہے۔ اسے دیکھ کر بھی تم نہیں سمجھے کہ میں تمہارے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہوں''...... کرنل سنگرام نے سفاکی سے ہنس کر کہا۔

''مجھے کچھ کچھ سمجھ آ رہا ہے لیکن میں یہ سب تمہارے منہ سے سننا چاہتا ہوں''...... عمران نے اس بار غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھ سے سننا چاہتے ہو تو سنو۔ یہ ریڈ لائٹ کرومناٹ کی ہے اور کرومناٹ کیا ہے یہ شاید مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے''...... کرنل سنگرام نے کہا اور کرومناٹ کا سن کر عمران بری طرح سے لرز اٹھا۔ اس کے ساتھیوں، این ٹی اور کاشان کے چہروں پر بھی خوف کے سائے لہرا اٹھے تھے جیسے وہ بھی کرومناٹ کے بارے میں جانتے ہوں۔

''تم ہم پر یہاں کیمیائی لائٹ پھینکنا چاہتے ہو''...... عمران نے پہلے سے زیادہ خوفناک اور غراہٹ بھرے لہجے میں پوچھا۔

''ہاں۔ یہ کرومناٹ لائٹ ابھی چند لمحوں میں پورے کمرے میں پھیل جائے گی۔ اس سے بچنے کے لئے تمہیں یہاں کوئی جائے پناہ نہیں ملے گی۔ چند ہی لمحوں میں اس لائٹ میں کیمیائی اثرات پیدا ہوں گے اور پھر۔ ہاہا ہاہا۔ اور پھر تمہارے ناک، منہ اور کانوں کے ساتھ ساتھ تمہارے جسم کے تمام مساموں سے خون پھوٹ نکلے گا۔ تم سب شدید اذیت میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ اس لائٹ میں پہلے

تمہارے جسم پر موجود لباس جلیں گے۔ پھر کھال اور پھر تمہارے جسم کا گوشت جل کر ختم ہو گا اور تم تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جاؤ گے۔ جب تمہارے جسموں سے سارا گوشت جھڑ جائے گا تو یہی لائٹ تمہاری ہڈیوں کو بھی جلا کر راکھ بنا دے گی۔ آخر میں تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا نام ونشان تک مٹ جائے گا''...... کرنل سنگرام نے اسی انداز میں کہا۔

''یہ سفاکی اور ظلم ہے۔ تم ہمارے ساتھ ایسا بھیانک سلوک نہیں کر سکتے''...... این ٹی نے غرا کر کہا۔

''کرنل سنگرام کا دوسرا نام جلاد ہے۔ ایسا جلاد جو اپنے دشمنوں کو ہلاک کرنے کے لئے ایک سے بڑھ کر ایک ظلم اور سفاکی کا مظاہرہ کر سکتا ہے''...... کرنل سنگرام نے کسی انتہائی زہریلے ناگ کی طرح پھنکارتے ہوئے کہا۔

''سوچ لو کرنل سنگرام۔ ظلم ظلم ہوتا ہے۔ جب حد سے بڑھ جائے تو مٹ جاتا ہے۔ تم ہمیں جس بھیانک موت سے دوچار کرنے جا رہے ہو اگر ہم اس سے بچ گئے تو پھر ہم تمہارا کیا حشر کریں گے اس کا شاید تم گمان بھی نہ کر سکو''...... جولیا نے بھی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''ایسا تب ہو گا جب تم یہاں سے زندہ بچ کر نکل جاؤ گے۔ ہارڈ روم اور کرومناٹ سے بچ نکلنا تمہارے لئے ناممکن ہے قطعی ناممکن''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

''ہم ایسے انسان ہیں جو ناممکن کو بھی ممکن کر دینے کا فن جانتے ہیں''۔۔۔۔۔صفدر نے کہا۔

''تو پھر ٹھیک ہے۔ میں ریڈ لائٹ کی پاور بڑھا دیتا ہوں۔ اگر اس سے بچ سکتے ہو تو بچ جاؤ اور ہارڈ روم سے نکل سکتے ہو تو نکل جاؤ۔ میں بھی دیکھتا ہوں کہ تم کس طرح سے کرومناٹ لائٹ سے بچ سکتے ہو''۔۔۔۔۔کرنل سنگرام نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم کرومناٹ کی رینج بڑھا دو''۔۔۔۔۔ اچانک عمران نے انتہائی ٹھنڈے لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر اس کے ساتھی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ عمران کے چہرے پر گہرا اطمینان دکھائی دے رہا تھا۔

''یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ اگر اس نے کرومناٹ کی رینج بڑھا دی تو ہمارا کیا حشر ہو گا''۔۔۔۔۔ جولیا نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''ہمیں کچھ دیر اذیت میں مبتلا رہنا پڑے گا پھر ہمیں سکون مل جائے گا۔ وہ ابھی ازلی سکون''۔۔۔۔۔عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''ازلی سکون''۔۔۔۔۔تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ مرنے والے کی ہر تکلیف اور ہر اذیت ختم ہو جاتی ہے۔ مرنے کے بعد ہی انسان کو ازلی سکون میسر ہوتا ہے۔ ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی ہو گا۔ اگر ہماری ہلاکت ایسے ہی لکھی گئی ہے تو پھر کیا ڈرنا۔ ویسے بھی موت کا ایک دن معین ہے آج نہیں تو کل ہم سب نے ہی مرنا ہے۔ اب کسے کیسے موت نصیب ہوتی ہے یہ

تو قسمت کی بات ہے۔ ہماری موت اگر کرومناٹ سے لکھی ہے تو پھر ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اگر کرنل سنگرام چاہتا ہے کہ میں اذیت ناک موت سے بچنے کے لئے اس کے سامنے ہاتھ جوڑوں اس کی منتیں کروں تو میں ایسا نہیں کر سکتا۔ وہ غالب کا قول ہے نا کہ سو سالہ گیدڑ کی زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے''۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

''یہ غالب کا نہیں ٹیپو سلطان کا قول ہے اور غالب شاعر تھا''۔۔۔۔۔تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''اوہ۔ اچھا کیا تم نے مجھے ان دونوں کا فرق بتا دیا ورنہ اوپر جا کر میں ان دونوں کو کیا منہ دکھاتا''۔۔۔۔۔عمران نے کہا تو وہ سب مسکرا دیئے۔ موت کے منہ میں ہونے کے باوجود عمران اپنے مخصوص موڈ میں دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے چہرے پر اب بھی تفکر اور پریشانی کا شائبہ تک دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

''تم سب کی نوک جھونک ختم ہو گئی ہو تو میں اپنا کام شروع کروں''۔۔۔۔۔اسپیکر سے کرنل سنگرام کی بھنائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ہاں ہاں ضرور۔ تمہارے ارد گرد جتنا بھی کوڑا کرکٹ موجود ہے اسے اٹھا لو۔ سوئیپروں کا یہی کام ہوتا ہے کہ وہ گلی محلوں کا کوڑا کرکٹ صاف کرتا رہے۔ تمہارا بھی یہی کام ہے اور ہم صفائی پسند لوگ ہیں اس لئے تمہیں اس کام سے بھلا ہم کیوں روکیں گے''۔۔۔۔۔عمران نے کہا تو اس کے ساتھی ایک بار پھر مسکرا دیئے

جبکہ اس کی بات سن کر اسپیکر سے کرنل سنگرام کی انتہائی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

''اب تم سب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

''بہت بہتر''...... عمران نے بڑے سعادت مندانہ لہجے میں کہا۔

اسی لمحے انہیں اسپیکر سے کسی بٹن کے پریس ہونے کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی انہیں چھت کے چوکھٹوں سے نکلنے والی سرخ روشنی تیز ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔

''گڈ بائے۔ اب ہم کبھی نہیں ملیں گے''...... کرنل سنگرام کی آواز سنائی دی اور پھر اسپیکر اچانک جیسے خاموش ہو گیا۔ عمران نے اسے کوئی جواب نہ دیا وہ اور اس کے ساتھی سر اٹھائے چوکھٹوں سے نکلنے والی سرخ روشنی دیکھ رہے تھے جو آہستہ آہستہ پھیلتی ہوئی نیچے آ رہی تھی۔ ابھی روشنی ان پر نہیں پڑی تھی لیکن اس روشنی کی چمک ضرور ان کے چہروں پر پڑ رہی تھی جس کی وجہ سے ان کے چہرے پکے ہوئے ٹماٹروں کی طرح سرخ ہوتے جا رہے تھے۔

کرنل سنگرام اپنے آفس میں آ کر بیٹھا ہی تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کرنل سنگرام نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس کرنل سنگرام ہیئر''...... کرنل سنگرام نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''میجر ارجن بول رہا ہوں جناب''...... دوسری طرف سے ٹاپ سیکشن کے انچارج میجر ارجن کی آواز سنائی دی۔

''بولو۔ کیوں فون کیا ہے''...... کرنل سنگرام نے پوچھا۔

''میں پوائنٹ سیون سے بول رہا ہوں چیف''...... میجر ارجن نے کہا۔

''پوائنٹ سیون۔ تم پوائنٹ سیون میں کیا کر رہے ہو''...... کرنل سنگرام نے چونکتے ہوئے کہا۔

’’مجھے ایک کام کے لئے پوائنٹ سیون کے انچارج دلیش مکھ سے ضروری بات کرنی تھی۔ میں نے اس سے رابطہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی لیکن میرا کسی بھی طرح اس سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے دلیش مکھ کے نائب اور وہاں کے چند ورکروں سے بھی رابطہ کرنا چاہا تھا لیکن ان سے بھی میرا کوئی رابطہ نہیں ہوا تھا۔ مجھے اس بات کی حیرت تھی کہ دلیش مکھ سے میرا رابطہ کیوں نہیں ہو رہا۔ میں نے فوری طور پر اپنے ایک ساتھی کو پوائنٹ سیون کی طرف بھیج دیا۔ چونکہ پوائنٹ سیون کی عمارت سیلڈ ہے اس لئے دلیش مکھ کی اجازت کے بغیر کوئی عمارت کے اندر نہیں جا سکتا تھا اس لئے میرے ساتھی نے باہر سے پوائنٹ سیون کو چیک کیا اور پھر اس نے مجھے جو رپورٹ دی ہے وہ میرے ہوش اڑا دینے کے لئے کافی ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ پوائنٹ سیون کی عمارت ایک تو سرخ رنگ کی ہو گئی ہے اور اس کے بہت سے حصے کھنڈر ہو چکے ہیں۔ عمارت کے باقی تمام حصوں کی حالت بھی انتہائی خستہ ہے جسے ہاتھ بھی لگایا گیا تو وہ ڈھے جائے گی۔ میں اس کی بات سن کر بے حد حیران ہوا تھا۔ پھر میں نے ہیلی کاپٹر میں جا کر خود پوائنٹ سیون کی عمارت کا سروے کیا اور یہ دیکھ کر واقعی حیران رہ گیا کہ اس عمارت کا وہی حال تھا جو میرے ساتھی نے بتایا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے عمارت پر کسی ایٹمی میزائل سے حملہ کیا گیا ہو اور عمارت مکمل طور پر تباہ ہو گئی ہو اور عمارت میں موجود کوئی بھی

زندہ باقی نہ بچا ہو‘‘...... دوسری طرف سے میجر ارجن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس کی باتیں سن کر کرنل سنگرام کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیلتے جا رہے تھے جیسے اسے میجر ارجن کی باتوں پر یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

’’یہ سب کیسے ہو گیا۔ کس نے پوائنٹ سیون پر کیمیائی مواد سے حملہ کیا ہے‘‘...... کرنل سنگرام نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

’’عمارت کی حالت دیکھ کر ایسا نہیں لگتا ہے چیف کہ وہاں باہر سے حملہ کیا گیا ہو۔ میں نے ابھی تک عمارت کا نزدیک جا کر جائزہ نہیں لیا ہے لیکن عمارت کی جو خستہ حالت ہے اسے دیکھ کر ایسا لگ رہا ہے جیسے عمارت کے اندر ہی کوئی کیمیائی مواد پھیل گیا ہو اور اس نے عمارت میں تباہی مچا دی ہو‘‘...... میجر ارجن نے کہا۔

’’یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ پوائنٹ سیون میں کیمیائی مواد کہاں سے آ گیا۔ پوائنٹ سیون کی عمارت تو بلیک مون کے مجرموں کو قید کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ بلیک مون ایجنسی نے کافرستان کے خلاف کام کرنے والے جتنے بھی مجرموں کو پکڑا ہے وہ سب اسی عمارت میں قید ہیں۔ اس عمارت میں مجرموں کو کنٹرول کرنے کے لئے بھاری تعداد میں اسلحہ تو موجود ہے لیکن کیمیائی ہتھیار۔ وہاں کیمیائی ہتھیار کیسے ہو سکتے ہیں‘‘...... کرنل سنگرام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’آپ شاید بھول رہے ہیں چیف۔ پوائنٹ سیون میں ہی وہ

ہارڈ روم موجود ہے جہاں آپ کے حکم سے پاکیشیائی ایجنٹوں کو رکھا گیا تھا اور آپ نے وہاں جا کر خود ان پر کیمیائی لائٹ کرومناٹ کا اٹیک کیا تھا“...... میجر ارجن نے کہا تو کرنل سنگرام بری طرح سے چونک پڑا۔

”اوہ۔ تمہارے کہنے کا یہ مطلب تو نہیں کہ ہارڈ روم میں پھیلائی جانے والی ریڈ لائٹ باہر آ گئی ہے جس نے پوائنٹ سیون میں تباہی پھیلا دی ہے“...... کرنل سنگرام نے کہا۔

”یس چیف۔ میرا بھی یہی خیال ہے کہ ہارڈ روم میں کوئی نہ کوئی خامی ضرور تھی جہاں سے کرومناٹ کی ریڈ لائٹ باہر آ گئی تھی اور اس کے اثرات پورے پوائنٹ سیون میں پھیل گئے ہیں۔ اسی لئے پوائنٹ سیون کی ساری عمارت تباہ ہوگئی ہے اور عمارت میں موجود تمام قیدی اور سیکورٹی کے افراد ہلاک ہو گئے ہیں“...... میجر ارجن نے کہا۔

”وری بیڈ۔ رئیلی وری بیڈ۔ اس عمارت میں تو قیدیوں سمیت سو سے زائد افراد موجود تھے۔ کیا وہ سب ہلاک ہو گئے ہیں“۔ کرنل سنگرام نے کہا۔

”یس چیف۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کے وہاں سے نکلنے کے بعد کرومناٹ لائٹ پھیلی ہو اور آپ کے سوا کسی کو بھی وہاں سے نکلنے کا موقع نہ ملا ہو“...... میجر ارجن نے کہا۔

”ہونہہ۔ یہ عمران اور اس کے ساتھی واقعی انتہائی خبیث ہیں۔

خود تو ہلاک ہوئے ہی ہیں لیکن جاتے جاتے وہ ہمارے سو افراد کو بھی لے ڈوبے ہیں“...... کرنل سنگرام نے غراتے ہوئے کہا۔

”جو ہونا تھا وہ تو ہوگیا ہے چیف لیکن خدشہ یہ ہے کہ عمارت سے اب بھی کرومناٹ لائٹ کا اخراج ہو رہا ہے۔ جو آہستہ آہستہ پھیلتا جا رہا ہے۔ اگر جلد سے جلد کرومناٹ لائٹ آف نہ کی گئی تو اس کی رینج ہزاروں گنا بڑھ جائے گی اور یہ لائٹ جہاں جہاں جائے گی وہاں بھیانک تباہی پھیل جائے گی“...... میجر ارجن نے کہا۔

”پوائنٹ سیون دارالحکومت سے سینکڑوں کلو میٹر دور کافرستان کے صحرائی علاقے میں ہے۔ کرومناٹ لائٹ تیزی سے نہیں بلکہ نہایت آہستہ آہستہ پھیلتی ہے۔ اس کے پھیلنے کی رفتار چیونٹی کی رفتار سے بھی کم ہوتی ہے۔ اگر اس لائٹ کو دوسرے پیمانے پر ماپا جائے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ کرومناٹ لائٹ دس گھنٹوں میں محض ایک کلو میٹر تک ہی پھیلاؤ کرتی ہے۔ اگر یہ لائٹ اسی رفتار سے پھیلتی رہی تو آبادی والے علاقوں تک اس لائٹ کو پہنچتے پہنچتے کئی سال لگ جائیں گے“...... کرنل سنگرام نے کہا۔

”یس چیف اگر یہ سلسلہ رات کے وقت ہوتو اس کی رفتار ایسی ہی رہے گی لیکن اگر کرومناٹ لائٹ کو دن کی روشنی مل جائے تو اس کے پھیلنے کی رفتار انتہائی تیز ہو جاتی ہے۔ یہ لائٹ دھوپ سے مل کر اپنی طاقت بڑھا دیتی ہے اور اس کے پھیلاؤ کی رفتار دس میل

فی گھنٹہ سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے''...... میجر ارجن نے کہا تو کرنل سنگرام کے چہرے پر قدرے پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''اوہ۔ یہ تو واقعی سنگین صورتحال ہے۔ اگر کرومناٹ کی ریڈ لائٹ اسی رفتار سے پھیلتی رہی تو بہت جلد لائٹ آبادی والے علاقوں اور پھر دارالحکومت تک پھیل جائے گی۔ جس سے سارا دارالحکومت تباہ ہو جائے گا''...... کرنل سنگرام نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''یس چیف۔ کرومناٹ لائٹ کو روکنا بے حد ضروری ہو گیا ہے ورنہ کچھ بھی باقی نہیں رہے گا اور کافرستان ہمارے ہی ہاتھوں خوفناک تباہی کا شکار ہو جائے گا''...... میجر ارجن نے کہا۔

''تابکاری کے ان اثرات کو کیسے روکا جا سکتا ہے کیا اس کے بارے میں تمہیں کچھ علم ہے''...... کرنل سنگرام نے پوچھا۔

''نو چیف۔ اس کے لئے آپ کو پروفیسر بھٹناگر سے بات کرنی ہو گی۔ اس لائٹ کے وہی موجد ہیں۔ وہی آپ کو اس سلسلے میں بریف کر سکتے ہیں''...... میجر ارجن نے کہا۔

''اوہ۔ اگر میں نے پروفیسر بھٹناگر کو بتایا تو وہ ایک لمحے میں اعلیٰ حکام تک یہ خبر پہنچا دے گا کہ ہم نے اس کی اور حکومت کی اجازت کے بغیر کرومناٹ لائٹ کا استعمال کیا ہے اور اگر حکومت کو اس بات کا علم ہوا کہ ہم نے چند پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنے کے لئے یہ کیمیائی مواد استعمال کیا تھا تو ہو سکتا ہے کہ ہمارا کورٹ

مارشل ہی کر دیا جائے''...... کرنل سنگرام نے غصے اور پریشانی سے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''اس کے علاوہ اور کچھ کیا بھی تو نہیں جا سکتا ہے چیف۔ اس لائٹ کو آف کرنے کا طریقہ صرف پروفیسر بھٹناگر جانتا ہے۔ اگر اس کی مدد نہ لی گئی اور اس لائٹ کو نہ روکا گیا تو پورا ملک اس کی لپیٹ میں آجائے گا اور پھر کافرستان مکمل طور پر تباہ و برباد ہو جائے گا۔ آپ پروفیسر بھٹناگر سے خود بات کریں اور کسی طرح سے انہیں راضی کریں کہ وہ یہ بات اپنے تک ہی محدود رکھے کہ ہماری وجہ سے کرومناٹ لائٹ کا اخراج ہو رہا ہے۔ میں پروفیسر بھٹناگر کو بخوبی جانتا ہوں۔ وہ دولت اور عورت کا رسیا ہے۔ اگر آپ اس سے بات کریں اور دولت کے ساتھ ساتھ اسے عورت بھی مہیا کر دیں تو وہ کرومناٹ لائٹ آف بھی کر دے گا اور یہ راز بھی ہمیشہ کے لئے اس کے سینے میں دفن ہو جائے گا کہ ہماری وجہ سے پوائنٹ سیون میں موجود سو سے زائد افراد کی ہلاکتیں ہوئی ہیں''...... میجر ارجن نے کہا۔

''لیکن ہم حکام کو ان سو افراد کے ہلاک ہونے کی کیا وجہ بتائیں گے۔ پوائنٹ سیون پر ہم نے ہیون ویلی کے چند اہم لیڈروں کو بھی رکھا ہوا تھا۔ ان کی ہلاکتوں سے ہر طرف تہلکہ مچ جائے گا ہمیں یہ سب بھی تو بھگتنا پڑے گا''...... کرنل سنگرام نے اسی طرح انتہائی تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''ان معاملات کو میں خود سنبھال لوں گا چیف۔ آپ بس کسی طرح سے پوائنٹ سیون سے کرومناٹ لائٹ کا اخراج ختم کرا دیں۔ کرومناٹ لائٹ کے اخراج کے ختم ہوتے ہی میں وہاں میزائلوں سے حملہ کر کے پوری عمارت کو ملبے کا ڈھیر بنا دوں گا اور پھر ہم یہ اعلان کر دیں گے کہ اس عمارت پر پاکیشیائی ایجنٹوں نے حملہ کیا تھا وہ وہاں سے ہیون ویلی کے قیدی نکال کر لے جانا چاہتے تھے۔ ہمارے پاس چونکہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے اس عمارت میں موجود ہونے کے پختہ ثبوت تھے اس لئے ہم نے اس عمارت کا گھیراؤ کر لیا۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کو جب معلوم ہوا کہ ہم نے اس عمارت کو گھیر لیا ہے اور ان کا عمارت سے بچ نکلنا ناممکن ہے تو انہوں نے عمارت کے اندر تباہی پھیلا دی تھی اور وہ خود بھی اس عمارت کی تباہی کا شکار ہو گئے تھے''...... میجر ارجن نے کہا تو کرنل سنگرام کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

''گڈ۔ شو۔ اس طرح سانپ بھی مر جائے گا اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹے گی اور یہ غلط بھی نہیں ہے۔ ہم نے اس عمارت میں ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھیانک موت سے دوچار کیا ہے۔ اگر حکومت دوسری ایجنسیوں سے تصدیق کرائے گی تو انہیں جلد ہی پتہ چل جائے گا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کئی افراد ہمارے ہاتھوں ہلاک ہو چکے ہیں''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

''یس چیف۔ اس کا کریڈٹ بلیک مون ایجنسی کو ہی ملے گا اور

سارا معاملہ ختم ہو جائے گا''...... میجر ارجن نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں پروفیسر بھٹناگر سے فون پر بات کرنے کی بجائے اسے ذاتی طور پر جا کر ملتا ہوں۔ جب میں اس کے سامنے ڈالروں کی بڑی بڑی گڈیاں رکھوں گا تو وہ ان گڈیوں کی چمک کے سامنے کچھ بھی نہیں بول سکے گا اور وہی کرے گا جو میں اس سے کہوں گا''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

''یس چیف۔ یہ کام آپ آج ہی کر لیں۔ پوائنٹ سیون سے ہونے والی کرومناٹ لائٹ کے اخراج کا ابھی تو ہمیں ہی پتہ ہے لیکن اگر وہاں کوئی سروے ٹیم آ گئی اور کسی اور ذرائع سے حکومت کو اس لائٹ کے اخراج کا پتہ چل گیا تو ہمارے لئے مشکل ہو جائے گی''...... میجر ارجن نے کہا۔

''اوہ یس۔ میں آج ہی بلکہ ابھی پروفیسر بھٹناگر سے ملنے کے لئے روانہ ہو جاتا ہوں۔ جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا ہے مجھے تو اس بات کی خوشی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی آخر کار ہمارے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچ گئے ہیں''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

''یس چیف۔ یہ ہماری جیت ہے۔ بہت بڑی جیت''...... میجر ارجن نے کہا۔

''ہاں۔ یہی ہماری جیت ہے۔ بہرحال میں پروفیسر بھٹناگر سے بات کرتا ہوں اور اس سے ابھی ملنے کا وقت لے لیتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ وہ میری بات مان جائے گا''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

''یس چیف۔ مان جائے تو اچھا ہے ورنہ ہم سب ڈوب جائیں گے''...... میجر ارجن نے کہا۔

''تم فکر نہ کرو میرے ہوتے ہوئے ایسا کچھ نہیں ہوگا''۔ کرنل سنگرام نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ سے ہی تو امید تھی اسی لئے تو میں نے آپ کو کال کی ہے''...... میجر ارجن نے کہا۔

''اوکے۔ اب تم فون بند کرو اور مجھے پروفیسر بھٹناگر سے بات کرنے دو''...... کرنل سنگرام نے کہا تو میجر ارجن نے یس سر کہہ کر فون بند کر دیا۔ کرنل سنگرام نے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر وہ پروفیسر بھٹناگر کے بارے میں سوچنے لگا کہ وہ اسے کیسے قائل کر سکتا ہے کہ اس نے اپنی مرضی سے چند پاکیشیائی ایجنٹوں کو تابکاری کے اثرات سے ہلاک کرنے کے لئے کرومناٹ لائٹ کا استعمال کیا تھا۔ پروفیسر بھٹناگر کا سب سے پہلا سوال اس سے یہی ہو گا کہ اس نے کرومناٹ لائٹ پیدا کرنے والا آلہ لیا کہاں سے تھا جو صرف پروفیسر بھٹناگر یا پھر نئی ایجادات کے سیمپل کے طور پر سیکرٹری دفاع کے سٹرانگ روم میں ہوتے تھے۔

کرنل سنگرام کی سیکرٹری دفاع کے سٹرانگ روم تک رسائی تھی اس نے وہ آلہ وہیں سے حاصل کیا تھا۔ اس نے آلہ ذاتی حیثیت سے وہاں سے حاصل کیا تھا جس کا سٹرانگ روم سے نکالنے کا اس نے کوئی اندراج بھی نہیں کرایا تھا۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو

انتہائی بھیانک موت سے ہمکنار کرنا چاہتا تھا اسی لئے اس نے خصوصی طور پر وزارت دفاع کے سٹرانگ روم میں جا کر وہ آلہ حاصل کیا تھا۔ بغیر اطلاع کے وہاں سے کوئی بھی آلہ حاصل کرنا اور اس کا استعمال غیر قانونی تھا جس کا جواب بہرحال کرنل سنگرام کو دینا تھا۔ لیکن اس آلے کی گمشدگی کے بارے میں اس وقت تک کسی کو علم نہیں ہو سکتا تھا جب تک پروفیسر بھٹناگر کو خود اس آلے کی ضرورت نہ پڑ جاتی اور وہ سٹرانگ روم سے آلہ طلب نہ کر لیتا۔

کرنل سنگرام کا ارادہ تھا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے بعد جس خاموشی سے آلہ وہاں سے لایا تھا اسی خاموشی سے وہاں جا کر رکھ دے گا لیکن پھر چند نجی مصروفیات کے باعث وہ اس آلے کو بھول گیا تھا اور وہ پوائنٹ سیون کے ہارڈ روم میں ہی رہ گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ہارڈ روم سے اس آلے کی روشنی کی وجہ سے وہاں تابکاری کے اثرات پھیل گئے تھے اور پوائنٹ سیون مکمل طور پر تباہ ہو گیا تھا۔

کرنل سنگرام کافی دیر تک سوچتا رہا۔ اسے پروفیسر بھٹناگر کو سوائے اس کے سمجھانے کا اور کوئی طریقہ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ پروفیسر بھٹناگر کے سامنے ڈالروں کی گڈیوں کے ڈھیر لگا دے۔ ڈالروں کی گڈیاں اور نسوانی حسن دیکھ کر ہی پروفیسر بھٹناگر کا منہ بند کیا جا سکتا تھا ورنہ وہ اس قدر واویلا مچاتا کہ اسے سنبھالنا مشکل ہو جاتا۔ کرنل سنگرام نے ایک طویل سانس لی اور پھر اس نے فون

کا رسیور اٹھایا اور اس لیبارٹری کے مخصوص نمبر پریس کرنے لگا جہاں پروفیسر بھٹناگر کام کرتا تھا۔ وہ فون پر پروفیسر بھٹناگر سے ایمرجنسی ملاقات کا وقت لینا چاہتا تھا۔ چند ہی لمحوں میں اس کا لیبارٹری میں رابطہ قائم ہو گیا اور وہ پروفیسر بھٹناگر سے بات کرنے میں مصروف ہو گیا۔

سرخ روشنی دھیرے دھیرے نیچے آ رہی تھی۔ کمرے میں روشنی کے پھیلنے کی رفتار بے حد کم تھی لیکن اس روشنی میں جس قدر تابکاری بھری ہوئی تھی اگر روشنی ان پر پڑ جاتی تو ان سب کی بھیانک موت واقع ہونا یقینی تھا۔

وہ سب سر اٹھائے پھیلتی ہوئی سرخ روشنی کی جانب متوحش زدہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ عمران بھی چند لمحے سرخ روشنی کی جانب دیکھتا رہا پھر اس نے سر جھٹکا اور آگے بڑھ کر اس نے وہ پتی اٹھا لی جسے اس نے کمرے میں روشنی پیدا کرنے کے لئے پھینکا تھا۔ پتی اٹھا کر اس نے پتی کے سرے کھولے تو پتی سے روشنی نکلنا بند ہو گئی۔ اب کمرے میں صرف سرخ روشنی ہی تھی جو اوپر سے نیچے آ رہی تھی۔ روشنی کی نیچے آنے کی رفتار پہلے ہی کافی کم تھی۔ عمران نے جیسے ہی روشن پتی کو آف کیا سرخ روشنی کی نیچے آنے کی

رفتار میں اور زیادہ کمی واقع ہو گئی۔

''حیرت ہے۔ یہ کیسی روشنی ہے جو اس قدر دھیمی رفتار سے پھیل رہی ہے۔ یہ جس دھیمی رفتار سے نیچے آ رہی ہے اس سے ایسا لگ رہا ہے جیسے ہم تک پہنچنے میں اس روشنی کو کئی گھنٹے لگ جائیں گے''...... این ٹی کے ساتھی کاشان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس روشنی میں تابکاری موجود ہے جو بے حد ہلکی ہوتی ہے۔ تابکاری کی وجہ سے روشنی کی طاقت میں خلل آ رہا ہے جس کی وجہ سے یہ تیزی سے پھیلنے کی بجائے دھیمی ہو گئی ہے۔ کرومنات کی یہ روشنی اندھیرے میں اسی طرح نہایت آہستہ آہستہ پھیلتی ہے لیکن اگر کہیں روشنی ہو خاص طور پر سورج کی روشنی تو اس کے پھیلنے کی رفتار میں بے حد اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ روشنی سورج کی روشنی کے ساتھ مل کر ہر طرف تیزی سے پھیلنا شروع ہو جاتی ہے جس کی زد میں آنے والی کوئی ذی روح نہیں بچ سکتی ہے۔ عمران صاحب نے فلیش لائٹ بجھا دی ہے جس کی وجہ سے اس روشنی کے پھیلنے کی رفتار اور زیادہ کم ہو گئی ہے۔ اگر یہاں عام روشنی بھی ہوتی تو کرومنات روشنی کے پھیلنے کی رفتار قدرے تیز ہوتی اور اب تک شاید ہم پر تابکاری اپنا اثر بھی کر چکی ہوتی''...... این ٹی نے اس کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کچھ کرو عمران۔ ورنہ اس بار ہم واقعی انتہائی ہولناک اور اذیتناک موت کا شکار ہو جائیں گے''...... جولیا نے عمران سے

مخاطب ہو کر انتہائی متوحش زدہ لہجے میں کہا۔

''میں کیا کروں۔ کرنل سنگرام نے اس بار ہمیں برا پھنسایا ہے۔ مجھے تو یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ اگر تمہیں کوئی راستہ دکھائی دے رہا ہے تو بتاؤ ہم وہاں سے نکل جاتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم اسی طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہیں اور موت آہستہ آہستہ ہم پر مسلط ہو جائے''...... صفدر نے بھنا کر کہا۔

''سرخ روشنی کی شکل میں موت تو ہمارے سروں پر پہلے ہی مسلط ہو چکی ہے۔ اب ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھو یا ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر کیا فرق پڑتا ہے''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ آپ کے پاس تو ہر مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل ہوتا ہے۔ اپنی ریڈی میڈ کھوپڑی سے کوئی آئیڈیا نکالیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس خطرناک سرخ روشنی سے بچنے کے لئے آپ کوئی نہ کوئی ترکیب ضرور ڈھونڈ لیں گے اور ہم اس سنگین صورتحال سے بچ جائیں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میری ریڈی میڈ کھوپڑی کی بیٹریاں ڈاؤن ہو چکی ہیں۔ اب جب تک تنویر نہ چاہے اس وقت تک بیٹریاں چارج نہیں ہو سکتی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اس خطرناک سچوئیشن میں بھی تمہیں مذاق سوجھ رہا ہے۔ کچھ

تو خیال کرو''......تنویر نے جھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب روشنی جس رفتار سے نیچے آ رہی ہے اس لحاظ سے ہمارے پاس صرف ایک گھنٹہ ہے۔ اگلے ایک گھنٹے میں ہم اس روشنی کی زد میں آ جائیں گے اور پھر......'' این ٹی نے بھی عمران کو حالات کی سنگینی کا احساس دلاتے ہوئے کہا۔

''اس ایک گھنٹے میں یہ پوچھو کہ کیا نہیں ہو سکتا''......عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''کیا نہیں ہو سکتا۔ آپ ہی بتا دیں''......این ٹی نے پوچھا۔

''میرے ساتھی اگر چاہیں تو اس ایک گھنٹے میں ہماری تیل مہندی کی رسم بھی ہو سکتی ہے۔ نکاح بھی ہو سکتا ہے۔ ولیمہ ہو نہ ہو لیکن دعوتِ ولیمہ تو ہو ہی سکتا ہے کیوں جولیا''......عمران نے کہا۔

''شٹ اپ۔ مجھے تم سے بات نہیں کرنی''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''پلیز عمران صاحب کچھ کریں۔ مجھے تو اب سچ مچ خوف محسوس ہونا شروع ہو گیا ہے''......صفدر نے سرخ روشنی مسلسل نیچے آتے دیکھ کر انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔

''عمران صاحب جس طرح سے مطمئن ہیں اس سے لگتا ہے کہ یہ یہاں سے نکلنے کے لئے ہی سوچ رہے ہیں اور ان کے پاس کوئی نہ کوئی ایسا راستہ ضرور موجود ہے جس سے نہ صرف یہ ہمیں کرومناٹ سے بچا سکتے ہیں بلکہ اس ہارڈ روم سے بھی باہر نکال

سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے عمران کی بے تکی ہانکنے سے پہلے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیوں عمران۔ کیپٹن شکیل ٹھیک کہہ رہا ہے''...... جولیا نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''وہ ٹھیک کہہ رہا ہے یا غلط یہ میں نہیں جانتا لیکن اگر تم پیار بھرے دو چار لفظوں کے رس گھول کر میرے کانوں میں انڈیل دو تو یقین جانو کہ میں تمہیں یہاں سے لے کر اڑنچھو ضرور ہو جاؤں گا پھر چاہے تنویر جنگلوں اور صحراؤں کی بھی خاک چھانتا پھرے تو اسے ہم کہیں نہیں ملیں گے''...... عمران نے کہا تو تنویر غرا کر رہ گیا۔

''صرف تم اور میں نہیں۔ ہم سب کو یہاں سے اڑنچھو ہونا ہے۔ چلو اٹھو جلدی کرو۔ اب میں تمہاری مزید کوئی بات نہیں سنوں گی۔ نکالو ہمیں یہاں سے ابھی اسی وقت اور فوراً''...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔

''اچھا بیگم صاحبہ''......عمران نے کہا اور وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔ عمران نے سر اٹھا کر نیچے آتی ہوئی سرخ روشنی کی طرف دیکھا جو اب تک چھت سے نکلتی ہوئی کمرے میں ایک فٹ تک نیچے آ چکی تھی۔ چھت کی طرف دیکھ کر عمران دائیں بائیں دیواروں کی جانب دیکھنے لگا۔ پھر اس نے نیچے ٹھوس فرش کو دیکھا اور یوں سر ہلانے لگا جیسے وہ کسی بات کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا ہو۔

''کیا سوچ رہے ہو''...... جولیا نے پوچھا۔

''سوچ رہا ہوں کہ بلیک مون ایجنسی کے ایجنٹوں نے ہمیں اس ہارڈ روم میں کیسے پہنچایا ہو گا۔ اگر انہوں نے ہمیں چھت سے پھینکا ہوتا تو ٹھوس فرش پر گرنے کی وجہ سے ہماری ہڈیاں تک کڑکڑا گئی ہوتیں اور ہم یہاں زخمی پڑے ہوتے لیکن ہم میں سے کوئی زخمی نہیں ہے جس کا مطلب ہے کہ ہمیں ان دیواروں میں موجود کسی راستے سے یہاں لایا گیا ہے''...... عمران نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ ان دیواروں میں کوئی خفیہ راستہ موجود ہے''...... این ٹی نے پوچھا۔

''ظاہر ہے۔ راستے دیواروں کے پیچھے ہی ہوتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ دیواروں سے نکل کر دوسری طرف جانے کے لئے دروازے بنائے جاتے ہیں لیکن یہاں کوئی دروازہ نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو اس دروازے کو ہماری نگاہوں سے اوجھل کر دیا گیا ہے۔ اگر کسی طرح سے ہمیں ان دیواروں میں اس دروازے کا پتہ چل جائے تو ہم یہاں سے نکل سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''یہاں تو چاروں طرف ٹھوس دیواریں ہیں۔ کہاں ہو سکتا ہے دروازہ''...... صفدر نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''دیواروں کو ٹھونک بجا کر دیکھتے ہیں۔ شاید کسی خلاء کا پتہ چل جائے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ دیوار کے جس حصے میں خلاء ہوا ٹھونک بجانے سے اس کا پتہ چل جائے گا''...... تنویر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''تو پھر شروع ہو جاؤ۔ اپنے سر دیواروں سے مارو۔ جہاں سے دیوار ٹوٹ جائے پتہ چل جائے گا وہاں خلاء ہے اور جہاں پر تمہارے سر ٹوٹیں گے وہاں پتہ چل جائے گا کہ دیواریں ٹھوس ہیں اور وہاں کوئی خلاء موجود نہیں ہے''...... عمران نے کہا تو وہ سب اسے تیز نظروں سے گھورنے لگے۔ پھر وہ سب دیواروں کی جانب بڑھے اور انہوں نے واقعی دیواروں کو ٹھونک بجا کر اور دیواروں سے کان لگا کر خلاء ڈھونڈنا شروع کر دیا۔

''تم بھی آؤ۔ تم وہاں کھڑے کیا کر رہے ہو''...... عمران کو اسی جگہ کھڑے دیکھ کر جولیا نے کہا۔

''جب تم خود اور تمہارے بھائی بند سب کچھ کر رہے ہیں تو مجھے کچھ کرنے کی کیا ضرورت ہے''...... عمران نے کہا تو جولیا منہ بنا کر رہ گئی۔

''یہاں دیوار کے اس حصے میں مجھے قدرے کھوکھلا پن محسوس ہوا ہے''...... این ٹی نے دیوار کے ایک حصے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے اور پھر وہ سب اس کی طرف بڑھ آئے۔ انہوں نے دیوار کے اس حصے پر مخصوص انداز میں ہاتھ مارے تو واقعی انہیں باقی دیواروں کی نسبت اس

دیوار میں کھوکھلے پن کا احساس ہوا۔

''این ٹی ٹھیک کہہ رہا ہے۔ اس دیوار کے پیچھے ضرور کوئی راستہ ہے لیکن یہ دیوار دوسری دیواروں کی طرح ٹھوس اور مضبوط ہے اسے کیسے توڑا جائے گا''...... جولیا نے کہا۔

''میں دیکھتا ہوں''......عمران نے کہا وہ آگے بڑھا تو باقی سب پیچھے ہٹ گئے۔ عمران نے انگلیوں کے بک دیوار پر مارتے ہوئے دیوار سے کان لگائے تو اسے بھی دیوار میں قدرے کھوکھلے پن کا احساس ہوا۔ عمران نے اپنے لباس کی خفیہ جیب میں ہاتھ ڈالا اور جب اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی پلاسٹک کی تھیلی دکھائی دی۔ اس تھیلی میں ماچس کی تیلیوں جیسی چھوٹی چھوٹی سٹکس موجود تھیں جن کا رنگ سرخ تھا۔ عمران نے تھیلی کھول کر اس میں سے چار سٹکس نکال لیں۔ سٹکس کی ایک سائیڈ پھولی ہوئی تھی جبکہ اس کے دوسرے سرے نوکیلے تھے۔

''یہ کیا ہے''...... جولیا نے حیرت بھری نظروں سے ان سٹکس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ مائیکرو بلاسٹر سٹکس ہیں جنہیں تم منی ڈائنا مائٹس بھی کہہ سکتی ہو''......عمران نے جواب دیا۔

''اوہ۔ کیا یہ چھوٹے چھوٹے ڈائنا مائٹس اس ٹھوس دیوار کو اُڑا سکتے ہیں''......کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ یہ سٹکس دیواروں کو اُڑائیں گی نہیں۔ ان سٹکس میں

ہیوگل فلیش لائٹ موجود ہے جو دیواروں کے اندر تک گھس کر ٹھوس سے ٹھوس دیواروں کو اس قدر کھوکھلا کر دیتی ہیں کہ ٹھوس دیواریں بھی ریت کی دیواروں میں تبدیل ہو جاتی ہیں اور ریت کی دیواریں پائیدار نہیں ہوتیں۔ انہیں آسانی سے گرایا جا سکتا ہے''۔ عمران نے جواب دیا۔

''اب سمجھ میں آیا آپ کے اطمینان کا مطلب۔ آپ کے پاس یہ سٹکس تھیں اور آپ جانتے تھے کہ ان دیواروں کو کھوکھلا کر کے آپ یہاں سے نکل سکتے ہیں۔ اسی لئے آپ خاموش تھے''۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرے خاموش رہنے یا نہ رہنے سے کسی کو کیا فرق پڑتا ہے۔ میں تو جولیا کے سامنے نہ تین میں ہوں اور نہ تیرہ میں اور خاص طور پر جب اس کے بھائی بند ساتھ ہوں تو پھر میرا سوائے اللہ کی ذات کے اور کون ہوتا ہے''......عمران نے ایک سرد آہ بھر کر کہا اور وہ سب ہنس پڑے۔ عمران نے دیوار کو ٹٹولا۔ دیوار میں جگہ جگہ سوراخ بنے ہوئے تھے۔ وہاں کئی درزیں بھی تھیں۔ عمران نے سٹکس کے پھولے ہوئے سروں کو انگلیوں سے مخصوص انداز میں پریس کیا تو اچانک ان سٹکس کے نوکیلے سرے چمکنے لگے۔ عمران نے نوکیلے سرے دیوار کے سوراخوں اور درزوں میں پھنسانے شروع کر دیئے۔ اس نے چاروں سٹکس ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر دیوار میں پھنسائی تھیں۔ چاروں سٹکس دیوار میں لگاتے ہی وہ تیزی

سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ تیز روشنی ہونے کے باوجود سرخ روشنی بے حد دھیمی رفتار سے نیچے آ رہی تھی جس کی وجہ سے عمران کو وہاں کام کرنے کا موقع مل گیا تھا اگر سرخ روشنی، کمرے کی تیز روشنی کے ساتھ تیزی سے نیچے آ جاتی تو شاید اب تک ان کی ہڈیاں بھی گلنا سڑنا شروع کر دیتیں۔

''عقبی دیوار کے پاس جا منہ دوسری طرف کر لو اور آنکھیں بند کر لو۔ ان سٹکس سے تیز روشنی چمکے گی۔ اگر وہ روشنی کسی کی کھلی ہوئی آنکھ میں پڑ گئی تو وہ فوراً اندھا ہو جائے گا''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو وہ سب فوراً عقبی دیوار کی جانب بڑھتے چلے گئے۔ عمران بھی اس دیوار کے پاس آ گیا۔ ان سب نے اپنے رخ دیوار کی جانب کئے اور آنکھیں بند کر کے اپنے چہروں پر ہاتھ رکھ لئے۔ اسی لمحے انہیں یکے بعد دیگر ہلکے ہلکے چار دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں۔ ان کی آنکھیں بند تھیں اور انہوں نے آنکھیں ہاتھوں سے چھپا رکھی تھیں لیکن اس کے باوجود انہیں یوں محسوس ہوا تھا جیسے چار بار فلیش ہوا ہو اور تیز روشنی ان کی آنکھوں میں اتر گئی ہو۔ انہیں اپنی بند آنکھوں میں تیز مرچیں سی بھرتی ہوئی محسوس ہوئی تھیں۔

''بس اب تم سب آنکھیں کھول سکتے ہو''...... عمران کی آواز سنائی دی تو انہوں نے آنکھیں کھول دیں۔ آنکھوں میں مرچیں بھرنے کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے پانی بہہ نکلا تھا۔

''آنکھیں بند ہونے کے باوجود ان سٹکس کی روشنی ہماری آنکھوں میں گھس گئی ہے اور ہماری آنکھیں بری طرح سے جل رہی ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''فکر نہ کرو۔ یہ وقتی اثر ہے۔ جلد زائل ہو جائے گا''...... عمران نے جواب دیا۔ ان سب نے اس دیوار کی طرف دیکھا جس میں عمران نے مائیکرو بلاسٹر سٹکس لگائی تھیں اور یہ دیکھ کر ان کے چہرے کھل اٹھے کہ وہاں ایک خاصا بڑا خلاء دکھائی دے رہا تھا۔ دیوار کا ایک حصہ جیسے جل کر نیچے گرا ہوا تھا اور اس سے دھواں سا نکلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ خلاء کی دوسری طرف ایک چھوٹی مگر طویل سرنگ دکھائی دے رہی تھی۔

''ہونہہ تو یہ لوگ ہمیں اس سرنگ کے راستے یہاں لائے تھے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''لیکن یہ جگہ کون سی ہے۔ کیا یہاں صرف یہی ایک ہارڈ روم ہی موجود ہے''...... جولیا نے کہا۔

''باہر نکلیں گے تو پتہ چلے گا کہ ہم کہاں ہیں۔ آؤ۔ کرومناٹ لائٹ اب خاصی نیچے آ گئی ہے۔ یہ شکر ہے کہ تابکاری کے اثرات اس روشنی کے اندر ہی موجود ہوتے ہیں۔ جب تک انسانی جسموں سے روشنی نہ ٹکرائے اس وقت تک تابکاری کے اثرات نہیں پھیلتے۔ اس سے پہلے کہ سرخ روشنی مزید نیچے آ جائے اور ہمارا یہاں کھڑا

ہونا مشکل ہو جائے ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہئے''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر عمران اس سرنگ کی جانب بڑھ گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی سرنگ میں آ گئے۔ سرنگ تنگ تھی اس لئے وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے چل رہے تھے۔ سرنگ واقعی کافی طویل تھی اور جگہ جگہ سے موڑ کھاتی ہوئی گزر رہی تھی۔

''ہم ہارڈ روم سے نکل آئے ہیں۔ کیا کرومنات لائٹ ہارڈ روم سے گزر کر اس سرنگ میں نہیں آئے گی''...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا جو اس کے پیچھے چل رہی تھی۔

''جب تک کرومنات لائٹ کا وہ آلہ آف نہیں کیا جائے گا جس سے لائٹ پھینکی جا رہی ہے یہ لائٹ اسی طرح سے پھیلتی رہے گی۔ اندھیرے میں تو اس کا سفر آہستہ رہے گا لیکن جب یہ روشنی کسی روشن حصے میں آئے گی تو اس کی رفتار تیز ہو جائے گی اور پھر جہاں جہاں کرومنات لائٹ پڑے گی وہاں خوفناک تباہی پھیلتی جائے گی''......عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور اگر یہاں بلیک مون ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر ہوا تو''...... جولیا نے پوچھا۔

''تو وہ بھی تباہ ہو جائے گا''......عمران نے سادہ سے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اگر بلیک مون ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر تباہ ہو گیا تو ہم وہاں سے

پراجیکٹ ون ٹو تھری کی فائل کیسے حاصل کریں گے''...... جولیا نے پوچھا۔

''اگر ہیڈ کوارٹر ہمارے ارد گرد ہی کہیں موجود ہے تو ہمیں فوری طور پر اس ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونا پڑے گا۔ کرومنات لائٹ کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے سے پہلے ہمیں وہ فائل حاصل کرنی ہو گی ورنہ ہیڈ کوارٹر کے ساتھ وہ فائل بھی ضائع ہو جائے گی''......عمران نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ تقریباً آدھے گھنٹے تک اس سرنگ میں چلتے رہے پھر اچانک ہی سرنگ ختم ہو گئی۔ ان کے سامنے اب ایک اور ٹھوس دیوار تھی۔

''یہ کیا۔ سرنگ تو ختم ہو گئی ہے۔ ہم باہر کیسے جائیں گے۔ یہاں تو باہر جانے کا کوئی راستہ ہی دکھائی نہیں دے رہا ہے''۔ جولیا نے کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے آگے بڑھ کر ٹھوس دیوار کی جانب دیکھا پھر اس نے جیب سے وہی سٹکس نکال لیں جن کی مدد سے اس نے ہارڈ روم کی دیوار میں خلاء بنایا تھا۔ عمران نے انہیں پیچھے جانے کے لئے کہا تو وہ سب سرنگ میں پیچھے چلے گئے۔ عمران نے ٹھوس دیوار میں دو سٹکس لگائیں اور پھر وہ انہیں دیوار میں بلاسٹنگ کے لئے ایڈجسٹ کر کے پیچھے آ گیا۔ اس کے کہنے پر ان سب نے ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ کچھ دیر بعد انہیں پھر سے یکے بعد دیگر دو دھماکوں کے ساتھ تیز روشنی سے چمکتی محسوس ہوئی اور ان

کی آنکھیں ایک بار پھر مرچوں سے بھر گئی۔

''آؤ''...... عمران نے کہا اور پلٹ کر تیزی سے سرنگ کے دہانے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ دیوار پہلی دیوار کی طرف جل کر راکھ بن چکی تھی اور وہاں ایک بڑا اور روشن خلاء دکھائی دے رہا تھا جہاں سے دن کی روشنی اندر آ رہی تھی۔ عمران تیزی سے چلتا ہوا اس خلاء سے باہر آ گیا۔ یہ خلاء ایک پہاڑی سے باہر نکل رہا تھا۔ جہاں ریت ہی ریت پھیلی ہوئی تھی۔ جس سے معلوم ہو رہا تھا کہ یہ کوئی صحرائی علاقہ ہے وہاں چند سنگی پہاڑیاں بھی موجود تھیں۔

وہ سب عمران کے پیچھے سرنگ سے نکل کر باہر آ گئے اور چاروں طرف دیکھنے لگے۔

''کچھ اندازہ لگا سکتے ہو کہ ہم کہاں موجود ہیں''...... عمران نے این ٹی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''میں اس پہاڑی پر چڑھ کر دیکھتا ہوں''...... این ٹی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ این ٹی نے کاشان کو اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے اس پہاڑی پر چڑھتے چلے گئے جس کی سرنگ سے نکل کر وہ باہر آئے تھے۔ کچھ ہی دیر میں وہ دونوں پہاڑی کی چوٹی پر تھے۔ چوٹی پر جا کر انہوں نے چاروں طرف دیکھا اور پھر وہ دونوں نیچے اترنا شروع ہو گئے۔

''یہ کوفورٹ کا ریگستانی علاقہ ہے جو دارالحکومت سے کئی سو کلو میٹر کی دوری پر ہے''...... این ٹی نے نیچے آ کر جواب دیا۔

''پہاڑیوں کی دوسری طرف کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''پہاڑیوں کی دوسری طرف ایک پرانا قلعہ ہے جو انتہائی وسیع و عریض ہے۔ اس قلعے میں پرانے دور میں قیدی رکھے جاتے تھے۔ قلعے میں ہر طرف زندان بنے ہوئے ہیں جو قلعے کے اندر بھی ہیں اور نیچے تہہ خانوں میں بھی''...... اس بار کاشان نے جواب دیا۔ اس کی بات سن کر این ٹی چونک کر اور حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا جیسے اسے بھی اس قلعے کے بارے میں کاشان سے اب علم ہو رہا ہو۔

''اور کیا جانتے ہو اس قلعے کے بارے میں''...... عمران نے پوچھا۔

''میری معلومات کے مطابق اس قلعے پر بلیک مون ایجنسی کا ہی ہولڈ ہے اور وہ اس قلعے کو اپنے قیدی رکھنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ انہوں نے قلعے کو چاروں اطراف سے بند کر کے ایک بڑی عمارت کی شکل دے دی ہے اندر جانے کا دوسری طرف سے ایک ہی راستہ ہے جہاں ہر وقت مسلح گارڈز تعینات رہتے ہیں۔ ان اطراف میں پہاڑیاں ہیں اور انہوں نے قلعے کی دیواریں بہت اونچی کر دی ہیں اس لئے انہیں یقین ہے کہ قلعے کی دیواریں پھاند کر کوئی اندر داخل نہیں ہو سکتا ہے۔ قلعے کی دیواروں پر انہوں نے برقی تاریں پھیلا رکھی ہیں جن میں گیارہ ہزار کے وی کا کرنٹ دوڑتا ہے جس سے چھوتے ہی انسان جل کر راکھ ہو جاتا ہے''۔

کاشان نے کہا۔

''قلعے میں کس نوعیت کے قیدی رکھے جاتے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''ایسے قیدی جن کا تعلق یا تو ہیون ویلی سے ہوتا ہے یا پھر بلیک مون ایجنسی کے ایجنٹ کافرستان کے جن جرائم پیشہ بڑے بڑے مگر مچھوں کو پکڑتے ہیں اس کے علاوہ کافرستان میں پکڑے جانے والے فارن ایجنٹس بھی اسی قلعے میں رکھے جاتے ہیں۔ چونکہ قلعے کی شکل بڑی عمارت میں بدل دی گئی ہے اس لئے اسے پوائنٹ سیون کہا جاتا ہے۔ میں نے بلیک مون ایجنسی کے ایک ایجنٹ سے دوستی کر رکھی تھی اور اس کے ساتھ ایک بار یہاں آیا تھا۔ اس کا نام کیپٹن سنجیو تھا۔ کیپٹن سنجیو نے مجھے اس سارے قلعے کی سیر کرائی تھی اور وہ کوٹھڑیاں بھی دکھائی تھیں جہاں خطرناک قیدی موجود تھے۔ ان قیدیوں کا تعلق کس قومیت سے تھا اور وہاں انہیں کس جرم میں قید کیا گیا تھا اس کے بارے میں کیپٹن سنجیو نے مجھے کچھ نہیں بتایا تھا لیکن جہاں تک میرا اندازہ ہے ان کوٹھڑیوں میں قید افراد کا تعلق ہیون ویلی کے حریت پسند رہنماؤں سے ہے جو ہیون ویلی کے مسنگ پرسن کہلاتے ہیں۔ وہ افراد سالوں سے غائب ہیں جن کے بارے میں کسی کو کچھ علم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہیں۔ زندہ ہیں یا انہیں مار کر دریا برد کر دیا گیا ہے''...... کاشان نے کہا۔

''اگر تمہیں یقین تھا کہ اس قید خانے میں ہیون ویلی کے مسنگ

پرسن موجود ہیں تو تم نے اس کے بارے میں این ٹی کو کیوں نہیں بتایا اور انہیں آزاد کرانے کے لئے اب تک کارروائی کیوں نہیں کی گئی''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس قید خانے کے بارے میں مجھے چند روز قبل ہی علم ہوا تھا۔ میں اس سلسلے میں باس سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن اس سے پہلے کہ میں باس کو اس قید خانے کے بارے میں بتاتا باس نے مجھے خود ہی کال کر دی اور پاکیشیا سے آپ کے آنے کے بارے میں بتایا تو میں نے سوچا کہ سب سے پہلے باس کی ہدایات کے مطابق مجھے آپ کے ساتھ کام کرنا ہے۔ آپ کا مشن پورا ہوتے ہی میں اس قید خانے کے بارے میں باس کو آگاہ کر دیتا اور پھر ہم اس قید خانے پر حملہ کر کے یہاں قید ہیون ویلی کے مسنگ پرسن افراد کو نکال کر لے جاتے''...... کاشان نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب جبکہ ہم اتفاق سے اس قید خانے کے قریب ہی ہیں تو کیوں نہ لگے ہاتھوں ہیون ویلی کے رہنماؤں کو بھی آزاد کرا لیا جائے۔ جاتے جاتے ہم بلیک مون ایجنسی کا یہ قید خانہ بھی تباہ کر دیں گے۔ اس قید خانے کی تباہی سے بلیک مون ایجنسی کو زبردست دھچکا بھی لگے گا''...... تنویر نے کہا۔

''میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ ویسے بھی ہمیں یہاں سے نکلنے کے لئے کسی نہ کسی سواری کی ضرورت ہے اور ہماری یہ ضرورت

اس قلعے سے ہی پوری ہو سکتی ہے''...... عمران نے جواب دیا۔ عمران کو اس طرح اپنے حق میں بات کرتے دیکھ کر تنویر کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔

''لیکن ہم اس قلعے میں داخل کیسے ہوں گے۔ اگر بفرض محال ہم قلعے میں داخل ہو بھی جاتے ہیں تو اندر اچھی خاصی فورس ہو گی۔ ہم خالی ہاتھوں فورس کا مقابلہ کیسے کریں گے۔ ہمارے پاس تو اپنا بچاؤ کرنے کے لئے ایک چھوٹا سا پسٹل بھی نہیں ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اسی لئے غازی علم دین شہید نے کیا خوب کہا ہے کہ مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی''...... عمران نے کہا۔

''یہ غازی علم دین شہید کا شعر نہیں اور وہ تو شاعر تھا ہی نہیں''...... کیپٹن شکیل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''جس کا بھی ہے۔ کوئی بھی شاعر اپنی شاعری تیر تلواروں، بندوقوں، توپوں اور میزائلوں سے نہیں کرتا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک قلم ہوتا تھا اور وہ گہری سوچ میں ڈوبا رہتا تھا۔ اس کی سوچ ہی اس کے بے پایاں شعروں کی آئینہ دار تھی۔ اللہ تعالیٰ نے سوچ اور سمجھ ہمیں بھی دی ہے۔ اس لئے اگر ہم اپنے دماغوں کا استعمال کریں تو ہمارے یہ دماغ ہمیں بڑی سے بڑی فورس کا بھی خالی ہاتھوں مقابلہ کرنے کا حوصلہ دے سکتے ہیں''...... عمران نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا تو وہ سب مسکرا دیئے۔

''تو ٹھیک ہے۔ آؤ چلتے ہیں قلعے میں جو ہو گا دیکھا جائے گا''...... جولیا نے کہا۔

''میں نے اس قلعے کا تفصیلی دورہ کیا ہے۔ میں نے اپنے دوست کو بتایا تھا کہ میں ایک رائٹر ہوں اور اس پرانے قلعے کی تاریخ لکھ رہا ہوں جس کی وجہ سے اس نے مجھے اس عمارت کے ایک ایک حصے کا دورہ کرایا تھا اور اس کے بارے میں مجھے ضروری معلومات بھی مہیا کر دی تھیں اور جب میں نے اس قلعے کا دورہ کیا تھا تو اس وقت میں نے آنکھوں پر کراس ویژنل گلاسز والا چشمہ لگا رکھا تھا جس کی مدد سے میں قلعے کے دیواروں کے پیچھے ان حصوں کو بھی دیکھ سکتا تھا جس کے بارے میں کیپٹن سنجیو مجھے ہوا بھی نہیں لگنے دے رہا تھا''...... کاشان نے کہا۔

''کیا کہنا چاہتے ہو''...... این ٹی نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''پہاڑی حصے کی طرف قلعے کی جو دیواریں ہیں۔ اس طرف ایک بہت بڑا تہہ خانہ ہے۔ یہ تہہ خانہ اسلحے کا ایک ڈپو ہے جہاں ہر قسم کا اسلحہ موجود ہے۔ میں نے کراس ویژنل گلاسز والے چشمے سے خاص طور پر اس ڈپو کا اندر سے اور قلعے کے اندرونی حصے اور قلعے کے باہر آ کر جائزہ لیا تھا۔ اس لئے مجھے معلوم ہے کہ اسلحے کا ڈپو کہاں ہے۔ اگر ہم زمین کا ایک حصہ کھود کر آگے بڑھیں تو ہم سیدھے اسلحے کے ڈپو میں پہنچ جائیں گے جہاں سے ہم اپنے

مطلب کا اسلحہ حاصل کر سکتے ہیں''...... کاشان نے جواب دیا۔

''گڈ شو۔ پھر تو ہمارا سارا مسئلہ ہی حل ہو جائے گا ہم اسلحے کے ڈپو پر قبضہ کر کے قلعے کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتے ہیں''۔ تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ اگر ہمیں یہ موقع مل رہا ہے تو پھر ہم کیوں نہ اس کا فائدہ اٹھائیں''...... جولیا نے کہا۔

''جورو نے کہہ دیا اور جورو کے بھائی نے کہہ دیا اس لئے اب تو حکم حاکم مرگِ مفاجات کے تحت یہ سب کرنا ہی پڑے گا''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آئیں۔ میں آپ کو قلعے کے عقبی حصے کی طرف لے چلتا ہوں۔ میں آپ کو اس جگہ کی نشاندہی کر دوں گا جہاں اسلحے کا ڈپو موجود ہے''...... کاشان نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلائے اور پھر وہ کاشان کے ساتھ پہاڑیوں کے اوپر سے ہوتے ہوئے دوسری طرف آ گئے جہاں واقعی ایک عظیم الشان قلعہ پھیلا ہوا تھا۔ اس قلعے کی دیواریں بے حد اونچی تھیں جن پر باقاعدہ باڑ لگی ہوئی تھی اور کاشان کے کہنے کے مطابق اس باڑ میں الیکٹرک کرنٹ دوڑ رہا تھا۔ قلعے کی عمارت کو اوپر سے مکمل طور پر کورڈ کر دیا گیا تھا جس سے قلعہ ایک بہت بڑی سیلڈ عمارت میں تبدیل ہو گیا تھا۔ عمارت کی دیواریں بے حد ٹھوس تھیں۔ عمران نے دیواروں کو جائزہ لیا اور پھر یہ دیکھ کر اسے اطمینان ہو گیا کہ قلعے پر نظر رکھنے

کے لئے وہاں کوئی شارٹ سرکٹ کیمرہ نہیں لگا ہوا تھا اور قلعہ چونکہ مکمل طور پر کورڈ تھا اس لئے وہاں قلعے کی فصیلیں بھی دکھائی نہیں دے رہی تھیں۔

''کیا اس قلعے نما عمارت میں ہیلی کاپٹر بھی آتے ہیں''۔ عمران نے کاشان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''شاید آتے ہوں۔ میں اپنے دوست کے ساتھ جیپ پر یہاں آیا تھا۔ دوسری طرف ایک بڑا سا گیٹ ہے گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہوئے ایک بڑا پورچ بنا ہوا ہے وہاں بے شمار گاڑیاں موجود ہیں''...... کاشان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس علاقے میں آبادیاں کتنے فاصلے پر ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''یہاں صحرائی آبادیاں تو ہیں لیکن اس علاقے سے بہت دور ہیں۔ ان کا فاصلہ اس قلعے نما عمارت سے چار سے پانچ سو کلو میٹر ہے''...... این ٹی نے جواب دیا۔

''مطلب یہ کہ اگر ہم اس قلعے میں کارروائی کریں گے تو اس کے بارے میں جلدی کسی کو علم نہیں ہو سکے گا''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ یہاں اگر دس میگا پاور کے بم بھی بلاسٹ ہو جائیں تو ان کی آوازیں بھی ان آبادیوں تک نہیں پہنچ سکیں گی''...... این ٹی نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اس دیوار کے پیچھے ایک کمرہ ہے اور اس کمرے کے نیچے وہ

تہہ خانہ ہے جسے اسلحے کا ڈپو بنایا گیا ہے"...... کاشان نے عمارت کی ایک دیوار کے پاس کھڑے ہو کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا تم اس کمرے میں گئے تھے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ کمرہ بند تھا۔ اس کمرے میں کاٹھ کباڑ اور غیر ضروری سامان رکھا ہوا ہے"...... کاشان نے بتایا۔

"پھر تمہیں کراس ویژنل گلاسز سے کمرے کے نیچے تہہ خانے اور وہاں موجود اسلحہ کیسے نظر آ گیا۔ کراس ویژنل گلاسز سے دس انچ کی دیوار کے پیچھے دیکھا جا سکتا ہے اگر اس کے پیچھے کوئی دوسری دیوار آ جائے تو اس کے پار نہیں دیکھا جا سکتا۔ تم نے کراس ویژنل گلاسز سے دیوار کے پار کاٹھ کباڑ سے بھرا کمرہ دیکھا ہو گا پھر نیچے تہہ خانے کی چھت کے پار تم نے اسلحے کا ڈپو کیسے دیکھ لیا"۔ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تہہ خانہ کمرے کے باہر کافی دور تک پھیلا ہوا ہے۔ میں نے کمرے کے باہر فرش کے نیچے دیکھا تھا۔ میں نے چونکہ اس تہہ خانے کے ارد گرد کا خصوصی جائزہ لیا تھا اس لئے مجھے اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ تہہ خانے میں جانے کا راستہ اسی کاٹھ کباڑ سے بھرے کمرے سے جاتا ہے کیونکہ مجھے اسی کمرے سے سیڑھیاں نیچے جاتی ہوئی دکھائی دی تھیں"...... کاشان نے جواب دیا تو عمران نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔ وہ آگے بڑھا اور دیوار کو بغور دیکھنا شروع ہو گیا۔ چونکہ اس کے سامنے کاٹھ کباڑ سے بھرے

ہوئے کمرے کی دیوار تھی اس لئے اگر وہ مائیکرو بلاسٹر سٹکس سے اس دیوار کو تباہ کر دیتا تو اس سے اسلحے کے ڈپو کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا تھا۔ عمران چند لمحے دیوار کا جائزہ لیتا رہا پھر اس نے جیب سے وہی سٹکس نکالیں اور ان کے پھولے ہوئے سرے پریس کر کے انہیں دیوار میں موجود رخنوں میں پھنسانا شروع ہو گیا۔ قلعے کی دیوار چونکہ پرانے دور کی بنی ہوئی تھی اور خاصی موٹی تھی اس لئے عمران نے دیوار میں دس سٹکس لگائی تھیں۔ سٹکس لگاتے ہی اس نے اپنے ساتھیوں کو پیچھے ہٹنے کا کہا اور خود بھی پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ پیچھے ہٹنے کے بعد ان سب نے اپنے رخ دوسری طرف کرتے ہوئے ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں اور آنکھوں کو چھپانے کے لئے آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ چند لمحوں کے بعد انہیں ہلکے ہلکے دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں۔ اس بار ان کی آنکھوں میں روشنی کی چمک محسوس نہیں ہوئی تھی۔ وہ چونکہ دن کی روشنی میں تھے اس لئے سٹکس کی چمک اس روشنی میں ہی ضم ہو گئی تھی۔ جب وہ پلٹے تو ان کے سامنے قلعے نما عمارت کی دیوار میں ایک بڑا سا سوراخ دکھائی دے رہا تھا جس کا ملبہ راکھ بن کر نیچے گرا ہوا تھا اور اس راکھ میں سے دھواں سا نکل رہا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی خلاء سے گزر کر کاٹھ کباڑ سے بھرے ہوئے کمرے میں آ گئے۔ کمرے میں پرانا فرنیچر اور ایسا ہی دوسرا غیر ضروری سامان بھرا ہوا تھا۔ کمرے کا ایک حصہ صاف تھا جو

سامنے موجود ایک دروازے سے ہوتا ہوا دائیں جانب موجود دوسرے دروازے کی جانب جا رہا تھا۔

''اس دروازے کے پیچھے سیڑھیاں ہیں جو اسلحے کے ڈپو کی طرف جاتی ہیں''...... کاشان نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے یہاں بھی سٹکس والا طریقہ آزمایا۔ اس نے دروازے کے گرد دیوار میں چند سٹکس لگائیں۔ دیوار کے راکھ بنتے ہی دروازہ گر گیا۔ دوسری طرف واقعی سیڑھیاں تھیں۔ وہ سب سیڑھیاں اترتے چلے گئے اور ایک بڑے تہہ خانے میں آ گئے۔ تہہ خانے میں بڑی بڑی پیٹیوں میں اسلحہ رکھا ہوا تھا۔ اسلحے میں صرف مشین گنیں اور راڈز بم تھے۔ یہ اسلحہ ان کا مطلوبہ اسلحہ نہیں تھا لیکن بہرحال وہ اس سے کام چلا سکتے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے راڈز بموں کے ساتھ مشین گنیں لوڈ کر کے ان کے فالتو میگزین بھی اٹھا لئے اور پھر وہ سب تہہ خانے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

تہہ خانے سے باہر آتے ہی وہ سب دوسرے دروازے کے پاس آ گئے۔

''کیا اس طرف سیکورٹی ہے''...... عمران نے کاشان سے پوچھا۔

''جی ہاں۔ سامنے ایک راہداری ہے جہاں دو مسلح افراد موجود ہوتے ہیں''...... کاشان نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''تمہارے اندازے کے مطابق یہاں کتنے مسلح افراد ہو سکتے

ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''کم و بیش پچاس افراد ہیں''...... کاشان سے چند لمحے سوچنے کے بعد جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تمہیں ان کی پوزیشنیں معلوم ہیں کہ وہ کہاں کہاں موجود ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ وہ عمارت کے مختلف حصوں میں موجود ہیں۔ آپ میرے ساتھ چلیں میں آپ کو قلعے کے ہر حصے تک لے جا سکتا ہوں''...... کاشان نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے قلعے کی راہداری میں داخل ہونے والے دروازے کے پاس ایک راڈ بم رکھا اور اس کا سیفٹی پن نکال کر تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ پیچھے ہٹ آئے تو عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ راڈ بم کی جانب کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ ہوئی اور ساتھ ہی ایک زور دار دھماکا ہوا اور دروازے کے پرخچے اڑتے چلے گئے۔ جیسے ہی دروازے کی جگہ خلاء نمودار ہوا اسی لمحے تنویر نے ایک راڈ بم پوری قوت سے باہر اچھال دیا۔ وہ عمران کی دروازہ اڑانے کی تکنیک سمجھ گیا تھا اس لئے اس نے پہلے سے ہی ایک راڈ بم کا سیفٹی پن نکال کر اسے ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔ کاشان نے بتایا تھا کہ راہداری میں دو یا تین مسلح افراد موجود تھے جو اچانک دروازہ دھماکے سے اُڑنے کی وجہ سے چونک سکتے ہیں اور وہ اس طرف فائرنگ کر سکتے تھے اس لئے

تنویر انہیں کوئی موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ اسی لئے اس نے راڈ بم باہر اچھال دیا تھا۔ جیسے ہی راڈ بم باہر گرا ایک اور دھماکا ہوا اور باہر دو انسانی چیخیں سنائی دیں اور پھر خاموشی چھا گئی۔

''گڈ شو۔ چلو نکلو باہر''...... عمران نے کہا اور دوڑتا ہوا خلاء کی طرف آ گیا۔ خلاء کے پاس آ کر وہ اچھل کر راہداری میں آ گیا۔ راہداری میں دھول پھیلی ہوئی تھی جو اس راڈ بم کی وجہ سے تھی جو تنویر نے پھینکا تھا اور اس بم سے راہداری کی دیواریں اُڑ گئی تھیں۔ عمران کو باہر نکلتے دیکھ کر وہ سب بھی تیزی سے بھاگتے ہوئے راہداری میں آ گئے اور پھر وہ سامنے کی طرف بھاگتے چلے گئے۔ یکے بعد دیگر ہونے والے دو زور دار دھماکوں نے جیسے عمارت کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ چند ہی لمحوں میں ہر طرف سے دوڑنے بھاگنے اور لوگوں کے چیخنے چلانے کی آوازیں سنائی دینا شروع ہو گئیں جو شاید یہ جاننے کے لئے چیخ رہے تھے کہ دھماکا کہاں ہوا ہے اور کس نوعیت کا ہے۔

عمران اور اس کے ساتھی بھاگتے ہوئے جیسے ہی راہداری کے سرے پر پہنچے اسی لمحے دائیں طرف سے چار مسلح افراد بھاگتے ہوئے اس طرف آ گئے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر وہ ٹھٹھک گئے۔ انہوں نے مشین گنیں کاندھوں سے اتاری ہی تھیں کہ تنویر اور جولیا کی مشین گنیں گرجیں اور وہ چاروں لٹو کی طرح گھومتے ہوئے وہیں گر کر ڈھیر ہوتے چلے گئے۔

''عمارت کے اندر ہر طرف پھیل جاؤ اور جو نظر آئے اسے اُڑا دو''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا تو وہ سب سر ہلا کر راہداری کے دائیں بائیں بھاگتے چلے گئے۔

''کاشان تم میرے ساتھ عمارت کے اس حصے کی طرف چلو جہاں قیدیوں کی کال کوٹھڑیاں موجود ہیں''...... عمران نے کہا تو کاشان اثبات میں سر ہلا کر اس کے ساتھ ہو لیا۔

راہداری سے نکلتے ہی انہیں سامنے ایک بڑا سا کمرہ دکھائی دیا۔ وہ کمرہ جیسے چاروں طرف سے کھلا ہوا تھا۔ وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئے سامنے سے آتے ہوئے دو افراد نے ان پر اچانک فائرنگ کر دی۔ انہیں دیکھتے ہی عمران اور کاشان نے ایک ساتھ دائیں اور بائیں چھلانگیں لگا دی تھیں۔ گولیاں ٹھیک اس جگہ پڑیں جہاں عمران اور کاشان موجود تھے۔ اس سے پہلے کہ مسلح افراد مشین گنیں گھما کر ان پر دوبارہ فائرنگ کرتے عمران اور کاشان کی مشین گنوں سے ایک ساتھ تڑتڑاہٹ ہوئی اور وہ دونوں مسلح افراد لٹو کی طرح گھومتے اور چیختے ہوئے گرتے چلے گئے۔ ان میں سے ایک عمران کی گولیوں کا نشانہ بنا تھا اور دوسرا کاشان کی گولیوں کا۔

''ہمیں سامنے کی طرف جانا ہے۔ اس کھلے کمرے کی دوسری طرف ایک اور بڑی راہداری ہے جو بل کھاتی ہوئی جاتی ہے۔ اس راہداری کے اختتام پر قید خانہ ہے جو اوپر بھی ہے اور نیچے دوسرے تہہ خانے میں بھی''...... کاشان نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر

ہلا دیا۔ وہ دونوں تیزی سے بھاگتے ہوئے ایک چکر دار راہداری میں آئے اور سامنے کی طرف بھاگتے چلے گئے۔ عمارت کے مختلف حصوں سے فائرنگ اور دھماکوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جس سے پتہ چلتا تھا کہ عمران کے ساتھیوں اور قلعے نما عمارت کی سیکورٹی میں باقاعدہ ٹھن چکی ہے اور وہ ایک دوسرے پر گولیاں برسانے کے ساتھ ساتھ راڈز بم بھی برسا رہے تھے۔

راہداری کے اختتام پر وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں داخل ہوئے۔ ہال میں چھ مسلح افراد موجود تھے۔ عمران اور کاشان نے ان سب کو وہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا۔ ہال نما اس کمرے میں باقاعدہ پرانے دور کے زندان بنے ہوئے تھے۔ ان زندانوں کے آگے موٹی موٹی سلاخیں لگی ہوئی تھیں جن کے پیچھے بے حال قیدی موجود تھے۔ ان دو افراد کو قید خانے کے مسلح افراد کو ہلاک کرتے دیکھ کر تمام قیدی اٹھ کر سلاخوں کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے تھے اور حیرت اور حسرت بھری نظروں سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ عمران اور کاشان آگے بڑھے اور غور سے ان قیدیوں کو دیکھنے لگے۔ وہ تمام قیدی مسلم تھے جنہیں کافرستان میں بغاوت کرنے اور دوسرے جرائم کرنے کے جرم میں قید کیا گیا تھا۔ عمران اور کاشان نے سلاخوں والے دروازوں پر فائرنگ کر کے ان کے لاک توڑے اور ان قیدیوں کو قید خانوں سے باہر نکالنا شروع ہو گئے۔ قید سے آزاد ہوتے ہی قیدی مسرت بھرے انداز میں نعرے

لگانے لگے۔

''آپ سب خاموش ہو جائیں اور ابھی اسی جگہ رہیں۔ ہم سب قیدیوں کو آزاد کرا لیں پھر ہم سب ایک ساتھ یہاں سے باہر نکلیں گے''...... عمران نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا تو ان سب نے عمران کی بات مان لی اور خاموش ہو گئے۔ عمران نے کاشان کے ساتھ مل کر وہاں کے تمام قید خانوں کے لاک توڑ دیئے تھے۔ پھر عمران، کاشان کے ساتھ سامنے موجود سیڑھیاں اترتا ہوا ایک تہہ خانے میں گیا جہاں کال کوٹھڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ ان کال کوٹھڑیوں کے دروازے لاکڈ تھے جنہیں عمران اور کاشان نے فائرنگ کر کے توڑا اور ان کال کوٹھڑیوں میں موجود قیدیوں کو باہر نکال لیا۔ ان قیدیوں کی حالت انتہائی ابتر تھی۔ کال کوٹھڑیوں میں رکھنے کے باوجود انہیں زنجیروں سے باندھا گیا تھا۔ کئی قیدیوں کے پیروں میں تو بیڑیاں بھی موجود تھیں۔ ان سب کی حالت ایسی تھی جیسے وہ کئی روز سے بھوکے پیاسے ہوں۔ ان کے لباس تار تار ہو رہے تھے اور ان کے جسموں پر زخموں کے جا بجا نشان بھی دکھائی دے رہے تھے جس سے پتہ چلتا تھا کہ ان معصوموں پر انتہائی وحشیانہ انداز میں تشدد کیا گیا تھا۔ عمران نے ان سے جب معلومات حاصل کیں تو یہ سن کر اس کا خون کھول اٹھا کہ ان سب کا تعلق ہیون ویلی اور چند دوسری مسلم آبادیوں سے تھا۔ جو حق خود ارادیت کے لئے آواز بلند کرتے تھے۔ انہیں راتوں رات اٹھا کر یہاں لا کر قید کر دیا گیا

تھا۔ ان میں سے چند افراد تو ایسے تھے جو کئی سالوں سے یہاں قید تھے اور انہوں نے ان کئی سالوں میں سورج کی روشنی تک نہیں دیکھی تھی۔

قیدی عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنا نجات دہندہ اور مسیحا سمجھ رہے تھے۔ عمران نے ان سب کو ایک جگہ اکٹھا کیا۔ ان سب کی تعداد سو کے قریب تھی۔ وہ سب مسلمان تھے۔ ان میں دو افراد پاکیشیا کے فارن ایجنٹ بھی تھے جنہیں بلیک مون ایجنسی نے ہی پکڑا تھا۔

عمران ان سب کو وہاں سے نکالنا چاہتا تھا۔ اس نے کاشان کو ان سب کی حفاظت کے لئے وہاں چھوڑا اور خود بھاگتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا تاکہ اپنے ساتھیوں کی مدد کر سکے۔

قلعے نما عمارت میں پچاس سے زائد افراد نہیں تھے۔ اس کے ساتھیوں نے ان سب کا خاتمہ کر دیا تھا۔ عمران کے کہنے پر انہوں نے ساری عمارت کا جائزہ لیا۔ جب وہاں انہیں ہلاک ہونے والے پچاس افراد کے علاوہ کوئی اور نہ ملا تو عمران کے کہنے پر صفدر اور این ٹی زندانوں سے جا کر کاشان اور تمام قیدیوں کو باہر لے آیا۔

عمارت کے بیرونی حصے میں ایک بڑا سا گیٹ لگا ہوا تھا جس کی دائیں سائیڈ پر گاڑیاں کھڑی کرنے کے لئے بڑا سا پورچ بنا ہوا تھا۔ وہاں دس سے زائد گاڑیاں موجود تھیں جن میں ایک بس بھی

شامل تھی جو شاید اس قید خانے کے محافظوں کو ایک ساتھ لانے اور لے جانے کے لئے استعمال ہوتی تھی۔ صفدر نے گیٹ کھول کر گیٹ کے باہر موجود دو گارڈز کو بھی ہلاک کر دیا تھا۔

عمران نے قیدیوں سے بات چیت کی اور ان سے پوچھا کہ وہ کہاں جانا چاہتے ہیں تو انہوں نے عمران کو ہیون ویلی کے ساتھ مختلف علاقوں کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ کاشان نے عمران سے پوچھ کر اس بات کی ذمہ داری لے لی کہ وہ ان قیدیوں کو ان کے گھروں تک پہنچانے کا انتظام کر سکتا ہے تو عمران نے اسے اجازت دے دی۔ قیدی کاشان کے ساتھ بس میں اور مختلف گاڑیوں میں سوار ہوئے اور وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ ان سب کی خوشی دیدنی تھی۔ برسوں کی قید کے بعد وہ آزادی کا سورج دیکھ رہے تھے اس لئے ان سب کے چہرے دمک رہے تھے۔

جب کاشان تمام قیدیوں کو لے کر وہاں سے نکل گیا تو عمران اور اس کے ساتھی این ٹی کے ساتھ دو گاڑیوں میں سوار ہوئے اور قلعے نما عمارت سے نکلتے چلے گئے۔

”ہمیں اس قید خانے کو مکمل طور پر تباہ کر دینا چاہئے تھا تاکہ بلیک مون ایجنسی دوبارہ یہاں کسی مظلوم کو قید نہ کر سکے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”جلد ہی یہ عمارت تباہ ہو جائے گی۔ اس عمارت کے نیچے ہمیں ہلاک کرنے کے لئے جو کرومنائٹ لائٹ لگائی گئی ہے وہ لائٹ جلد

ہی باہر آ کر اس عمارت میں پھیل جائے گی جس سے ساری عمارت تباہ ہو جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا کرومناٹ لائٹ ابھی تک آف نہیں ہوئی ہے''۔ صفدر نے چونک کر کہا۔

''نہیں۔ میں نے عمارت کے اس کمرے میں جا کر وہ آلہ چیک کیا تھا جہاں فرش کے ایک حصے سے ہارڈ روم میں ہم پر لائٹ برسائی جا رہی تھی۔ میں پہلے لائٹ آف کر کے آلہ اپنے قبضے میں لینا چاہتا تھا لیکن چونکہ مجھے اسلحے کے ڈپو میں تباہ کن بم نہیں ملے تھے اور میں اس عمارت کو تباہ کرنا چاہتا تھا اس لئے میں نے کرومناٹ لائٹ والا آلہ آف نہیں کیا تھا بلکہ اس کی پاور میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔ لائٹ ہارڈ روم کی دیواروں سے ہوتی ہوئی باہر آئے گی۔ باہر آتے ہی چونکہ دھوپ میں لائٹ کی پاور اور زیادہ بڑھ جائے گی اس لئے عمارت خستہ ہو کر خود ہی منہدم ہو جائے گی۔ عمارت کرومناٹ لائٹ سے تباہ ہو گی تو بلیک مون ایجنسی والوں کو اس بات کا علم نہیں ہو سکے گا کہ اس عمارت پر ہم نے حملہ کیا تھا اور عمارت میں موجود تمام قیدی چھڑا لئے تھے۔ وہ یہی سمجھیں گے کہ لائٹ ہمیں ہلاک کرنے کے بعد کمرے کی دیواروں سے ہوتی ہوئی عمارت میں داخل ہو گئی تھی جس سے پوری عمارت تباہ ہو گئی ہے''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''کیا عمارت کے تباہ ہونے کے بعد وہ آلہ بھی تباہ ہو جائے گا جس سے کرومناٹ لائٹ برسائی جا رہی ہے''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''شاید''...... عمران نے کاندھے اچکا کر کہا۔

''شاید سے آپ کی کیا مراد ہے''...... کیپٹن شکیل نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

''آلہ بلیک بلاکر سے بنا ہوا ہے جس پر اس لائٹ کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ہوسکتا ہے کہ لائٹ کی وجہ سے عمارت تو تباہ ہو جائے لیکن اس آلے کو کوئی نقصان نہ پہنچے''...... عمران نے کہا۔

''ایسی صورت میں تو آلے سے ریڈ لائٹ کا اخراج ہوتا رہے گا اور جیسا کہ آپ نے کہا کہ سورج کی روشنی میں سرخ روشنی تیزی سے سفر کرتی ہے۔ اگر سرخ روشنی صحرا سے ہوتی ہوئی ان علاقوں تک پہنچ گئی جہاں انسانی آبادیاں ہیں تو کیا وہ آبادیاں اس لائٹ سے متاثر نہیں ہوں گی''...... صفدر نے کہا۔

''این ٹی اور کاشان کے کہنے کے مطابق انسانی آبادیاں اس علاقے سے بہت دور ہیں۔ کرومناٹ لائٹ کی سورج کی روشنی میں آنے کے بعد رفتار بڑھ ضرور جاتی ہے لیکن اتنی نہیں کہ چند گھنٹوں میں وہ سینکڑوں کلومیٹر تک پھیل جائیں۔ انسانی آبادیوں تک آتے آتے ریڈ لائٹ کو کئی ہفتے لگ جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''پھر بھی۔ ہفتوں کے بعد بھی جب لائٹ وہاں پہنچے گی تو اس

سے انسانی آبادیوں کا تو نقصان ہوگا ہی''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ ایسا نہیں ہوگا۔ لائٹ انسانی آبادیوں تک پہنچنے سے پہلے ہی آف کر دی جائے گی۔ یہ خاص قسم کا آلہ ہے جسے کرنل سنگرام شاید ہمیں ہی ہلاک کرنے کے لئے یہاں لایا تھا۔ وہ اس آلے کو لینے کے لئے وہاں ضرور پہنچے گا۔ کرومناٹ لائٹ کے مسلسل اخراج کی وجہ سے جب وہ عمارت کی تباہی دیکھے گا تو وہ اس آلے کو آف ضرور کرے گا''...... عمران نے کہا۔

''کرنل سنگرام اگر اس طرف آیا تو کیا وہ کرومناٹ لائٹ کا شکار نہیں ہوگا''...... تنویر نے پوچھا۔

''اس کے پاس کرومناٹ لائٹ سے بچنے کا کوئی نہ کوئی طریقہ ضرور ہوگا''...... عمران نے جواب دیا تو وہ سب خاموش ہو گئے۔

''بلیک مون ایجنسی تو واقعی سفاک اور درندہ صفت ایجنسی معلوم ہوتی ہے۔ یہ شاید انسانوں کو انسان ہی نہیں سمجھتے۔ ان قیدیوں پر انہوں نے کس قدر خوفناک ظلم کئے تھے۔ میں تو کہتی ہوں کہ وہ آلہ تم ہی وہاں سے لے آتے اور جب ہم بلیک مون ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرتے تو کرنل سنگرام سمیت اس کے تمام ساتھیوں کو ایک جگہ جمع کر کے ہم اسی لائٹ سے ان کو ہلاک کر دیتے''۔ چند لمحوں کے بعد جولیا نے کہا۔

''ان کا انجام ویسے ہی برا ہونے والا ہے انہیں کرومناٹ لائٹ سے مارنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں کرنل سنگرام اور اس کے

ساتھیوں کا اس قدر بھیانک حشر کروں گا کہ مرنے کے بعد بھی ان کی روحیں صدیوں تک بلبلاتی رہیں گے''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''ایسی سفاک اور درندہ صفت ایجنسی کو تو جڑوں سے ختم کر دینا چاہئے''...... صفدر نے کہا۔

''ایسا ہی ہوگا۔ ہم آ گئے ہیں۔ اب اس ایجنسی کو جب تک ہم ملیا میٹ نہیں کر دیں گے۔ سکون سے نہیں بیٹھیں گے''...... تنویر نے غرا کر کہا۔ وہ سب اسی طرح بلیک مون ایجنسی کی سفاکی کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔ این ٹی انہیں دارالحکومت لے آیا۔ عمران کے کہنے پر اس نے گاڑی وہیں چھوڑی اور پھر وہ سب شہر سے مختلف ٹیکسیوں میں سفر کرتے ہوئے ایک نئے علاقے میں آ گئے۔ اس علاقے میں این ٹی کا ایک ٹھکانہ موجود تھا۔

اس ٹھکانے تک آنے میں انہیں طویل سفر کرنا پڑا تھا اس لئے وہ سب بری طرح سے تھک گئے تھے۔ ویسے بھی رات ہو رہی تھی اس لئے انہوں نے رات وہیں گزارنے کا فیصلہ کیا تھا۔ شہر کی طرف آتے ہوئے راستے میں این ٹی اپنے ایک ساتھی سے بھی ملا تھا اور اس نے اس سے مقامی کرنسی حاصل کی تھی جس سے اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو راستے میں ہی ایک ریسٹورنٹ سے کھانا کھلا دیا تھا۔ ان کے پیٹ چونکہ بھرے ہوئے تھے اس لئے اپنے کمروں میں آتے ہی ان کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں اور وہ بے ہوشی جیسی نیند میں ڈوبتے چلے گئے جبکہ عمران، این ٹی کو لے

کر سٹنگ روم میں آ گیا۔ ان دونوں کی آنکھوں میں نیند کا شائبہ تک دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

''یہ بتاؤ کہ یہ کرومنات لائٹ کس کی ایجاد ہے''...... عمران نے این ٹی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''اس لائٹ کا موجد پروفیسر بھٹناگر ہے جو کافرستان کی سب سے بڑی ڈبل وائٹ لیبارٹری میں کام کرتا ہے''...... این ٹی نے کہا۔

''اس کے بارے میں تمہارے پاس کیا تفصیلات ہیں۔ کیا وہ ہر وقت لیبارٹری میں ہی رہتا ہے یا اس کا کوئی گھر بار بھی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''اس کی ذاتی رہائش گاہ ہے وہ دن بھر لیبارٹری میں رہتا ہے اور رات کو واپس اپنی رہائش گاہ میں آ جاتا ہے''...... این ٹی نے جواب دیا۔

''کون کون رہتا ہے اس کے ساتھ''...... عمران نے پوچھا۔

''اس کا مجھے تفصیلی علم نہیں ہے۔ آپ مجھے تھوڑا وقت دیں میں اس کے بارے میں آپ کو مکمل معلومات فراہم کر دوں گا''...... این ٹی نے جواب دیا۔

''کب تک معلومات اکٹھی کر لو گے''...... عمران نے پوچھا۔

''رات کے وقت تو مشکل ہے یہ کام دن میں ہی ہو سکتا ہے۔ آپ مجھے شام تک کا وقت دے دیں۔ میں آپ کے سامنے

پروفیسر بھٹناگر کا سارا کچا چٹھا لا کر رکھ دوں گا''...... این ٹی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم اس کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ تب تک میں آرام کر لیتا ہوں''...... عمران نے کہا تو این ٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''لیکن آپ پروفیسر بھٹناگر کے بارے میں کیوں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا کرنل سنگرام یا بلیک مون ایجنسی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے''...... این ٹی نے پوچھا۔

''میں نے کرومنات آلے کی رینج بڑھا کر اسے لاک کر دیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ کرنل سنگرام کسی بھی طرح اسے ان لاک نہیں کر سکے گا۔ اس آلے کو آف کرنے کے لئے اسے پروفیسر بھٹناگر سے ہی بات کرنی پڑے گی جو اس آلے کو ان لاک کر کے آف کرے گا۔ اگر اس آلے کو آف نہ کیا گیا تو اس سے پھیلنے والی تباہی پورے کافرستان کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے جس کا کرنل سنگرام بہرحال رسک نہیں لے گا''...... عمران نے کہا۔

''تو آپ پروفیسر بھٹناگر تک اس لئے پہنچنا چاہتے ہیں تاکہ کرنل سنگرام جب بھی اس سے ملنے آئے آپ اس پر ہاتھ ڈال سکیں اور اس کے ذریعے اس کے خفیہ ہیڈ کوارٹر پہنچ جائیں''۔ این ٹی نے عمران کی باتوں کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

''ارادہ تو میں یہی کر رہا ہوں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دونوں

میں سے کس کا پلڑا زیادہ بھاری ہے۔ کرنل سنگرام کا پروفیسر بھٹناگر پر زور چلتا ہے یا پھر پروفیسر بھٹناگر، کرنل سنگرام پر بھاری پڑتا ہے۔ جو بھی ہے۔ آلے کو آف کرنے کے لئے کرنل سنگرام کو پروفیسر بھٹناگر سے بات ضرور کرنی پڑے گی اور اسے بات کرنے کے لئے یا تو پروفیسر بھٹناگر سے خود ملنے کے لئے جانا پڑے گا یا پھر وہ پروفیسر بھٹناگر کو اپنے پاس بلائے گا۔ دونوں ہی صورتوں میں وہ سامنے آئے گا اور میں اس موقع کو ضائع نہیں ہونے دوں گا بلکہ اس کا فائدہ اٹھاؤں گا“...... عمران نے کہا۔

”تب تو ہمیں کوفورٹ میں ہی رہنا چاہئے تھا۔ وہ آلہ وہیں ہے اور اسے آف کرنے کے لئے انہیں لامحالہ وہیں آنا پڑے گا“...... این ٹی نے کہا۔

”نہیں۔ آلے کو آف کرنے کے لئے وہ خصوصی انتظامات کر کے وہاں جائیں گے اور یہاں ہمیں وہ سہولیات حاصل نہیں ہیں کہ ہم ایئر ٹائٹ لباس پہن کر وہاں ان کے انتظار میں بیٹھے رہیں۔ اس سے بہتر ہے کہ ہم پروفیسر بھٹناگر تک پہنچ جائیں اور وہیں کرنل سنگرام کو قابو کرنے کی کوشش کریں۔ اس طرح ہمارا وقت بھی بچے گا اور بلیک مون ایجنسی کا اصل کرتا دھرتا بھی ہمارے ہاتھ آ جائے گا جو ہمیں اپنے ہاتھوں پراجیکٹ ون ٹو تھری کی فائل واپس لا کر دے گا“...... عمران نے کہا تو این ٹی نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

”تو ٹھیک ہے۔ میں چلتا ہوں اور پروفیسر بھٹناگر کے بارے میں معلومات حاصل کرتا ہوں۔ بس یہ دعا کریں کہ ہمارے پروفیسر بھٹناگر تک پہنچنے سے پہلے کرنل سنگرام اس تک نہ پہنچ جائے۔ اگر وہ ہم سے پہلے پروفیسر بھٹناگر تک پہنچ گیا تو پھر ہمارا سارا پلان چوپٹ ہو جائے گا“...... این ٹی نے کہا۔

”اتنی جلدی کرنل سنگرام پروفیسر بھٹناگر کے پاس نہیں جائے گا وہ جانتا ہے کہ کرومناٹ لائٹ نہایت دھیمی رفتار سے سفر کرتی ہے۔ وہ ایک دو روز تک ہارڈ روم سے آلہ ہٹانے کی کوشش نہیں کرے گا تاکہ ہماری لاشیں تک جل بھن جائیں۔ ہمارے لئے یہ ایک دو روز کافی ہوں گے“...... عمران نے کہا۔

”اوکے۔ پھر خیر ہے۔ میں جلد سے جلد پروفیسر بھٹناگر کے بارے میں معلومات حاصل کر لوں گا اور اگر مجھے موقع ملا تو میں اسے اس کی رہائش گاہ سے اٹھا لوں گا۔ تاکہ آپ جلد سے جلد اس کی رہائش گاہ تک پہنچ سکیں اور اس کی جگہ لے لیں“...... این ٹی نے کہا۔

”ہاں۔ یہ مناسب رہے گا۔ یاد رکھنا پروفیسر بھٹناگر کو کچھ نہیں ہونا چاہئے۔ پروفیسر بھٹناگر ایک بار قابو میں آ جائے تو تم اسے کرومناٹ لائٹ کے بارے میں تفصیل بتا دینا۔ اس کے علاوہ کوئی اور اس آلے کو آف نہیں کر سکتا۔ اس سے کہنا کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو کوفورٹ میں لگا ہوا کرومناٹ آلہ جا کر آف کر دے ورنہ

تابکاری سے بھری ہوئی ریڈ لائٹ آہستہ آہستہ پورے کافرستان کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی اور کافرستان ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا‘‘...... عمران نے جواب دیا۔ این ٹی نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلایا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور این ٹی اسے سلام کرتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ عمران کے پاس این ٹی کے واپس آنے تک چونکہ کوئی کام نہیں تھا اس لئے اس نے بھی اپنے ساتھیوں کی طرح آرام کرنے کی ٹھان لی۔ وہ ایک بیڈ روم میں گیا اور بستر پر گر کر لمبی تان کر سو گیا جیسے وہ کافرستان میں صرف سونے کے لئے ہی آیا ہو۔

کرنل سنگرام کار لے کر ٹاپ آفیسرز کالونی میں داخل ہوا اور چند گلیوں سے گزرتا ہوا ایک رہائش گاہ کے سامنے آ کر اس نے کار روک دی۔

گیٹ کے پاس دو باوردی گارڈز کھڑے تھے۔ کار آتے دیکھ کر وہ مستعد ہو گئے۔ کرنل سنگرام نے کار کی کھڑکی کا شیشہ ہٹایا تو ایک گارڈ تیز تیز چلتا ہوا اس کے پاس آ گیا۔

’’یس سر‘‘...... گارڈ نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’میں کرنل سنگرام ہوں۔ مجھے پروفیسر بھٹناگر سے ملنا ہے۔ میری ان سے اپوائنٹمنٹ ہے‘‘...... کرنل سنگرام نے کرخت لہجے میں کہا۔

’’اوہ۔ یس سر۔ ہمیں آپ کے بارے میں بتایا گیا تھا۔ ایک منٹ میں گیٹ کھلواتا ہوں‘‘...... گارڈ نے کہا تو کرنل سنگرام نے

اثبات میں سر ہلا دیا۔ گارڈ تیزی سے واپس گیا اور اس نے سائیڈ میں موجود ایک کیبن میں جا کر انٹر کام پر اندر کسی سے بات کی۔ چند لمحوں کے بعد گیٹ آٹو میٹک انداز میں کھلتا چلا گیا۔ جیسے ہی گیٹ کھلا گارڈ نے کرنل سنگرام کو کار اندر لے جانے کا اشارہ کر دیا۔ کرنل سنگرام کار لے کر رہائش گاہ میں داخل ہوا اور اس نے کار ایک بڑے پورچ میں روک دی جہاں چند اور کاریں بھی کھڑی تھیں۔ جیسے ہی کرنل سنگرام کار روک کر کار سے باہر نکلا اسی لمحے دائیں طرف موجود ایک اور مسلح گارڈ تیز تیز چلتا ہوا اس کے پاس آ گیا۔

''جناب کیا آپ کرنل سنگرام ہیں''...... گارڈ نے غور سے کرنل سنگرام کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''یس''...... کرنل سنگرام نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''اوہ۔ گڈ۔ آئیں جناب۔ تشریف لائیں۔ پروفیسر صاحب آپ کے ہی منتظر ہیں''...... گارڈ نے جواب دیا تو کرنل سنگرام نے اثبات میں سر ہلایا اور اس کے ساتھ ہو لیا۔

گارڈ کرنل سنگرام کو مختلف راستوں سے گزارتا ہوا ایک ہال نما کمرے میں لے آیا جو سٹنگ روم کے طرز پر سجا ہوا تھا۔

''تشریف رکھیں۔ میں پروفیسر صاحب کو اطلاع دے کر آتا ہوں''...... گارڈ نے کہا تو کرنل سنگرام نے اثبات میں سر ہلایا اور ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ صوفے کے سامنے ایک آرائشی میز رکھا ہوا

تھا جس پر نفیس گلاسوں کے ساتھ ایک خوبصورت جگ بھی رکھا ہوا تھا جس میں منرل واٹر موجود تھا۔

کرنل سنگرام نے گلاس اٹھا کر اپنے قریب کیا اور پھر اس نے جگ سے گلاس میں پانی انڈیلا اور پانی پینے لگا۔ پانی پی کر اس نے گلاس میز پر رکھا ہی تھا کہ اسی لمحے اسے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اس نے چونک کر دیکھا تو سامنے والے دروازے سے ایک بوڑھا شخص اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس شخص کا سر گنجا تھا البتہ اس کے سر کے کناروں پر سفید بالوں کی جھالریں سی لٹک رہی تھیں۔ بوڑھے کی کمر قدرے جھکی ہوئی تھی۔ اس کی آنکھوں پر موٹے فریم کا چشمہ تھا جس سے اس کی نیلی مگر انتہائی چمکدار آنکھیں جھانک رہی تھیں۔ بوڑھے کو دیکھتے ہی کرنل سنگرام اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے بوڑھے کو مخصوص انداز میں سلام کیا تو بوڑھے نے خفیف سا سر ہلا کر اس کے سلام کا جواب دیا اور پھر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا اس کے سامنے آ کر دوسرے صوفے پر بیٹھ گیا۔

''فرمائیں۔ آپ مجھ سے کس سلسلے میں ملنا چاہتے تھے''۔ بوڑھا جو پروفیسر بھٹناگر تھا ، نے کرنل سنگرام کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کچھ کہنے سے پہلے میں آپ کو کچھ دینا چاہتا ہوں''...... کرنل سنگرام نے کہا اور اس نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر دو سیلڈ

لفافے نکالے اور بڑے احترام بھرے انداز میں پروفیسر بھٹناگر کی جانب بڑھا دیئے۔ ان میں اسے ایک لفافہ پرنٹڈ تھا جس پر نیو ہیون نامی سیون سٹار ہوٹل کا نام اور سائن تھا جبکہ دوسرا لفافہ سادہ تھا۔

"کیا ہے اس میں"...... پروفیسر بھٹناگر نے اس سے لفافے لے کر غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"آپ دیکھ لیں"...... کرنل سنگرام نے مسکراتے ہوئے کہا تو پروفیسر بھٹناگر نے پرنٹڈ لفافہ میز پر رکھا اور سادہ لفافہ کھولنے لگا۔ لفافہ کھول کر اس نے لفافے میں دو انگلیاں ڈال کر اس میں موجود ایک چیک نکال لیا۔ یہ فارن بینک کا گارنٹیڈ چیک تھا۔ پروفیسر بھٹناگر نے حیرت سے چیک کی طرف دیکھا اور پھر اس پر لکھی ہوئی اماؤنٹ دیکھ کر اس کے چہرے کی حیرت اور بڑھ گئی۔ چیک پر ایک لاکھ ڈالرز درج تھے۔

"ایک لاکھ ڈالر۔ یہ کس لئے ہیں"...... پروفیسر بھٹناگر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"دوسرا لفافہ بھی دیکھ لیں"...... کرنل سنگرام نے کہا تو پروفیسر بھٹناگر نے پرنٹڈ لفافے کی طرف دیکھا اور پھر اس نے چیک اور کھلا ہوا لفافہ اپنی سائیڈ میں رکھ کر دوسرا لفافہ اٹھا لیا۔ اس نے لفافہ کھولا تو اس میں ایک لگژری کمرے کی ریزرویشن سلپ اور چابی تھی۔

"کیا ہے یہ سب"...... پروفیسر بھٹناگر نے کرنل سنگرام کی جانب حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یہ سب آپ کے لئے ہے۔ نیو ہیون ہوٹل میں آپ کے لئے میں نے خصوصی طور پر کمرہ بک کرایا ہے جہاں آپ کو ایک سے بڑھ کر ایک سہولیات ملیں گی اور وہاں میں نے آپ کی پسند اور ناپسند کو بھی مدِ نظر رکھ کر انتظامات کرائے ہیں۔ آپ جب تک چاہیں اس روم میں رہ سکتے ہیں۔ آپ کی سیکورٹی کے لئے بھی میں نے وہاں خصوصی انتظامات کئے ہیں تاکہ آپ کو کسی قسم کی پرابلم نہ ہو۔ رہی چیک کی بات تو یہ ایک حقیر سا نذرانہ ہے آپ کے لئے۔ ایسے ہی مزید دس چیک جلد ہی آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے جائیں گے"...... کرنل سنگرام نے کہا تو پروفیسر بھٹناگر کی حالت دیکھنے والی ہوگئی وہ ہونقوں کی طرح کرنل سنگرام کی جانب دیکھ رہا تھا جیسے اسے کرنل سنگرام کی ان نوازشات کے بارے میں کچھ سمجھ نہ آ رہا ہو۔

"ان سب کے عیوض آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں"...... چند لمحے توقف کے بعد پروفیسر بھٹناگر نے کرنل سنگرام کی جانب غو سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مجھ سے ایک چھوٹی سی غلطی ہوگئی ہے۔ یہ سب میں اس غلطی کے ازالے کے لئے کر رہا ہوں"...... کرنل سنگرام نے کہا۔

"غلطی۔ کیسی غلطی"...... پروفیسر بھٹناگر نے چونک کر پوچھا۔

''کافرستان میں چند پاکیشیائی ایجنٹ داخل ہو گئے تھے۔ وہ وزارت دفاع کے سٹرانگ روم تک رسائی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ جب تک مجھے ان کے بارے میں پتہ چلا وہ خفیہ طور پر سٹرانگ روم میں داخل ہو چکے تھے اور انہوں نے وہاں سے کافرستان کی چند نایاب اور قیمتی ایجادات بھی چوری کر لی تھیں جو سیمپل کے طور پر وہاں رکھی گئی تھیں۔ ان ایجادات میں آپ کی ایجاد کردہ کرومنات لائٹ فائر کرنے والی مشین بھی شامل تھی''...... کرنل سنگرام نے بات بناتے ہوئے کہا۔ اس کی آخری بات سن کر پروفیسر بھٹناگر بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا کہا۔ میری کرومنات لائٹ مشین چوری ہو گئی ہے اور اس مشین کو پاکیشیائی ایجنٹوں نے چوری کیا ہے۔ کیسے۔ یہ کیسے ہو گیا۔ اس سٹرانگ روم کی حفاظت کی ذمہ داری آپ کی ایجنسی کے پاس تھی۔ وہاں آپ کے ایجنٹ تعینات تھے۔ اس کے باوجود کیسے پاکیشیائی ایجنٹ نہ صرف سٹرانگ روم میں داخل ہو گئے بلکہ وہ وہاں سے کرومنات لائٹ مشین چوری کر کے لے گئے''...... پروفیسر بھٹناگر نے بری طرح سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

''پاکیشیائی ایجنٹوں نے وہاں اچانک حملہ کیا تھا اور پوری بلڈنگ میں بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلا دی تھی جس کی وجہ سے بلڈنگ میں موجود تمام افراد بے ہوش ہو گئے تھے اور پھر پاکیشیائی ایجنٹ وہاں نقب لگا کر داخل ہو گئے اور وہاں سے کئی اہم

چیزیں لے کر نکل گئے۔ لیکن آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں جیسے ہی ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا پتہ چلا ہم نے ان کے خلاف فوری کارروائی کرتے ہوئے کافرستان کی سرزمین ان کے لئے اس قدر تنگ کر دی کہ انہیں کافرستان سے نکلنے کے لئے کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا۔ وہ چوری کردہ سامان لے کر ویسٹرن ڈیزرٹ کی جانب بھاگ گئے تھے اور انہوں نے ویسٹرن ڈیزرٹ میں موجود کوفورٹ پر قبضہ کر لیا تھا۔ وہ کوفورٹ سے ہیون ویلی کے قیدیوں کو بھی آزاد کرانا چاہتے تھے۔ ہمیں جب اس بات کا علم ہوا کہ پاکیشیائی ایجنٹ کوفورٹ میں موجود ہیں تو ہم نے فوری طور پر فورٹ کا گھیراؤ کر لیا۔ ہمارا پاکیشیائی ایجنٹوں سے زبردست مقابلہ ہوا تھا لیکن آخر کار فتح ہمیں مل گئی۔ ہم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو کوفورٹ سے پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ ہم سے بچنے کے لئے پاکیشیائی ایجنٹ کوفورٹ کے ہارڈ روم میں جا گھسے تھے۔ وہ چونکہ انتہائی خطرناک ایجنٹ تھے اور وہ کوفورٹ سے فرار ہونے کے لئے کچھ بھی کر سکتے تھے اس لئے ہم نے انہیں فوری طور پر ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ چونکہ ہارڈ روم میں کوئی اسلحہ کام نہیں کرتا تھا اور وہاں جانے کا راستہ بھی پاکیشیائی ایجنٹوں نے اندر سے سیلڈ کر لیا تھا اس لئے میں نے ان خطرناک پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنے کے لئے آپ کی ایجاد کردہ کرومنات لائٹ مشین استعمال کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر میں نے ہارڈ روم کے اوپر اس مشین کو

اڈجسٹ کیا اور مشین آن کر دی۔ چونکہ مشین سے نکلنے والی لائٹ کی رفتار انتہائی دھیمی ہوتی ہے اس لئے میں مشین آن کر کے وہیں چھوڑ آیا تھا۔ مشین آن کرنے کے ساتھ ساتھ میں نے ہارڈ روم کے بیرونی راستے بھی سیلڈ کر دیئے تھے تاکہ پاکیشیائی ایجنٹ کسی بھی طور پر وہاں سے نہ نکل سکیں۔ لائٹ آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھ رہی تھی۔ مجھے ایک ضروری کام کے سلسلے میں پرائم منسٹر نے اپنے پاس بلا لیا تھا اور پھر مجھے پرائم منسٹر کی ہدایات پر ایک ضروری کام کے لئے دوسرے شہر جانا پڑ گیا جس کی وجہ سے میں کوفورٹ میں لگی ہوئی کرومناٹ لائٹ آف کرنا اور وہاں سے مشین اٹھانا بھول گیا''...... کرنل سنگرام نے مسلسل دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تو اس میں کیا مسئلہ ہے۔ تم واپس آ کر بھی تو کوفورٹ سے وہ مشین واپس لا سکتے تھے۔ ہارڈ روم میں زیادہ سے زیادہ تین سے چار گھنٹوں میں ریڈ لائٹ پھیل جاتی جس کی زد میں آتے ہی پاکیشیائی ایجنٹ جل کر راکھ بن جاتے''...... پروفیسر بھٹناگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ میں ایسا ہی کرنا چاہتا تھا لیکن پرائم منسٹر کے کاموں میں، میں اس بری طرح سے الجھ گیا تھا کہ میں کرومناٹ لائٹ مشین کو یکسر بھول ہی گیا تھا جس کی وجہ سے کوفورٹ میں مسئلہ پیدا ہو گیا ہے''...... کرنل سنگرام نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

''کیسا مسئلہ۔ کیا ہوا ہے''...... پروفیسر بھٹناگر نے چونک کر پوچھا۔

''چونکہ وہ مشین آن تھی اس لئے اس سے مسلسل لائٹ کا اخراج ہو رہا تھا۔ ہارڈ روم سیلڈ تھا لیکن شاید اس کا کوئی حصہ ڈیمیج تھا جس کی وجہ سے ریڈ لائٹ پورے کوفورٹ میں پھیل گئی تھی۔ اس لائٹ میں موجود تابکاری اثرات پورے کوفورٹ میں پھیل گئے تھے جس کی وجہ سے کوفورٹ مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے اور وہاں موجود ہمارے ساتھی اور بہت سے پرزنرز بھی مارے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ چونکہ ابھی تک کرومناٹ لائٹ مشین آن ہے اس لئے اس میں سے مسلسل لائٹ نکل نکل کر پھیلتی جا رہی ہے۔ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ لائٹ صحرا میں پھیلتی ہوئی کہیں کافرستانی آبادیوں تک نہ پہنچ جائے۔ اس لئے میں آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ کسی بھی طرح اس مشین کو آف کیا جا سکے اور کافرستان کو ممکنہ تباہی سے بچایا جا سکے''...... کرنل سنگرام نے بات پوری کرتے ہوئے کہا۔ پروفیسر بھٹناگر اس کی جانب کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''تو یہ بات ہے۔ کرومناٹ لائٹ مشین آف نہ کرنا آپ کی غلطی ہے جس پر پردہ ڈالنے کے لئے آپ یہاں آئے ہیں''۔ پروفیسر بھٹناگر نے کہا۔

''ہمارے پاس ان ایجنٹوں کو ہلاک کرنے کا اور کوئی آپشن نہیں تھا جناب۔ بس مجھ سے یہ مس ٹیک ہو گئی ہے کہ میں بروقت جا کر

لرومناٹ لائٹ مشین آف نہیں کر سکا تھا''...... کرنل سنگرام نے جان بوجھ کر سر جھکاتے اور پروفیسر بھٹناگر کے سامنے معصوم بننے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''آپ جانتے ہیں آپ کی یہ مس ٹیک کافرستان پر کیا قیامت ڈھا سکتی ہے۔ اگر ریڈ لائٹ کو آف نہ کیا گیا تو یہ آہستہ آہستہ پورے ملک پر پھیل جائے گی اور پھر دنیا سے کافرستان کا نام و نشان تک مٹ جائے گا''...... پروفیسر بھٹناگر نے غراتے ہوئے کہا۔

''اپنی اس غلطی کے ازالے کے لئے ہی تو میں آپ کے پاس آیا ہوں جناب۔ اب آپ ہی ہیں جو اس مشین کو آف کر کے کافرستان کو ہولناک تباہی سے بچا سکتے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں جناب کہ آپ جلد سے جلد کچھ کریں اور کسی بھی طرح کوفورٹ میں جا کر اس مشین کو آف کر دیں۔ اس کے لئے آپ مجھ سے جو مانگیں گے میں آپ کو دینے کو تیار ہوں۔ بس میں اتنا چاہتا ہوں کہ کرومناٹ لائٹ کا سلسلہ اعلیٰ حکام کی توجہ بننے سے پہلے ہی ختم ہو جائے''...... کرنل سنگرام نے اسی انداز میں کہا۔

''اوہ اب سمجھا۔ آپ مجھے رشوت اس لئے دے رہے ہیں تاکہ میں اس معاملے کو دبا لوں اور کرومناٹ لائٹ کے بارے میں اعلیٰ حکام کو نہ بتا دوں''...... پروفیسر بھٹناگر نے غرا کر کہا۔

''سر۔ اس لائٹ کی وجہ سے میرا بہت نقصان ہوا ہے۔ کوفورٹ

بھی مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے اور اس میں موجود میرے بہت سے آدمی بھی مارے گئے ہیں۔ ابھی تو مجھے ان قیدیوں کے بارے میں بھی اعلیٰ حکام کو اعتماد میں لینا ہے جو کوفورٹ میں ریڈ لائٹ کا شکار ہوئے ہیں۔ اگر حکومت کو علم ہو گیا کہ ان سب کی ہلاکت میں میرا ہاتھ ہے تو میرا نہ صرف کورٹ مارشل کر دیا جائے گا بلکہ میری ایجنسی بھی ہمیشہ کے لئے ختم کر دی جائے گی۔ میں اس سلسلے میں بہت اپ سیٹ تھا اسی لئے میں آپ سے ملنا چاہتا تھا اور آپ کی خدمت کرنا چاہتا تھا''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اعلیٰ حکام سے یہ بات چھپا لوں گا اور میں کوفورٹ جا کر کرومناٹ مشین بھی آف کر دوں گا تاکہ اس سے مزید تباہی نہ پھیل سکے۔ لیکن اس کے لئے میں دس لاکھ ڈالر اور یہ سب قبول نہیں کروں گا۔ آپ کو میرے لئے اس کے ساتھ کچھ اور بھی کرنا پڑے گا''...... پروفیسر بھٹناگر نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے ایک ایک لفظ رک رک کر کہا تو کرنل سنگرام چونک کر اور امید بھری نظروں سے اس کی جانب دیکھنا شروع ہو گیا۔

''میں سب کچھ کرنے کو تیار ہوں جناب۔ آپ حکم کریں۔ آپ کہیں تو میں آپ کے سامنے دولت کا ڈھیر لگا دوں گا اور ایک سے بڑھ کر ایک عورتوں کی لمبی لائنیں لگوا دوں گا''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

''ان سب کے ساتھ مجھے ایک اور چیز کی بھی ضرورت ہے کیا

آپ مجھے وہ مہیا کر سکیں گے''...... پروفیسر بھٹناگر نے کہا۔

''وہ کیا سر۔ آپ بتائیں۔ آپ کی میں جس قدر خدمت کر سکوں یہ میری خوش قسمتی ہو گی''...... کرنل سنگرام نے پروفیسر بھٹناگر کی جانب دیکھتے ہوئے بڑے خوشامدانہ انداز میں کہا۔

''مجھے ایک فائل درکار ہے۔ اگر آپ مجھے وہ فائل لا دیں تو میں کوفورٹ جا کر لائٹ مشین آف کرنے اور اعلیٰ حکام سے ہر بات چھپانے کے لئے تیار ہوں ورنہ......'' پروفیسر بھٹناگر نے کہا۔

''اوہ۔ کون سی فائل چاہئے آپ کو اور وہ کہاں ہے''...... کرنل سنگرام نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔

''وہ فائل یہاں نہیں پاکیشیا میں موجود ہے''...... پروفیسر بھٹناگر نے کہا تو کرنل سنگرام بے اختیار اچھل پڑا۔

''پاکیشیا میں''...... کرنل سنگرام نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میرے علم میں آیا ہے کہ پاکیشیا اور شوگران نے حال ہی میں ایک اہم پراجیکٹ کا معاہدہ کیا ہے۔ اس معاہدے کے تحت پاکیشیا اور شوگران مل کر ایسے طیارے تیار کرنا چاہتے ہیں جو ایکریمین اسٹیلتھ ٹیکنالوجی سے ہم آہنگ ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی طاقتور، تیز رفتار اور تباہ کن ہوں گے۔ اگر یہ ٹیکنالوجی پاکیشیا کو حاصل ہو گئی اور وہ ایسے طیارے بنانے میں کامیاب ہو گئے تو اس کے سامنے کافرستان کی فضائی طاقت نہ ہونے کے برابر رہ جائے گی بلکہ زیرو ہو جائے گی۔ میں ان دنوں جدید، تباہ کن اور

انتہائی طاقتور میزائلوں پر ریسرچ کر رہا ہوں۔ اگر مجھے اس پراجیکٹ جس کا نام ون ٹو تھری ہے کے بارے میں انفارمیشن مل جائیں تو میں ایسے میزائل تیار کر سکتا ہوں جو ون ٹو تھری جیسے طیاروں کو آسانی سے تباہ کر دیں گے۔ ان میزائلوں کو جدید ٹیکنالوجی سے تیار کیا جائے گا جو آٹو لانچ سسٹم کے تحت ہو گا۔ اس سسٹم کے تحت جیسے ہی کوئی ون ٹو تھری طیارہ سرحد کراس کر کے آئے گا سسٹم نہ صرف اسے خود بخود مارک کر لے گا بلکہ اس پر میزائل بھی فائر کر دے گا جس سے ون ٹو تھری طیارہ فوراً تباہ ہو جائے گا اور اس طرح کافرستان کا مستقبل ان خطرناک اور جدید طیاروں سے محفوظ ہو جائے گا۔ میں نے اس سلسلے میں پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ سے بھی بات کی ہے۔ وہ اس فائل کے سلسلے میں کافرستانی سیکرٹ سروس کے ساتھ مختلف کافرستانی ایجنسیوں سے بھی بات کر رہے ہیں تاکہ شوگران اور پاکیشیا کے مابین ہونے والے ون ٹو تھری پراجیکٹ کی فائل حاصل کر کے کافرستان لا سکیں لیکن ابھی تک اس سلسلے میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہے۔ میں چونکہ اس سلسلے میں ذاتی طور پر دلچسپی لے رہا ہوں اس لئے میں یہ کام آپ کو سونپنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اس بات کی ضمانت دیں کہ آپ مجھے جلد سے جلد پراجیکٹ ون ٹو تھری کی فائل لا کر دے دیں گے تو پھر میں آپ کی یہ رقم اور دوسری چیزوں کو بھی قبول کر لوں گا''...... پروفیسر بھٹناگر نے کہا اور کرنل سنگرام پروفیسر بھٹناگر کی

جانب یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا جیسے اسے پروفیسر بھٹناگر کے گنجے سر پر سینگ اگے ہوئے دکھائی دے رہے ہوں اور وہ انہیں دیکھ دیکھ کر حیرت زدہ ہو رہا ہو۔

"کیا بات ہے۔ میں نے ایسا کیا کہہ دیا ہے جو آپ میری طرف ایسے دیکھ رہے ہیں۔ کیا آپ کو کافرستان کا مفاد عزیز نہیں ہے"...... پروفیسر بھٹناگر نے کرنل سنگرام کو اپنی طرف یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے پا کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"نن نن۔ نہیں سر۔ ایسی بات نہیں ہے"...... کرنل سنگرام نے ہکلا کر کہا۔

"تو پھر آپ اس طرح حیران کیوں ہو رہے ہیں"...... پروفیسر بھٹناگر نے منہ بنا کر پوچھا۔

"آپ کو پراجیکٹ ون تو تھری کی کہاں سے خبر ملی ہے۔ میری اطلاع کے مطابق تو پاکیشیا اور شوگران نے اپنے اس معاہدے کو انتہائی ٹاپ سیکرٹ رکھا ہوا ہے"...... کرنل سنگرام نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"میں سائنس دان ہوں اور سائنس دانوں کا لنک پوری دنیا کے سائنس دانوں سے رہتا ہے جو ایک دوسرے سے اپنی ایجادات کے بارے میں ضروری پوائنٹس پر ڈسکس کرتے رہتے ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے میں پرلے درجے کا احمق ہوں اور میرا کافرستان کے سوا کہیں کوئی لنک نہیں ہے"...... پروفیسر بھٹناگر نے اسی طرح سے

منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن"...... کرنل سنگرام نے کہنا چاہا۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں۔ آپ کو یہ کام تو بہرحال کرنا ہی پڑے گا۔ میرے کہنے پر نہ سہی کافرستانی پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ کے کہنے پر ہی سہی۔ جس طرح کافرستان سیکرٹ سروس اور دوسری کافرستانی ایجنسیوں سے اس سلسلے پر ڈسکس کیا جا رہا ہے۔ آج نہیں تو کل آپ کو بھی اس کام کے لئے پابند کیا جا سکتا ہے اور آپ کو لامحالہ کافرستان کے مفاد کے لئے یہ کام کرنا ہی پڑے گا"...... پروفیسر بھٹناگر نے کہا۔

"اگر یہ کام سرکاری طور پر ہو گا تو میں ضرور کروں گا۔ لیکن آپ کے انداز سے مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے آپ اس پراجیکٹ پر ذاتی دلچسپی لے رہے ہیں اور اس فائل کو اپنے لئے حاصل کرنا چاہتے ہیں"...... کرنل سنگرام نے پروفیسر بھٹناگر کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اس کی ایک خاص وجہ ہے"...... پروفیسر بھٹناگر نے کہا۔

"کیا میں آپ سے وہ خاص وجہ جان سکتا ہوں"...... کرنل سنگرام نے اس کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"سیدھی سی بات ہے۔ میں نے ہی حکومت کو اس جدید ٹیکنالوجی کے بارے میں انفارم کیا تھا جس سے حکومت پریشان ہو

گئی تھی کہ اگر پاکیشیا ون ٹو تھری جیسے پراجیکٹ میں کامیاب ہو گیا تو اس کے مقابلے میں کافرستان کی فضائی پوزیشن انتہائی ڈاؤن ہو جائے گی۔ میں نے اعلیٰ حکام کے سامنے دعویٰ کیا تھا کہ اگر مجھے اس ٹیکنالوجی کے بارے میں انفارمیشن مل جائیں تو میں ون ٹو تھری طیاروں کو تباہ کرنے کے لئے ایسے میزائل بنا سکتا ہوں جس سے پاکیشیا کا ایک بھی طیارہ کافرستان کی سرحد عبور نہیں کر سکے گا۔ میں نے یہ دعویٰ کر تو دیا تھا لیکن پھر میں نے سوچا کہ اگر میں اپنے دعوے پر عملدرآمد نہ کر سکا تو حکومت کے سامنے میری ساکھ متاثر ہو جائے گی۔ یہ دعویٰ کرنے سے پہلے مجھے اس پراجیکٹ اور ٹیکنالوجی کے بارے میں مکمل انفارمیشن حاصل کر لینی چاہئے تھی۔ اب اگر فائل حکومت کے توسط سے مجھے ملتی ہے تو مجھے ہر حال میں ون ٹو تھری طیارہ شکن میزائل تیار کرنے ہوں گے اور اگر مجھے کسی اور ذرائع سے وہ فائل مل جائے اور میں اس کا مطالعہ کر لوں تو میں حکومت کو قائل کر سکتا ہوں کہ یہ ٹیکنالوجی اور اس کا اینٹی میری ایجاد ہے۔ اس طرح سارا کریڈٹ مجھے مل جائے گا۔ میں نے آپ کی ایجنسی کا بہت نام سنا ہے اور میں جانتا ہوں کہ آپ ایک بار جس مشن پر کام کرنے کے لئے نکل جاتے ہیں اسے پورا کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیتے ہیں۔ پہلے تو اس فائل کو حاصل نے کے لئے میرے پاس کوئی ذرائع نہیں تھے لیکن آپ کو دیکھ کر اور آپ کی باتیں سن کر میرے دماغ میں یہ بات آئی ہے کہ

کیوں نہ یہ کام میں آپ سے کرا لوں۔ اس طرح میں آپ کی عزت بچا سکتا ہوں اور آپ میری''...... پروفیسر بھٹناگر نے کہا تو کرنل سنگرام ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''اگر ایسی بات ہے تو سمجھ لیں کہ آپ کا کام ہو گیا ہے۔ پراجیکٹ ون ٹو تھری کی فائل آپ تک پہنچ جائے گی''...... کرنل سنگرام نے کہا تو پروفیسر بھٹناگر بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیا آپ پہلے ہی اس فائل کی کاپی حاصل کر چکے ہیں''...... پروفیسر بھٹناگر نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

''اس فائل کی کاپی نہیں بلکہ میرے پاس اوریجنل فائل پہنچ چکی ہے۔ میری ایجنسی کے دو نامور ایجنٹوں نے حال ہی میں پاکیشیا جا کر وہ فائل حاصل کی ہے''...... کرنل سنگرام نے مسکرا کر انتہائی فاخرانہ لہجے میں جواب دیا تو پروفیسر بھٹناگر کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات امنڈ آئے۔

''اوہ۔ کہاں ہے وہ فائل۔ کہیں آپ نے وہ فائل حکومت کے حوالے تو نہیں کر دی''...... پروفیسر بھٹناگر نے جوش بھرے لہجے میں بات کرتے کرتے اچانک تشویش زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''نہیں ابھی وہ فائل میرے پاس ہی ہے۔ میں نے حکومت کی ایما پر ہی پاکیشیا سے وہ فائل حاصل کی تھی لیکن وہ فائل چونکہ ایک خاص کوڈ میں ہے اس لئے میں نے اسے اپنے پاس ہی رکھا ہوا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں اس فائل کو ڈی کوڈ کر کے حکومت کے

حوالے کروں۔ لیکن اس فائل کی آپ کو ضرورت ہے تو میں وہ فائل ڈی کوڈ کر کے جلد ہی آپ کو دے دوں گا''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

''کون سے کوڈ میں ہے وہ فائل''...... پروفیسر بھٹناگر نے بے چینی سے پوچھا۔

''نیا کوڈ ہے۔ ابھی اس پر میں نے ورک نہیں کیا ہے لیکن جلد ہی میں اس پر ورک کر کے آپ کو مطلع کر دوں گا''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

''نہیں۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ آپ وہ فائل جس حالت میں ہے مجھے اس کی کاپی لا کر دے دیں۔ میں خود ہی اسے ڈی کوڈ کر لوں گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ فائل مخصوص سائنسی پوائنٹس سے ترتیب دی گئی ہو جسے آپ کوڈ سمجھ رہے ہوں''...... پروفیسر بھٹناگر نے کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے۔ اگر فائل سائنسی پوائنٹس سے ترتیب دی گئی ہوتی تو مجھے اس کا پتہ چل جاتا لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ فائل کسی خاص کوڈ میں ہے اور میں آپ کو اس فائل کی کاپی نہیں دے سکتا کیونکہ اس فائل کی کاپی نہیں ہو سکتی۔ فائل ڈروم کوٹڈ پیپر پر لکھی ہوئی ہے۔ جس کی نہ تو کاپی کی جا سکتی ہے اور نہ ہی اس کی فلم بنائی جا سکتی ہے''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

''ہونہہ۔ آپ مجھے وہ فائل ایک نظر دکھا دیں۔ جب تک میں

اپنی آنکھوں سے فائل نہ دیکھ لوں گا مجھے تسلی نہیں ہو گی''۔ پروفیسر بھٹناگر نے کہا۔

''فائل میرے ہیڈ کوارٹر میں ہے۔ سیکورٹی رسک کی وجہ سے میں اسے ڈی کوڈ کئے بغیر ہیڈ کوارٹر سے باہر نہیں لا سکتا ہوں''۔ کرنل سنگرام نے منہ بنا کر کہا۔

''تو پھر مجھے آپ اپنے ہیڈ کوارٹر لے چلیں۔ میں وہاں جا کر فائل دیکھ لوں گا۔ اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے نا''...... پروفیسر بھٹناگر نے کہا تو کرنل سنگرام نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''یہ کام ہم کرومناٹ لائٹ مشین آف کرنے کے بعد نہ کر لیں''...... کرنل سنگرام نے ہچکچاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آف کورس۔ آف کورس۔ یہ کام بعد میں ہو گا۔ پہلے ہم کوفورٹ جا کر کرومناٹ لائٹ مشین آف کریں گے۔ اس مشین کا جلد سے جلد آف ہونا بے حد ضروری ہے''...... پروفیسر بھٹناگر نے کہا تو کرنل سنگرام کے چہرے پر سکون آ گیا۔

''تو کب جائیں گے آپ کوفورٹ''...... کرنل سنگرام نے پوچھا۔

''مجھے چند چیزوں کی ضرورت ہے جس سے میں اپنی حفاظت کا بندوبست کر سکتا ہوں۔ یہ تمام چیزیں مجھے لیبارٹری سے خفیہ طور پر نکلوانی ہوں گی تا کہ کسی کو علم نہ ہو سکے کہ میں نے وہ چیزیں کرومناٹ لائٹ مشین آف کرنے کے لئے استعمال کی ہیں۔ اس

کے لئے ظاہر ہے مجھے وقت تو لگے گا''...... پروفیسر بھٹناگر نے سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ مجھے ان تمام چیزوں کے نام بتا دیں۔ میں سب چیزیں آپ کو اپنے طور پر مہیا کر دوں گا''......کرنل سنگرام نے جلدی سے کہا۔

''اوہ۔ اگر ایسا ہو جائے تو اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ اوکے میں آپ کو بتاتا ہوں۔ آپ نوٹ کر لیں اور جلد سے جلد تمام چیزیں مجھے لا کر دے دیں پھر میں آپ کے ساتھ ہی کوفورٹ جاؤں گا اور وہاں جا کر نہ صرف مشین آف کر دوں گا بلکہ اسے وہاں سے نکال بھی لاؤں گا''...... پروفیسر بھٹناگر نے کہا۔

''یہ ٹھیک ہے۔ میرے سامنے جب وہ مشین آف ہو گی تو مجھے بھی سکون آ جائے گا''...... کرنل سنگرام نے کہا تو پروفیسر بھٹناگر اسے خصوصی لباسوں کے ساتھ ساتھ مختلف حفاظتی سامان کے بارے میں بتانا شروع ہو گیا۔

''بس ٹھیک ہے۔ میں شام تک ان تمام چیزوں کا بندوبست کر لوں گا۔ ہم آج رات کو ہی کوفورٹ جا کر مشین آف کر دیں گے''......کرنل سنگرام نے کہا۔

''بالکل ٹھیک ہے۔ اس طرح میرا بھی وقت بچے گا اور مجھے لیبارٹری سے رخصت بھی نہیں لینی پڑے گی''...... پروفیسر بھٹناگر نے کہا تو کرنل سنگرام سر ہلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''تب مجھے اجازت''......کرنل سنگرام نے کہا۔

''ارے۔ میں نے ابھی تو آپ کی تواضع کے لئے کچھ کیا ہی نہیں۔ اور کچھ نہیں تو میرے ساتھ بیٹھ کر ایک مگ کافی ہی پی لیں''...... پروفیسر بھٹناگر نے کہا۔

''کافی ہم ضرور پئیں گے لیکن ابھی نہیں۔ پھر کبھی''......کرنل سنگرام نے مسکرا کر کہا تو پروفیسر بھٹناگر بھی مسکرا دیا۔ کرنل سنگرام نے پروفیسر بھٹناگر سے ہاتھ ملایا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ اسے جاتے دیکھ کر پروفیسر بھٹناگر کے ہونٹوں پر انتہائی دلآویز مسکراہٹ ابھر آئی۔

فون کی گھنٹی بجی تو میجر ارجن چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

''یس''...... میجر ارجن نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''دھرم داس بول رہا ہوں جناب''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ دھرم داس کا تعلق ٹاپ سیکشن سے ہی تھا۔ وہ عام طور پر انڈر ورلڈ پر نظر رکھتا تھا اور میجر ارجن کو انڈر ورلڈ میں ہونے والے بڑے جرائم سے آگاہ کرتا تھا اور میجر ارجن اس کی نشاندہی پر انڈر ورلڈ کے بڑے بڑے مگرمچھوں پر ہاتھ ڈال دیتا تھا۔

''یس دھرم داس۔ بولو۔ کیوں فون کیا ہے''...... میجر ارجن نے اسی انداز میں کہا۔

''میرے پاس پاکیشیا سیکرٹ سروس کے حوالے سے ایک اہم اطلاع ہے جناب''...... دھرم داس نے کہا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا سن کر میجر ارجن بے اختیار اچھل پڑا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ کیا مطلب۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس تو ختم ہو چکی ہے پھر اس کے حوالے سے تمہارے پاس کیا اطلاع ہو سکتی ہے''...... میجر ارجن نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''میں ان دنوں انڈر ورلڈ کے ڈان ویر سنگھ کے سلسلے میں کام کر رہا ہوں جناب اور میں اپنی کوششوں سے اس کے بہت قریب پہنچ گیا ہوں۔ وہ اب کوئی بھی کام مجھ سے مشورہ کئے بغیر نہیں کرتا۔ کل وہ مجھے اپنے ساتھ ایسٹرن وے پر لے گیا تھا جہاں اس نے ایک ایسے شخص سے ملاقات کی تھی جس کا تعلق ہیون ویلی سے تھا۔ مجھے اس کا نام تو معلوم نہیں ہے لیکن اس شخص نے ویر سنگھ سے ایک ڈیلنگ کی تھی۔ اس کی ڈیلنگ کے تحت ویر سنگھ نے چند افراد کو خفیہ طور پر ہیون ویلی میں پہنچانا تھا۔ ویر سنگھ نے ان افراد کے بارے میں پوچھا کہ وہ کون ہے اور وہ انہیں ہیون ویلی کیوں بھیجنا چاہتا ہے تو اس شخص نے ویر سنگھ کو آم کھانے سے مطلب رکھنے کو کہا تھا تو ویر سنگھ خاموش ہو گیا۔ ویر سنگھ نے اس شخص سے ہیون ویلی پہنچانے والے ہر ایک فرد کے دس ہزار ڈالر میں سودا طے کیا تھا۔ ان افراد کی تعداد کافی زیادہ تھی۔

اس شخص نے مجھے اور ویر سنگھ کو ایک خفیہ ٹھکانے پر لے جا کر ان تمام افراد سے ملایا جو دیکھنے میں مقامی افراد ہی معلوم ہو رہے

تھے لیکن مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ سب میک اپ میں ہوں۔ میرے پاس اتفاق سے ون ہنڈرڈ سکس کا کیمرہ تھا جو ہر قسم کے میک اپ کو چیک کر کے ان کے اصلی چہروں کو سامنے لا سکتا تھا۔ وہ کیمرہ میرے لباس کے ایک بٹن میں موجود تھا۔ میں نے بٹن آن کیا اور ویر سنگھ سے ملنے والے شخص اور ان تمام افراد کی تصویریں بنا لیں جو خفیہ طور پر ہیون ویلی جانا چاہتے تھے۔ میں نے نہایت احتیاط سے کام لیتے ہوئے اس شخص کے لباس پر ایک مائیکرو بگ چپکا دیا تاکہ بعد میں کسی ریڈیو رسیور سے اس کی باتیں سن سکوں۔ ویر سنگھ ان سے کافی دیر تک بات چیت کرتا رہا تھا اس نے مجھے واپس جانے کا کہہ دیا تھا۔ میں چونکہ خود بھی وہاں سے جانا چاہتا تھا اس لئے جیسے ہی ویر سنگھ نے مجھے جانے کے لئے کہا میں فوری طور پر وہاں سے نکل کر واپس اپنے ٹھکانے پر آ گیا اور واپس آتے ہی میں نے خفیہ کیمرے سے میموری کارڈ نکالا جس میں ان تمام افراد کی تصویریں موجود تھیں۔ میں نے جب ان تصویروں کے پازیٹو بنائے تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ تمام افراد ایسے تھے جنہیں بلیک مون ایجنسی نے ہیون ویلی اور کافرستان کے مختلف علاقوں سے گرفتار کیا گیا تھا اور انہیں کوفورٹ میں قید کیا گیا تھا‘‘...... دوسری طرف سے دھرم داس نے جواب دیتے ہوئے کہا اور کوفورٹ کے قیدیوں کا سن کر میجر ارجن بری طرح سے اچھل پڑا۔

’’کیا مطلب۔ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ تمام افراد جو کوفورٹ میں قید تھے وہ زندہ ہیں اور ویر سنگھ انہیں خفیہ طور پر ہیون ویلی پہنچانا چاہتا ہے۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ کوفورٹ تو مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے اور وہاں موجود تمام افراد ہلاک ہو چکے ہیں جن میں ہمارے ساتھی اور قید خانوں میں موجود قیدی بھی شامل تھے‘‘۔ میجر ارجن نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

’’اسی بات سے تو میں حیران ہو رہا ہوں باس کہ کوفورٹ تباہ ہو چکا ہے لیکن کوفورٹ کے تمام قیدی نہ صرف زندہ ہیں بلکہ وہ سب ہیون ویلی جانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ مجھے چونکہ ویر سنگھ نے وہاں سے بھیج دیا تھا اس لئے میں ان کی مزید باتیں نہیں سن سکا تھا لیکن میں نے ویر سنگھ سے ملنے والے شخص کے لباس پر جو بگ لگایا تھا وہ میرے کام آ سکتا تھا۔ میں نے فوری طور پر رسیونگ مشین آن کی اور اس کا لنک اس بگ سے کر دیا۔ کچھ ہی دیر میں مشین کا بگ سے لنک ہو گیا اور میں اس مشین کے ذریعے اس شخص کی باتیں سننے لگا۔ جس سے مجھے اس شخص کا نام کاشان معلوم ہوا تھا۔ میں اس کی باتیں سنتا رہا تھا۔ وہ ٹرانسمیٹر پر اپنے کسی باس این ٹی سے رابطہ کر رہا تھا اور اسے ان افراد کو بخیر و عافیت ہیون ویلی لے جانے کی باتیں کر رہا تھا۔ اس کی باتوں کے دوران ہی مجھے اس بات کا علم ہوا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس جنہیں چیف کرنل سنگرام نے کوفورٹ کے نیچے ہارڈ روم میں قید کیا تھا اور انہیں ہلاک کرنے

کے لئے وہاں کرومنات لائٹ لگائی تھی۔ سیکرٹ سروس کے تمام افراد نہ صرف وہاں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے بلکہ وہ سب کوفورٹ میں بھی داخل ہو گئے تھے اور انہوں نے کوفورٹ میں ہر طرف تباہی مچا دی تھی۔ انہوں نے کوفورٹ کی سیکورٹی کے تمام افراد کو ہلاک کر کے وہاں موجود تمام قیدیوں کو آزاد کرا لیا تھا اور وہاں سے فرار ہو گئے تھے۔ کاشان نامی شخص نے ان تمام افراد کو خفیہ طور پر واپس بھجوانے کی ذمہ داری لی تھی جبکہ اس کا باس این ٹی جس کے ساتھ عمران اور اس کے ساتھی تھے دارالحکومت روانہ ہو گئے تھے''...... دھرم داس نے جواب دیا اور اس کی باتیں سن کر میجر ارجن حقیقتاً ایک جھٹکے سے اچھل کر کھڑا ہو گیا اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیل گئی تھیں اور اس کا رنگ اس قدر زرد ہو گیا تھا جیسے اسے یرقان ہو گیا ہو۔

''کک کک۔ کیا۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو دھرم داس۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی کرومنات لائٹ سے ہلاک نہیں ہوئے ہیں۔ وہ ہارڈ روم سے نکل گئے تھے۔ یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... میجر ارجن نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہ سچ ہے باس۔ میں نے کاشان اور این ٹی کی باتیں خود سنی ہیں۔ وہ دونوں عمران کی تعریف میں زمین اور آسمان کے قلابے ملا رہے تھے جس کی وجہ سے وہ دونوں نہ صرف موت کے منہ سے نکل آئے تھے بلکہ انہوں نے ہیون ویلی کی نامور شخصیات کو بھی بلیک

مون ایجنسی سے آزاد کرا لیا تھا جو برسوں سے قید کی زندگی بسر کر رہے تھے''...... دھرم داس نے کہا تو میجر ارجن نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔ اس کے چہرے پر زلزلے کے آثار دکھائی دے رہے تھے۔

''اس کا مطلب ہے کہ کرومنات لائٹ نے جب کوفورٹ میں تباہی مچائی تھی اس سے پہلے ہی سب کچھ ختم ہو چکا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے وہاں موجود ہمارے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا تھا اور قید خانوں سے تمام قیدیوں کو آزاد کرا کے نکل گئے تھے''...... میجر ارجن نے کہا۔

''یس باس ایسا ہی ہے''...... دھرم داس نے جواب دیا۔

''یہ تو بہت برا ہوا ہے۔ بہت ہی برا۔ میں اور چیف تو یہ سمجھ رہے تھے کہ عمران اور اس کے ساتھی آخر کار اپنے انجام کو پہنچ گئے ہیں اور اب دنیا میں ان کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہا ہے لیکن۔ اوہ گاڈ یہ کیا ہو گیا۔ آخر عمران اور اس کے ساتھی کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ وہ ہر بار یقینی موت کا شکار ہونے سے کیسے بچ جاتے ہیں''...... میجر ارجن نے بری طرح سے دانت کچکچاتے ہوئے کہا۔

''وہ سب قسمت کے دھنی معلوم ہوتے ہیں چیف۔ ہر بار ان سب کی قسمت ہی انہیں موت کے منہ سے نکال کر لے جاتی ہے''...... دھرم داس نے کہا۔

''ہونہہ۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ کاشان نے ہیون ویلی کی اہم

شخصیات کو اب کہاں رکھا ہوا ہے اور عمران اور اس کے ساتھی دارالحکومت میں کہاں موجود ہیں''...... میجر ارجن نے پوچھا۔

''یس باس۔ ویر سنگھ نے پہلے کاشان سے کہا تھا کہ وہ ان تمام افراد کو رات کے وقت ہیون ویلی اسمگل کرے گا لیکن جب مجھے ویر سنگھ نے واپس بھیجا تو اس کے اور کاشان کے درمیان نجانے کیا معاہدہ طے پایا کہ ویر سنگھ نے فوری طور پر ان تمام افراد کو ہیون ویلی منتقل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ میں چونکہ کیمرے سے حاصل کرنے والی تصویروں کے پازیٹو بنانے میں مصروف تھا اور پھر مجھے کاشان کے لباس میں لگے ہوئے بگ سے لنکڈ ہونے میں کافی وقت لگ گیا تھا اس لئے میں کاشان اور ویر سنگھ کے معاہدے کے بارے میں نہیں جان سکا تھا۔ وہ اپنے باس این ٹی کو یہی رپورٹ دے رہا تھا کہ ویر سنگھ اپنی نگرانی میں ان تمام افراد کو ہیون ویلی اسمگل کرانے کے لئے لے گیا ہے اور اگلے دو گھنٹوں میں وہ تمام افراد ہیون ویلی پہنچ چکے ہوں گے۔ جس پر این ٹی نے کاشان کو شاباش دی تھی اور اسے واپس بلا لیا تھا۔ این ٹی نے کاشان کو دارالحکومت کی ایک کالونی میں آنے کا کہا تھا۔ میرے پاس اس کالونی اور اس رہائش گاہ کا پورا پتہ موجود ہے جہاں این ٹی، عمران اور اس کے ساتھی موجود ہیں''...... دھرم داس نے کہا تو میجر ارجن کے چہرے پر جیسے بشاشت کے تاثرات نمودار ہو گئے اور اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک ابھر آئی۔

''گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو دھرم داس۔ تم نے واقعی زبردست کام کیا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے ٹھکانے کا معلوم کر کے تم نے بہت بڑا کام کیا ہے اس لئے میں تم سے بہت خوش ہوں''...... میجر ارجن نے کہا۔

''تھینک یو باس۔ آپ کی تعریف میرے لئے قابل قدر ہے''...... دھرم داس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک بار۔ صرف ایک بار عمران اور اس کے ساتھی میرے ہاتھوں ہلاک ہو جائیں پھر میں تمہیں اس کام کے عیوض اتنا بڑا انعام دوں گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے''...... میجر ارجن نے کہا۔

''آپ کا انعام میرے لئے باعثِ افتخار ہو گا''...... دھرم داس نے جواب دیا۔

''تم ویر سنگھ کے پیچھے لگے رہو اور کوشش کرو کہ اسے ٹریس کر کے ہیون ویلی کے قیدیوں کو یہاں سے فرار ہونے سے روک سکو تب تک میں فورس لے جا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اس بار عمران اور اس کے ساتھی میرے ہاتھوں سے نہیں بچ سکیں گے۔ میں جاتے ہی اس رہائش گاہ کو بموں اور میزائلوں سے اُڑا دوں گا جہاں وہ سب رہائش پذیر ہیں''...... میجر ارجن نے کہا۔

''اوکے چیف۔ میں ویر سنگھ کو ٹریس کرنے کی کوشش کرتا

ہوں۔ ویسے میں نے اس کے سیل فون پر کئی بار اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کی ہے لیکن اس کا سیل فون آف جا رہا ہے“۔ دھرم داس نے جواب دیا۔

”تم موبائل کمپنی سے بات کرو اور ویر سنگھ کی موبائل فون کی لوکیشن کا پتہ چلاؤ۔ کمپنی تمہیں جیسے ہی معلومات فراہم کرے تم ٹاپ سیکشن کے ہیڈ کوارٹر سے فورس لے کر فوراً وہاں پہنچ جانا جہاں ویر سنگھ اور ہیون ویلی کے قیدی موجود ہیں۔ انہیں زندہ گرفتار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جیسے ہی وہ نظر آئیں ان سب کو وہیں ہلاک کر دینا“...... میجر ارجن نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ آپ کیپٹن وکرم سے کہہ دیں کہ وہ میری کال کا انتظار کرے۔ جیسے ہی مجھے ویر سنگھ کی لوکیشن کا پتہ چلے گا میں کیپٹن وکرم سے کہہ کر فورس بلوا لوں گا اور فورس لے کر اس جگہ پہنچ جاؤں گا جہاں ویر سنگھ اور ہیون ویلی کے قیدی ہوں گے اور پھر ہم وہاں جاتے ہی ان پر موت بن کر ٹوٹ پڑیں گے“...... دھرم داس نے کہا۔

”اوکے۔ میں کیپٹن وکرم سے کہہ دیتا ہوں اور تمہاری کال آنے تک اسے تیار رہنے کا بھی حکم دیتا ہوں“...... میجر ارجن نے کہا اور پھر اس نے دھرم داس کو چند مزید ہدایات دیں اور پھر فون بند کر دیا۔

”یہ عمران اور اس کے ساتھی تو واقعی جنات کی قوم سے تعلق

رکھتے ہیں۔ ہر بار موت کے منہ سے وہ یوں بچ نکلتے ہیں جیسے وہ موت سے نہیں بلکہ موت ان سے ڈرتی ہو“...... میجر ارجن نے غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ میز کے پیچھے سے نکلا اور تیز تیز چلتا ہوا اپنے دفتر سے نکلتا چلا گیا۔ باہر جاتے ہی اس نے چیخ چیخ کر فورس کو تیار ہونے کا حکم دینا شروع کر دیا۔ اگلے آدھے گھنٹے میں وہ پانچ بڑی جیپوں میں سوار اپنے فورس کے ساتھ اس کالونی کی جانب اُڑا جا رہا تھا جس کا پتہ اسے دھرم داس نے دیا تھا اور اس کے کہنے کے مطابق اس رہائش گاہ میں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

میجر ارجن عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کی پوری تیاری کر کے آیا تھا اس بار اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو موقع دیئے بغیر ان پر حملہ کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا۔

ایسٹرن کالونی میں پہنچتے ہی میجر ارجن کے حکم سے اس رہائش گاہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا جس میں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

”اس سے پہلے کہ رہائش گاہ سے کوئی باہر نکلے رہائش گاہ پر بموں اور میزائلوں کی بارش کر دو۔ رہائش گاہ پر اتنے بم اور میزائل برساؤ کہ رہائش گاہ تنکا تنکا ہو کر ہوا میں بکھر جائے“...... میجر ارجن نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا اور پھر دوسرے ہی لمحے

رہائش گاہ پر جیسے قیامت سی ٹوٹ پڑی۔ ماحول یکلخت تیز اور خوفناک دھماکوں سے گونجنا شروع ہو گیا۔ میجر ارجن کے حکم پر رہائش گاہ پر چاروں طرف سے طاقتور بم اور میزائل برسائے جا رہے تھے جس سے رہائش گاہ تباہ ہو کر ہوا میں بکھرتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ اس رہائش گاہ کا شاید ہی کوئی ایسا حصہ ہو جہاں انہوں نے میزائل اور بم نہ برسائے ہوں۔ بموں اور میزائلوں کی وجہ سے اردگرد کی کئی اور رہائش گاہیں بھی تباہ ہو گئی تھیں لیکن میجر ارجن کو اس کی کوئی پرواہ نہیں تھی وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہرصورت میں ہلاک کرنے آیا تھا اور انہیں ہلاک کرنے کا اس پر ایسا جنون طاری تھا کہ وہ پاگلوں کی طرح اردگرد کی رہائش گاہیں بھی تباہ کراتا جا رہا تھا۔

کچھ ہی دیر میں وہ رہائش گاہ ملبے کا ڈھیر بن گئی جس میں دھرم داس کے کہنے کے مطابق عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ میجر ارجن نے اس رہائش گاہ کو مکمل طور پر تباہ کر دیا تھا۔ اب وہاں گہرے گڑھے پڑے ہوئے دکھائی دے رہے تھے اور رہائش گاہ کے ملبے میں جگہ جگہ تیز آگ بھڑک رہی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی اگر رہائش گاہ کے کسی تہہ خانے میں بھی چھپے ہوتے تو بھی وہ اس ہولناک تباہی سے نہیں بچ سکتے تھے۔

”ہونہہ۔ اب دیکھتا ہوں کہ عمران اور اس کے ساتھی اس ہولناک تباہی سے کیسے بچ کر نکلتے ہیں۔ اس رہائش گاہ کے ساتھ

ان کے بھی ہزاروں ٹکڑے ہو گئے ہوں گے“...... میجر ارجن نے تباہ شدہ رہائش گاہ کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

”رہائش گاہ مکمل طور پر تباہ ہو گئی ہے باس۔ اب ہمارے لئے کیا حکم ہے“...... ایک شخص نے میجر ارجن کے پاس آ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

”چیک کرو اس رہائش گاہ کا کوئی حصہ بچ تو نہیں گیا۔ یہاں اگر کوئی ایک پلر بھی سلامت دکھائی دے تو اسے بھی اُڑا دینا اور رہائش گاہ کا کوئی فرش بھی سلامت نہیں رہنا چاہئے“...... میجر ارجن نے کہا تو اس شخص نے اثبات میں سر ہلایا اور واپس مڑ گیا اور دوسرے لمحے فورس ایک بار پھر رہائش گاہ کے ملبے پر بم اور میزائل برسانا شروع ہو گئی جس سے ماحول ایک بار پھر خوفناک اور زوردار دھماکوں سے بری طرح سے گونجنے لگا۔

این ٹی اپنا کام کر کے تین گھنٹوں بعد ہی واپس آ گیا تھا۔ اس وقت عمران اور اس کے ساتھی سو رہے تھے۔ این ٹی نے عمران کو اٹھایا اور اسے بتانے لگا کہ اس نے پروفیسر بھٹناگر کی رہائش گاہ ٹریس کر لی ہے اور اس نے یہ بھی پتہ لگا لیا ہے کہ اس رہائش گاہ میں پروفیسر بھٹناگر کے ہمراہ کون کون رہتا ہے۔

این ٹی کے کہنے کے مطابق پروفیسر بھٹناگر نے چونکہ شادی نہیں کی تھی اس لئے اس کی کوئی فیملی نہیں تھی اور نہ ہی اس کا کوئی قریبی عزیز اس کے ساتھ رہتا تھا وہ اپنی رہائش گاہ میں اکیلا رہتا تھا البتہ اس کی سیکورٹی کے لئے حکومت کی طرف سے چند گارڈز ضرور تعینات تھے جو پروفیسر بھٹناگر کی موجودگی اور اس کی غیر موجودگی میں اس کی رہائش گاہ کی حفاظت کرتے تھے۔ اس کے علاوہ این ٹی نے عمران کو یہ بتایا کہ پروفیسر بھٹناگر کی جس کالونی میں رہائش گاہ

ہے اس کے عقب میں دوسری کالونی ہے۔ اگر وہ چاہیں تو اس کالونی سے ہوتے ہوئے وہ پروفیسر بھٹناگر کی رہائش گاہ کے عقب سے اندر داخل ہو سکتے ہیں۔

عمران نے ساری بات سن کر فوری طور پر اپنے ساتھیوں کو تیار ہونے کا حکم دیا اور پھر وہ سب این ٹی کے ہمراہ فوری طور پر پروفیسر بھٹناگر کی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہ سب جس رہائش گاہ میں موجود تھے وہ چونکہ این ٹی کی فراہم کردہ تھی اس لئے اس نے رہائش گاہ کے تہہ خانے سے انہیں ان کے مطلب کا اسلحہ بھی فراہم کر دیا تھا۔

این ٹی انہیں ٹاپ آفیسرز کالونی کے عقب میں لے آیا۔ دوسری کالونی چونکہ ابھی نئی اور غیر آباد تھی اس لئے انہیں وہاں پہنچنے میں کوئی پریشانی نہیں ہوئی تھی۔ پروفیسر بھٹناگر کی رہائش گاہ کے عقب میں کئی خالی پلاٹس تھے جہاں گھنی اور اونچی اونچی جھاڑیاں اُگی ہوئی تھی۔ وہ سب اسلحہ لے کر پروفیسر بھٹناگر کی رہائش گاہ کے عقب میں آ گئے۔ اس رہائش گاہ کو عقب سے محفوظ بنانے کے لئے دیواریں خاصی اونچی بنائی گئی تھیں اور عقبی طرف کوئی دروازہ بھی نہیں تھا۔

این ٹی، عمران اور اس کے ساتھی ان جھاڑیوں میں دبک گئے اور پھر عمران کے کہنے پر اس کے ساتھیوں نے پروفیسر بھٹناگر کی رہائش گاہ میں بے ہوش کر دینے والے گیس بم فائر کر دیئے۔ گیس

بم فائر ہوتے ہی رہائش گاہ میں موجود تمام گارڈز بے ہوش ہو گئے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے چند لمحے انتظار کیا اور پھر عمران نے اپنا مخصوص سائنسی ریز کٹر نکالا جو ایک قلم کی شکل میں تھا۔ اس نے قلم سے نکلنے والی ریز سے عقبی دیوار میں ایک خلاء بنایا اور پھر وہ سب رہائش گاہ میں داخل ہو گئے۔

رہائش گاہ میں آٹھ گارڈز موجود تھے جو رہائش گاہ کے مختلف حصوں میں موجود تھے لیکن اب وہ سب بے ہوشی کی گیس کی وجہ سے انٹاغفیل ہو چکے تھے۔ عمران کے کہنے پر اس کے ساتھیوں نے ان گارڈز کو اٹھایا اور انہیں لے جا کر ایک کمرے میں ڈال دیا۔ پھر عمران کے کہنے پر ان سب نے ان گارڈز کے لباس پہنے اور باہر آ گئے اور انہوں نے پروفیسر بھٹناگر کے گارڈز کی جگہ سنبھال لی۔

این ٹی کے کہنے کے مطابق پروفیسر بھٹناگر رات کے وقت واپس آتا تھا لیکن یہ دیکھ کر عمران کو بے حد مسرت ہوئی کہ پروفیسر بھٹناگر اپنی رہائش گاہ میں ہی موجود تھا۔ شاید وہ اس روز لیبارٹری گیا ہی نہیں تھا یا پھر وہ وقت سے پہلے ہی واپس آ گیا تھا۔ بہرحال پروفیسر بھٹناگر کا اس طرح وقت سے پہلے رہائش گاہ پر مل جانا ان کے لئے کسی بڑے خزانے سے کم نہیں تھا۔

پروفیسر بھٹناگر بھی گیس کے اثر کی وجہ سے بے ہوش ہو چکا تھا۔ عمران نے اسے اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھایا اور پھر اسے رسیوں سے جکڑ دیا۔ رسیوں سے جکڑنے کے بعد عمران نے پروفیسر بھٹناگر

کو چند مخصوص انجکشن لگائے جو وہ ساتھ ہی لایا تھا۔ انجکشن لگتے ہی پروفیسر بھٹناگر کو ہوش آ گیا۔

انجکشن لگنے کی وجہ سے پروفیسر بھٹناگر ہوش میں تو آ گیا تھا لیکن اس کی حالت ایسی تھی جیسے وہ نیم غنودگی میں ہو۔ جیسے ہی اس کی آنکھیں کھلیں عمران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں اور پھر عمران نے پروفیسر بھٹناگر کے دماغ کو ہپنا ٹائز ڈ کر کے اپنے کنٹرول میں لے لیا۔ عمران نے پروفیسر بھٹناگر کے دماغ سے ضروری معلومات حاصل کیں اور پھر اس نے پروفیسر بھٹناگر کو طویل نیند میں جانے کے لئے کہہ دیا۔ پروفیسر بھٹناگر کی آنکھیں بند ہوئیں تو عمران نے اس کی رسیاں کھول دیں اور تنویر سے کہا کہ وہ اسے اسی کمرے میں ڈال دے جہاں اس کے گارڈز موجود ہیں۔ تنویر نے سوئے ہوئے پروفیسر بھٹناگر کو اٹھایا اور اسے لے جا کر دوسرے کمرے میں ڈال دیا۔

اب عمران اور اس کے ساتھیوں کا پروفیسر بھٹناگر کی رہائش گاہ پر مکمل ہولڈ تھا۔ عمران نے پروفیسر بھٹناگر کا مائنڈ کنٹرول کر کے اس سے ضروری معلومات حاصل کر لی تھیں۔ اس لئے وہ مطمئن تھا کہ جب بلیک مون ایجنسی کا چیف کرنل سنگرام اس سے بات کرے گا یا اس سے ملنے کے لئے آئے گا تو وہ اسے آسانی سے ہینڈل کر لے گا۔

عمران نے این ٹی سے کہہ کر اپنے لئے مخصوص میک اپ کا

سامان منگوایا اور پھر اس نے پروفیسر بھٹناگر کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ جب عمران کا میک اپ مکمل ہوا تو این ٹی اور اس کے ساتھی حیران رہ گئے۔ عمران نے واقعی اس قدر جاندار میک اپ کیا تھا کہ اگر ہوش میں آ کر پروفیسر بھٹناگر خود بھی اسے دیکھ لیتا تو وہ اسے اصلی اور خود کو نقلی پروفیسر بھٹناگر سمجھنا شروع کر دیتا۔

یہ اتفاق ہی تھا کہ عمران نے جیسے ہی پروفیسر بھٹناگر کا میک اپ کیا اسی وقت اسے پروفیسر بھٹناگر کے سیل فون پر بلیک مون ایجنسی کے چیف کرنل سنگرام کی کال موصول ہوگئی۔ کرنل سنگرام، پروفیسر بھٹناگر سے کسی اہم سلسلے میں فوری ملنے کا متمنی تھا۔ عمران جانتا تھا کہ کرنل سنگرام کو کیا مسئلہ درپیش ہوسکتا ہے۔ چونکہ قدرت کی طرف سے اسے امداد مل رہی تھی اس لئے اس نے پروفیسر بھٹناگر کے انداز میں تھوڑی سی پس و پیش کے بعد کرنل سنگرام کو اپنی رہائش گاہ میں آنے کا کہہ دیا تھا۔ کرنل سنگرام اس بات سے خوش ہوگیا تھا کہ پروفیسر بھٹناگر لیبارٹری میں نہیں بلکہ اپنی رہائش گاہ میں ہی موجود ہے اور اس نے اس سے ملنے سے انکار بھی نہیں کیا ہے۔ اس نے پروفیسر بھٹناگر سے کہا کہ وہ ایک گھنٹے میں اس کی رہائش گاہ پر پہنچ جائے گا۔

عمران نے اپنے ساتھیوں کو کرنل سنگرام کی آمد کے بارے میں بتایا تو وہ بھی خوش ہو گئے کہ انہیں کرنل سنگرام کا زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا تھا اور کرنل سنگرام نے خود ہی پروفیسر بھٹناگر سے ملنے کے

لئے اسے کال کر لی تھی۔

ایک گھنٹے کے بعد کرنل سنگرام وہاں پہنچ گیا۔ عمران کے کہنے پر این ٹی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران نے اسے معمولی سا بھی شبہ نہیں ہونے دیا کہ وہ اصلی گارڈز نہیں ہیں۔ انہوں نے کرنل سنگرام کو مکمل پروٹوکول دیا تھا۔ صفدر اسے خود سٹنگ روم میں لے گیا تھا اور پھر عمران پروفیسر بھٹناگر کے روپ میں کرنل سنگرام کے سامنے پہنچ گیا تھا۔

عمران اور کرنل سنگرام کے درمیان ایک گھنٹے تک بات چیت ہوتی رہی تھی اور عمران اس دوران انتہائی محتاط رہا تھا کہ کرنل سنگرام جیسا شاطر انسان کہیں اسے پہچان نہ جائے مگر عمران اپنے اس مقصد میں کامیاب رہا تھا۔ کرنل سنگرام شاید کرومنات لائٹ مشین سے کافرستان میں پھیلنے والی تابکاری میں اس قدر الجھا ہوا اور پریشان تھا کہ اس نے جیسے اس بات پر دھیان ہی نہیں دیا تھا کہ اس کے سامنے پروفیسر بھٹناگر نہیں بلکہ وہ عمران موجود ہے جسے اس نے اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہارڈ روم میں قید کر کے انہیں تابکاری اثرات سے ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔

عمران چاہتا تو وہ کرنل سنگرام کو وہاں آسانی سے اپنے قابو میں کر سکتا تھا لیکن عمران جانتا تھا کہ کرنل سنگرام انتہائی سخت اعصاب کا مالک ہے اور وہ انتہائی تربیت یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ غیر معمولی صلاحیتوں کا بھی مالک ہے۔ اگر عمران اسے قابو میں کر کے

اس کا مائنڈ کنٹرول کرنے کی کوشش کرتا اور اس سے اس کے ہیڈ کوارٹر اور پراجیکٹ ون ٹو تھری کی فائل کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتا تو اسے اس سلسلے میں ناکامی کا ہی سامنا کرنا پڑتا کیونکہ کرنل سنگرام اپنے شعور اور لاشعور کو فوراً بلینک کر سکتا تھا اور اس کا بلینک کیا ہوا مائنڈ عمران کسی بھی صورت میں اوپن نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے علاوہ اگر عمران اس پر تشدد کرنے کی کوشش کرتا تب بھی وہ کرنل سنگرام سے کچھ نہیں اگلوا سکتا تھا۔ اس لئے عمران نے کرنل سنگرام کے ساتھ ایک پلان کے تحت چلنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اسی لئے اس نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کرنل سنگرام سے پراجیکٹ ون ٹو تھری کا ذکر کر دیا تھا اور کرنل سنگرام الجھن اور پریشانی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے جلد ہی اس کے جھانسے میں آ گیا اور اس نے عمران کو وہ فائل دکھانے کی حامی بھر لی۔

عمران اس بات سے خوش تھا کہ اس نے کرنل سنگرام جیسے شاطر اور چالاک ترین انسان کو احمق بنا لیا تھا اور اب کرنل سنگرام خود اسے اپنے ساتھ اپنے خفیہ ہیڈ کوارٹر لے جانے کے لئے تیار ہو گیا تھا۔ جہاں سے عمران وہ فائل آسانی سے حاصل کر سکتا تھا۔

کرنل سنگرام کو اس طرح واپس جاتے دیکھ کر اس کے ساتھیوں نے عمران سے بے شمار سوالات کئے تھے جس کے عمران نے انہیں اطمینان سے اور تسلی بخش جواب دے دیئے تھے اور وہ سب مطمئن ہو گئے تھے۔

شام تک کرنل سنگرام عمران کا مطلوبہ سامان لے کر وہاں پہنچ گیا۔ عمران نے پروفیسر بھٹناگر کے مائنڈ سے کرومناٹ لائٹ مشین آف کرنے کا طریقہ معلوم کر لیا تھا اور اس نے ریڈ لائٹ کی موجودگی میں کوفورٹ جانے کے حفاظتی انتظامات کا بھی پوچھ لیا تھا۔ اسی لئے عمران نے کرنل سنگرام کو وہ سب چیزیں لانے کی ہدایات دی تھیں جس کے بارے میں اس نے پروفیسر بھٹناگر سے معلومات حاصل کی تھیں۔

عمران نے اپنے لئے کرنل سنگرام کے لئے اور اپنے ساتھیوں کے لئے مخصوص لباس منگوائے تھے جو دیکھنے میں ایسے تھے جسے پہن کر ایسا لگتا تھا جیسے وہ کسی خلائی مشن پر جا رہے ہوں۔ یہ لباس چست تھے جو کسی خاص دھات سے بنے ہوئے تھے لیکن عمران اور اس کے ساتھی ان لباسوں میں عام لباسوں کی طرح آسانی سے حرکت کر سکتے تھے۔ لباسوں کے ساتھ شیشے کے بنے ہوئے بڑے بڑے گلوب بھی تھے جنہیں وہ اپنے سر پر چڑھا کر گردن کے پاس لباس کے مخصوص حصے سے جوڑ سکتے تھے۔ کرنل سنگرام نے عمران سے اس کے ساتھیوں کے بارے میں دریافت کیا تھا کہ وہ انہیں ساتھ کیوں لے جا رہا ہے جس پر عمران نے اسے یہ کہہ کر مطمئن کر دیا تھا کہ کرومناٹ لائٹ مشین آف کرنے میں اسے ان سب کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اس کا جواب سن کر کرنل سنگرام خاموش ہو

گیا تھا۔

تمام تیاری مکمل کر کے وہ سب دو گاڑیوں میں سوار ہوئے اور پھر وہ کوفورٹ کی جانب روانہ ہو گئے۔ عمران، کرنل سنگرام کی گاڑی میں موجود تھا۔ اس کے ساتھ پچھلی سیٹوں پر جولیا اور صفدر موجود تھے جبکہ پچھلی گاڑی جسے این ٹی ڈرائیو کر رہا تھا اس میں تنویر کے ساتھ کیپٹن شکیل موجود تھا۔

وہ سب انتہائی تیز رفتاری سے کوفورٹ پہنچے تھے۔ کوفورٹ کے نزدیک پہنچتے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں نے اپنے سروں پر گلوب جیسے کنٹوپ چڑھا لئے تھے اور پھر وہ گاڑیاں کوفورٹ سے کافی فاصلہ پیچھے چھوڑ کر کوفورٹ کی جانب پیدل ہی چلنا شروع ہو گئے۔ کوفورٹ کے اردگرد جیسے ہلکی ہلکی سرخ روشنی کا ہالہ سا بنا ہوا تھا جو کافی دور تک پھیلا ہوا تھا۔ اس لائٹ کی زد میں آنے والی کئی پہاڑیاں جل کر سیاہ ہو چکی تھیں اور جو سڑک کوفورٹ کی جانب جاتی تھی وہ بھی پگھلی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے لائٹ میں موجود تابکاری کے اثرات کی وجہ سے وہاں موجود ہر چیز جل کر بھسم ہو چکی ہو۔

کوفورٹ کی طرف بڑھتے ہوئے وہ جہاں جہاں قدم رکھ رہے تھے ان کے پیر جیسے زمین میں دھنس دھنس جا رہے تھے۔ وہ سب انتہائی احتیاط سے قدم اٹھاتے ہوئے کوفورٹ میں داخل ہوئے تھے۔ کوفورٹ کی عمارت مکمل طور پر جل چکی تھی۔ اس کے اکثر حصے منہدم ہو چکے تھے اور جو حصے سلامت دکھائی دے رہے تھے وہ خستہ ہو چکے تھے جنہیں ہوا کا ایک جھونکا بھی منہدم کرنے کے لئے کافی ہو سکتا تھا۔ وہ سب خستہ عمارت کے مختلف حصوں سے گزرتے ہوئے ٹھیک اس جگہ پہنچ گئے جہاں کرنل سنگرام نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے کرومناٹ لائٹ مشین آن کر رکھی تھی۔

عمران نے کرنل سنگرام کو ایک طرف رکنے کا کہا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس مشین کے پاس آ گیا جو ایک چھوٹی پورٹیبل مشین جیسی تھی۔ اس مشین کے اگلے حصے میں ہلکی پاور کی سرچ لائٹ لگی ہوئی تھی جس سے کرومناٹ لائٹ نکلتی تھی اور اس میں تابکاری کے اثرات شامل ہو جاتے تھے۔ عمران نے پروفیسر بھٹنا گر سے حاصل کی ہوئی معلومات کے تحت اس مشین کو آف کیا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مشین کے مختلف پارٹس کھولنے میں مصروف ہو گیا۔ کچھ ہی دیر میں اس نے مشین کے چار حصے کر لئے۔ مشین زیادہ وزنی نہیں تھی۔

پروفیسر بھٹنا گر اور اس کے ساتھیوں کو مشین آف کرتے اور اس کے پرزے الگ الگ کرتے دیکھ کر کرنل سنگرام کے چہرے پر اطمینان آ گیا تھا۔ وہ بے حد خوش دکھائی دے رہا تھا جیسے پروفیسر بھٹنا گر نے مشین آف کر کے پورے کافرستان کی نہیں صرف اس کی جان بچا لی ہو۔

مشین لے کر وہ سب کوفورٹ سے باہر آ گئے۔ مشین آف ہونے کی وجہ سے کوفورٹ اور اس کے ارد گرد جو سرخ روشنی پھیلی ہوئی تھی وہ ختم ہو گئی تھی۔ وہ سب واپس کاروں میں آ کر بیٹھ گئے۔

”تھینک یو پروفیسر بھٹناگر۔ آپ نہیں جانتے آپ نے اس مشین کو آف کر کے مجھے کتنی بڑی مصیبت سے بچا لیا ہے۔ اگر یہ مشین آف نہ ہوتی تو نجانے کافرستان کا کیا ہوتا۔ تھینک گاڈ کہ کرومنات لائٹ ابھی زیادہ دور تک نہیں پھیلی تھی ورنہ نجانے صحرا میں موجود کتنے قبائل اس لائٹ کا شکار ہو جاتے“...... کرنل سنگرام نے جیسے سکھ کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس نے سر پر چڑھا ہوا کنٹوپ اتار دیا تھا۔ عمران، جولیا اور صفدر نے بھی سروں سے کنٹوپ اتار لئے تھے۔ کرنل سنگرام کی بات سن کر عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”آپ سے زیادہ مجھے کافرستان کی فکر تھی کرنل سنگرام۔ آپ نے اچھا کیا کہ آپ بروقت میرے پاس آ گئے تھے ورنہ واقعی کرومنات لائٹ سے کافرستان اس قدر ہولناک تباہی کا شکار ہو جاتا جو روکے نہیں رک سکتی تھی“...... عمران نے کہا۔

”مجھے اس مشین کی تباہ کاری کا حقیقت میں اندازہ نہیں تھا۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ مشین کافرستان کی تباہی کا موجب بن سکتی ہے تو میں پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنے کے لئے اس کا استعمال نہ

کرتا اور انہیں بے ہوشی کی حالت میں ہی گولیاں مار دیتا اور ان کی لاشوں کے ٹکڑے کر کے انہیں اسی ریگستان میں دفن کر دیتا“۔ کرنل سنگرام نے کہا۔

”جو ہونا تھا ہو گیا۔ اب مشین آف ہو چکی ہے۔ اس لئے اب آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کوفورٹ کا علاقہ بھی جلد ہی ارمل پوزیشن پر آ جائے گا۔ اگر کرومنات لائٹ مسلسل آن رہتی تو یہ علاقہ زمین کی گہرائی تک جل کر راکھ بن جاتا لیکن ایسا نہیں ہوا ہے۔ زمین اور پہاڑیوں کی صرف بالائی سطح متاثر ہوئی ہے جو جل کر راکھ بنی ہوئی ہے۔ جس روز یہاں کوئی طوفان آیا تو سارے لاقے کی راکھ ہوا میں اُڑ جائے گی اور یہ علاقہ پہلے جیسا دکھائی ینے لگے گا“...... عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

”کیا اس علاقے میں آنے والے افراد تابکاری کے اثرات ے متاثر نہیں ہوں گے“...... کرنل سنگرام نے پوچھا۔

”نہیں۔ اس مشین کی یہی تو خاصیت ہے۔ تابکاری کے اثرات ب تک کارگر رہتے ہیں جب تک لائٹ آن رہے جیسے ہی لائٹ ف ہوتی ہے تابکاری کو بھی اپنے ساتھ سمیٹ لیتی ہے۔ اب اس قے میں کوئی خطرہ نہیں ہے“...... عمران نے جواب دیا تو کرنل رام کے منہ سے ایسی آواز نکلی جیسے سٹیم انجن چلتا ہے۔ اس نے پرسکون کا سانس لیا تھا۔

”میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ اب آپ کی باری

ہے''...... عمران نے کرنل سنگرام کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں ہاں۔ آپ بے فکر رہیں۔ کرنل سنگرام اپنا وعدہ نہیں توڑتا۔ اگر آپ نے اپنا وعدہ پورا کیا ہے تو میں بھی اپنا وعدہ ضرور پورا کروں گا۔ میں آپ کو ابھی اپنے ہیڈ کوارٹر لے چلتا ہوں۔ آپ وہاں اطمینان سے فائل کا مطالعہ کر لیں۔ اگر فائل کے کوڈز آپ کی سمجھ میں آ گئے تو ٹھیک ہے ورنہ میں آپ کو فائل ڈی کوڈ کرا کے دے دوں گا''...... کرنل سنگرام نے کہا تو عمران کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔

''تو ٹھیک ہے۔ میں ان سب کو رہائش گاہ میں ڈراپ کر دیتا ہوں پھر میں اور آپ ہیڈ کوارٹر کے لئے روانہ ہو جائیں گے''۔ عمران نے کہا۔

''نہیں آپ انہیں بھی ساتھ ہی لے لیں۔ یہ اکیلے کہاں واپس جاتے پھریں گے۔ میرا ہیڈ کوارٹر اسی علاقے میں ہے۔ ہم بس پہنچنے ہی والے ہیں''...... کرنل سنگرام نے سادہ سے لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا لیکن کرنل سنگرام کا چہرہ سپاٹ تھا اس کے چہرے پر کوئی تاثر دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ عمران کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجنا شروع ہو گئی تھی۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے کرنل سنگرام نے اسے پہچان لیا ہو اور عمران بے اختیار یوں منہ چلانے لگا جیسے وہ چیونگم چبا رہا ہو۔

کرنل سنگرام ریگستان میں بنی ہوئی پختہ سڑکوں سے کار دوڑاتا

ہوا دوسرے پہاڑی علاقے میں داخل ہوا اور اس نے کار پہاڑیوں کی طرف جانے والے کچے راستے پر موڑ لی۔ کار ٹیلوں اور پہاڑیوں کے درمیان بنے ہوئے ناہموار راستوں سے گزرتی ہوئی آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ ایک پہاڑی کا گول چکر کاٹتے ہی کرنل سنگرام نے کار سامنے نظر آنے والی پہاڑی کی ایک بڑی چٹان کے سامنے روک دی۔

این ٹی کی کار اس کے پیچھے تھی جیسے ہی کرنل سنگرام نے کار روکی این ٹی نے بھی اپنی کار کو روک لیا۔

''آپ ایک منٹ یہاں رکیں۔ میں ابھی آتا ہوں''...... کرنل سنگرام نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کرنل سنگرام کار کا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور سامنے موجود پہاڑی کی جانب بڑھتا چلا گیا اس نے جیب سے ایک قلم نکالا اور اس کا رخ چٹان کی جانب کر کے قلم کے عقبی حصے پر انگوٹھے سے دباؤ ڈال دیا۔ قلم کے سرے سے سرخ رنگ کی شعاع سی نکل کر چٹان کے ایک حصے پر پڑی۔ دوسرے لمحے تیز گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ چٹان کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر اٹھتی چلی گئی۔ کرنل سنگرام اس وقت تک چٹان پر سرخ شعاع برساتا رہا جب تک چٹان پوری طرح سے اوپر نہ اٹھ گئی۔

چٹان کے دوسری طرف ایک طویل سرنگ دکھائی دے رہی تھی جو بالکل خالی تھی۔ جیسے ہی چٹان کھلی کرنل سنگرام نے سرخ شعاع

والا قلم آف کیا اور اسے جیب میں ڈال کر پلٹا اور تیز تیز چلتا ہوا کار کی طرف واپس آ گیا۔ وہ ایک بار پھر کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

کار کا انجن اسٹارٹ تھا اس نے گیئر لگایا اور پھر وہ کار سیدھی سرنگ میں لیتا چلا گیا۔

''آپ کا ہیڈ کوارٹر اس ویران اور سنسان پہاڑیوں میں ہے''...... عمران نے پروفیسر بھٹناگر کے لہجے میں حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

''ہاں۔ ہیڈ کوارٹر ان پہاڑیوں میں ہونے کی وجہ سے تو یہ پوری دنیا سے چھپا ہوا ہے''...... کرنل سنگرام نے اثبات میں سر ہلا کر کہا تو عمران نے بھی جواباً اثبات میں سر ہلا دیا۔ کرنل سنگرام کار لے کر سرنگ میں داخل ہوا تو این ٹی بھی کار اس کے پیچھے سرنگ میں لے آیا۔ جیسے ہی اس کی کار سرنگ میں داخل ہوئی اس کے پیچھے کھلی ہوئی چٹان آہستہ آہستہ بند ہوتی چلی گئی۔

چٹان کے بند ہوتے ہی سرنگ میں اندھیرا ہو گیا تھا۔ کرنل سنگرام نے سرنگ میں راستہ دیکھنے کے لئے کار کی ہیڈ لائٹس آن کر لی تھیں۔ سرنگ خاصی کشادہ تھی اور انسانی ہاتھوں کی ہی بنائی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ سرنگ میں جگہ جگہ موڑ تھے۔ کرنل سنگرام کار مخصوص رفتار سے آگے بڑھ رہا تھا۔

تقریباً دس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد سرنگ کا اختتام ہو گیا۔

اب ان کے سامنے ایک ٹھوس دیوار تھی جو سپاٹ تھی۔ کرنل سنگرام نے اس بار کار سے اترے بغیر جیب سے وہی قلم نکالا جس کی سرخ شعاع سے اس نے بیرونی چٹان اوپر اٹھائی تھی۔ اس نے قلم کا رخ سامنے دیوار کی طرف کیا اور پھر اس نے قلم کا پچھلا حصہ انگوٹھے سے پریس کرنا شروع کر دیا۔

قلم سے سرخ رنگ کی شعاع نکل کر دیوار سے ٹکرائی۔ اسی لمحے دیوار کا رنگ سرخ ہوا اور دوسرے لمحے تیز گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ دیوار دو حصوں میں تقسیم ہو کر دائیں بائیں کھلتی چلی گئی۔ دیوار کے دوسری طرف ایک بڑا ہال دکھائی دے رہا تھا جہاں بے شمار جنرل اور آرمڈ گاڑیاں موجود تھی۔ وہاں بے شمار افراد دکھائی دے رہے تھے جو زرد رنگ کی یونیفارمز میں کام کر رہے تھے۔ ان میں سے کچھ لوگ گاڑیوں کی مرمت پر مامور تھے اور کچھ ضروری سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر رہے تھے۔

کرنل سنگرام نے کار دائیں طرف لے جا کر ایک دیوار کے پاس روک دی۔ وہاں ایسی ہی دو کاریں اور کھڑی تھیں۔ اسی لمحے کرنل سنگرام کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''ایک منٹ پروفیسر صاحب میں کال سن لوں''...... کرنل سنگرام نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''یس۔ کرنل سنگرام ہیئر''...... کرنل سنگرام نے جیب سے سیل فون نکال کر اس کا ڈسپلے دیکھتے ہوئے سیل فون اپنے کان سے

لگاتے ہوئے کہا۔

"چیف۔ میں ویژن روم کا انچارج بول رہا ہوں۔ مجھے آپ سے ایک اہم بات کرنی ہے۔ آپ مہربانی فرما کر ان سب سے کچھ دور آ جائیں"...... دوسری طرف سے ہیڈ کوارٹر کے مانیٹرنگ روم کے انچارج کی پریشانی سے بھرپور آواز سنائی دی۔ اس کی بات سن کر کرنل سنگرام کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات نمودار ہو گئے لیکن وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا پروفیسر بھٹناگر سے کافی فاصلے پر آ گیا۔ کچھ دیر وہ فون پر بات کرتا رہا۔ عمران اس کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا لیکن کرنل سنگرام کا چہرہ سپاٹ تھا جس سے عمران کو یہ اندازہ لگانا مشکل ہو رہا تھا کہ وہ کس سے اور کیا بات کر رہا ہے۔

کچھ دیر کرنل سنگرام فون پر باتیں کرتا رہا پھر اس نے فون بند کر کے جیب میں رکھا اور تیز تیز چلتا ہوا واپس ان کی طرف آ گیا۔

"آئیں پروفیسر صاحب"...... کرنل سنگرام نے کار روک کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور کار سے باہر نکل گیا۔ عمران نے عقبی شیشے سے جولیا اور صفدر کی جانب دیکھا اور پھر انہیں مخصوص انداز میں اشارہ کرتا ہوا کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

صفدر اور جولیا بھی کار سے باہر آ گئے۔ این ٹی نے کار دائیں طرف لا کر روک دی تھی۔ عمران نے انہیں بھی باہر آنے کا اشارہ کیا تو وہ سب بھی کار سے باہر آ گئے۔ جیسے ہی وہ سب کار سے

باہر نکلے اسی لمحے اچانک دائیں بائیں کاروں کے پیچھے سے چند خفیہ دروازے کھلے اور ان دروازوں سے زرد وردیوں میں ملبوس بے شمار مسلح افراد نکل کر بھاگتے ہوئے ان کے قریب آ گئے اور انہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنے نرغے میں لے لیا۔ مسلح افراد کو دیکھ کر کرنل سنگرام تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ آگے جا کر وہ پلٹا اور پھر وہ انتہائی مکارانہ انداز میں مسکراتا ہوا ان کی جانب دیکھنے لگا۔

"یہ سب کیا ہے کرنل سنگرام"...... عمران نے مسلح افراد کو اپنے چاروں طرف دیکھ کر پروفیسر بھٹناگر کے انداز میں بڑے غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

"تم سب کا شایان شان استقبال"...... کرنل سنگرام نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر انتہائی سفاکی کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے اور وہ عمران کی جانب انتہائی تضحیک آمیز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"یہ کیسا استقبال ہے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"ابھی بتاتا ہوں۔ ان سب کو زیرو روم میں لے چلو"...... کرنل سنگرام نے پہلے عمران سے اور پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو اس کے ساتھی مشین گنیں لے کر ان کے نزدیک آ گئے۔ جیسے ہی وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے نزدیک آئے عمران اور اس کے ساتھی اچھلے اور پوری قوت سے مسلح افراد سے ٹکرا گئے۔

عمران انہیں حملے کا اشارہ کر چکا تھا۔

جیسے ہی وہ مسلح افراد سے ٹکرائے وہ سب انہیں لئے فرش پر گرتے چلے گئے۔ یہ دیکھ کر کرنل سنگرام اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں نے گرتے ہی اپنے ساتھ گرے ہوئے مسلح افراد کی مشین گنیں اٹھائیں اور تیزی سے کروٹیں بدلتے ہوئے ان سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ انہیں اس طرح گنیں اٹھاتے دیکھ کر مسلح افراد بوکھلا گئے۔

''فائر''...... کرنل سنگرام نے بھی انہیں مشین گنیں اٹھاتے دیکھ کر بری طرح سے چیختے ہوئے کہا تو اس کے ان ساتھیوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں پر فائرنگ کرنا شروع کر دی جن کے پاس مشین گنیں موجود تھیں۔ عمران اور اس کے ساتھی جو تیزی سے کروٹیں بدل رہے تھے گولیاں ان کے اوپر سے گزرتی چلی گئی۔

عمران نے فوراً اپنا جسم گھمایا اور پھر اس کی مشین گن سے شعلے سے نکلے اور کرنل سنگرام کے قریب کھڑے چار مسلح افراد بری طرح سے چیختے ہوئے گرتے چلے گئے۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے بھی خود کو سنبھالا اور پھر انہوں نے لیٹے لیٹے مسلح افراد پر فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ گولیوں کی تڑتڑاہٹوں اور انسانی چیخوں سے ماحول بری طرح سے گونج رہا تھا۔ انہیں گولیاں چلاتے دیکھ کر وہاں موجود دوسرے افراد بھی ادھر ادھر بھاگنا شروع ہو گئے اور انہوں نے گاڑیوں کے اندر اور گاڑیوں کے نیچے چھپائی ہوئی مشین گنیں

نکالیں اور اپنی پوزیشنیں سنبھالنے کے لئے ادھر ادھر بھاگنے لگے۔

''ان سب کو ہلاک کر دو۔ ان میں سے کوئی ایک بھی بچ کر نہ جائے''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے دائیں طرف دو مسلح افراد پر فائرنگ کی جو فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے اسی کی جانب آ رہے تھے۔ گولیاں لگتے ہی وہ دونوں شخص چیختے ہوئے اور لٹو کی طرح گھومتے ہوئے گرے اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔

عمران فوراً اٹھا اور سامنے موجود مسلح افراد کی جانب فائرنگ کرتا ہوا کرنل سنگرام کی طرف بھاگا جو صورتحال بدلتے دیکھ کر تیزی سے مڑ کر ایک راہداری میں بھاگا جا رہا تھا۔

''رک جاؤ کرنل سنگرام ورنہ گولی مار دوں گا''...... عمران نے چیخ کر کہا۔ کرنل سنگرام نے بھاگتے ہوئے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا مگر رکنے کی بجائے اس نے اپنی رفتار اور تیز کر دی۔ اسے رفتار تیز کرتے دیکھ کر عمران نے اس کی ٹانگوں پر فائرنگ کی لیکن کرنل سنگرام تیزی سے اچھلا اور سامنے دیوار کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ گولیاں اس کے پیروں کے نیچے سے نکل گئی تھیں۔ دیوار کی طرف بھاگتے ہوئے اس نے جیب سے قلم نکال کر اس کا پچھلا حصہ پریس کر کے دیوار پر شعاع برسانی شروع کر دی۔ اس کے شعاع برساتے ہی دیوار کے درمیانی حصے میں ایک دروازے جتنا خلاء کھل گیا۔ دروازہ کھلتے دیکھ کر عمران بوکھلا گیا۔ اگر کرنل سنگرام بھاگتا ہوا

دروازے میں گھس جاتا اور دروازہ بند کر لیتا تو عمران اور اس کے ساتھی یہیں پھنس کر رہ جاتے۔ عمران نے ایک بار پھر کرنل سنگرام پر فائرنگ کی لیکن کرنل سنگرام نے اچانک زگ زیگ انداز میں دوڑنا شروع کر دیا تھا۔ وہ زگ زیگ انداز میں دوڑتے ہوئے باقاعدہ چھلانگیں لگا رہا تھا جس کی وجہ سے عمران کو اس پر فائرنگ کرنے میں مشکل پیش آ رہی تھی۔ دوسرا اس کے اردگرد مسلح افراد بھی آ رہے تھے جن سے بچنے کے لئے عمران کو بھی چھلانگیں لگانی پڑ رہی تھیں اور ان پر جوابی فائرنگ کرنی پڑ رہی تھی۔

کرنل سنگرام کو دروازے کے نزدیک جاتے دیکھ کر عمران نے بھی لمبی لمبی چھلانگیں لگانی شروع کر دیں لیکن اس سے پہلے کہ وہ کرنل سنگرام تک پہنچتا کرنل سنگرام نے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور اڑتا ہوا دروازے کی دوسری طرف چلا گیا۔ جیسے ہی وہ دروازے کی دوسری طرف گیا۔ دروازہ خود بخود بند ہوتا چلا گیا اور عمران جو بجلی کی سی تیزی سے بھاگتا ہوا آ رہا تھا بند ہوتے ہوئے دروازے سے آ ٹکرایا اور نیچے گر گیا۔ وہی ہو گیا تھا جس کا خطرہ تھا۔ کرنل سنگرام اس کے ہاتھوں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

نیچے گرتے ہی عمران تیزی سے اٹھا اور اس نے اپنی طرف آتے ہوئے مسلح افراد پر فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ اس کے ساتھی بھی جگہیں بدل بدل کر مسلح افراد پر فائرنگ کر رہے تھے۔ اور وہاں ہر طرف لاشوں کے ڈھیر سے لگتے جا رہے تھے۔ عمران اور

اس کے ساتھی ان سے برسرِ پیکار تھے کہ اچانک ہال نما کمرہ تیز روشنی سے جگمگا اٹھا۔ یہ روشنی اس قدر تیز تھی جیسے وہاں سورج نکل آیا ہو۔ تیز روشنی کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ کرنل سنگرام کے ساتھیوں کی آنکھیں بھی بری طرح سے چندھیا گئی تھیں۔ ان سب کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے اچانک ان کی آنکھوں میں تیز مرچیں بھر دی گئی ہوں۔

عمران کو اپنی آنکھوں میں تیز جلن کا احساس ہو رہا تھا اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اچانک اس کے دماغ میں دھماکے ہونے شروع ہو گئے ہوں اس نے سر جھٹک کر دماغ میں چھانے والا اندھیرا دور کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ دوسرے لمحے وہ بری طرح سے لہراتا ہوا وہیں گرتا چلا گیا۔

کرنل سنگرام کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ وہ ایک راہداری میں تیز تیز چلتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ اس کے ساتھ ٹاپ سیکشن کا انچارج میجر ارجن اور دس مسلح افراد تھے۔

کرنل سنگرام کو ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوتے ہی مانیٹرنگ روم کے انچارج نے کال کی تھی اور اسے بتایا تھا کہ وہ جنہیں اپنے ساتھ لایا ہے وہ پروفیسر بھٹناگر اور اس کے ساتھی نہیں ہیں بلکہ وہ سب میک اپ میں ہیں۔ وہ ان سب کو ویژنل کیمروں سے چیک کر رہا تھا۔ کمپیوٹرائزڈ مشین پر ان سب کے چہروں پر میک ہونے کا کاشن تو مل رہا تھا لیکن اسے میک اپ کے پیچھے چھپے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہرے دکھائی نہیں دے رہے تھے لیکن اس کی کمپیوٹرائزڈ مشین میں عمران اور اس کے چند ساتھیوں کے قد کاٹھ کا جو ڈیٹا موجود تھا وہ مشین اس بات کا کاشن دے رہی تھی کہ

یہ افراد عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران ہیں۔ کرنل سنگرام نے جب یہ سب سنا تو اس کا دماغ بھک سے اُڑ گیا تھا۔ اس کے گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ جسے پروفیسر بھٹناگر سمجھ کر اپنے ساتھ لایا ہے وہ عمران اور اس کے ساتھی ہو سکتے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے اس قدر زبردست میک اپ کر رکھے تھے کہ کرنل سنگرام جیسا انسان بھی ان کے میک اپ چیک نہیں کر سکا تھا اور عمران جس نے پروفیسر بھٹناگر کا میک اپ کر رکھا تھا اس کی باتوں سے بھی کرنل سنگرام کو شک نہیں ہوا تھا کہ وہ پروفیسر بھٹناگر نہیں بلکہ عمران ہے۔ جب ویژنل روم کے انچارج نے اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں بتایا تو کرنل سنگرام نے اسے فوری طور پر ہال میں مسلح افراد کی فورس بھیجنے کے احکامات دے دیئے۔ یہی وجہ تھی کہ ہال کے اچانک خفیہ دروازے کھلے تھے اور وہاں سے زرد لباسوں والے بے شمار مسلح افراد نکل آئے تھے جنہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو گھیرنے کی کوشش کی تھی لیکن عمران اور اس کے ساتھی بھی بے حد تیز تھے۔ انہوں نے گرفتاری دینے کی بجائے فورس سے مقابلہ کرنے کو ترجیح دی تھی اور پھر ان کے درمیان زبردست فائٹ ہونا شروع ہو گئی تھی۔ جس سے کرنل سنگرام کو یقین ہو گیا کہ وہ جسے پروفیسر بھٹناگر سمجھ رہا تھا وہ عمران کے سوا کوئی نہیں تھا۔

عمران کو پروفیسر بھٹناگر کے روپ میں دیکھ کر کرنل سنگرام کے

روئنگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ کرنل سنگرام ہال سے نکل کر سیدھا کنٹرول روم میں آیا تھا اور اس نے ہال میں موجود الیکٹران لائٹ فائر کر دی تھی جس سے عمران اور اس کے ساتھیوں سمیت خود اس کے اپنے ساتھی بھی بے ہوش ہو گئے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے پاس چونکہ کرومناٹ لائٹ مشین تھی اس لئے کرنل سنگرام انہیں فوری طور پر ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے اس کے ساتھیوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں سے نہ صرف کرومناٹ لائٹ حاصل کر لی تھی بلکہ انہیں بے ہوشی کی ہی حالت میں اٹھا کر زیرو روم میں ڈال دیا تھا۔

کرنل سنگرام کے حکم پر اس کے ساتھیوں نے بے ہوش عمران اور اس کے ساتھیوں کو رسیوں سے بھی باندھ دیا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی ہیڈ کوارٹر میں تھے اس لئے وہ کوئی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو فوراً ہلاک کر دینا چاہتا تھا لیکن اس سے پہلے وہ پروفیسر بھٹناگر کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا تھا کہ عمران نے پروفیسر بھٹناگر کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اور کیا پروفیسر بھٹناگر زندہ ہے یا عمران نے اسے ہلاک کر دیا ہے۔

اس کے لئے کرنل سنگرام نے میجر ارجن کو فون کیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ عمران جسے اس نے کوفورٹ کے ہارڈ روم میں قید کیا تھا اور وہاں کرومناٹ لائٹ آن کر دی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی اس لائٹ سے ہلاک کیوں نہیں ہوئے تھے اور ہارڈ

روم سے کیسے نکل گئے تھے۔ اس کے لئے کرنل سنگرام نے جب ٹاپ سیکشن کے انچارج میجر ارجن کو فون کیا تو میجر ارجن نے بھی بتایا کہ واقعی عمران اور اس کے ساتھی ہارڈ روم سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ ساتھ ہی اس نے کرنل سنگرام کو یہ بھی بتا دیا کہ اس کے سیکشن نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے نئے ٹھکانے کا پتہ چلا لیا ہے اور اس نے ان کا ٹھکانہ تباہ کر دیا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں لیکن جب کرنل سنگرام نے اسے بتایا کہ عمران زندہ ہے اور اس نے پروفیسر بھٹناگر کا روپ اختیار کر رکھا ہے تو میجر ارجن بھی حیران رہ گیا۔

کرنل سنگرام کے حکم پر میجر ارجن فوراً پروفیسر بھٹناگر کی رہائش گاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ پروفیسر بھٹناگر کی رہائش گاہ میں داخل ہو کر جب اس نے وہاں کی تلاشی لی تھوڑی سی ہی تلاش کے بعد اسے ایک کمرے سے پروفیسر بھٹناگر اور رہائش گاہ کے گارڈز زندہ حالت میں مل گئے۔ جنہیں میجر ارجن نے وہاں سے نکال لیا۔

کرنل سنگرام کو چونکہ کرومناٹ لائٹ مشین مل چکی تھی اور میجر ارجن نے پروفیسر بھٹناگر کو بھی صحیح سلامت تلاش کر لیا تھا اس لئے کرنل سنگرام نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ میجر ارجن چونکہ پروفیسر بھٹناگر کو تلاش کر چکا تھا اس لئے کرنل سنگرام مطمئن ہو گیا تھا اس نے میجر ارجن کو ہیڈ کوارٹر میں بلا لیا تا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ان کے انجام تک پہنچایا جا

سکے۔ کچھ ہی دیر میں میجر ارجن وہاں پہنچ گیا۔ میجر ارجن کے آتے ہی کرنل سنگرام اسے لے کر زیرو روم کی جانب چل پڑا جہاں عمران اور اس کے ساتھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ کرنل سنگرام انہیں اسی حالت میں ختم کرنا چاہتا تھا اور اس نے میجر ارجن سے کہا تھا کہ جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہوں ان کی لاشیں لے جا کر فوری طور پر برقی بھٹیوں میں ڈال دی جائیں تاکہ ان کا نشان بھی باقی نہ رہے۔

کرنل سنگرام، میجر ارجن اور دس مسلح افراد کا گروپ مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے ایک بڑے کمرے کے دروازے پر آ کر رک گئے۔

''کھولو دروازہ''...... کرنل سنگرام نے میجر ارجن سے کہا تو میجر ارجن نے اثبات میں سر ہلایا اور دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ وہ دروازے کے ساتھ دیوار میں لگے ہوئے ایک کنٹرول پینل کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے پینل پر چند نمبر پریس کئے اور پھر ایک سانچے میں اپنا انگوٹھا رکھ دیا۔ جیسے ہی اس نے سانچے میں انگوٹھا رکھا اسی لمحے سرر کی آواز کے ساتھ دروازہ دو حصوں میں تقسیم ہو کر سائیڈ کی دیواروں میں دھنستا چلا گیا۔

دروازہ کھلتے ہی میجر ارجن اور کرنل سنگرام تیز تیز چلتے ہوئے کمرے میں داخل ہو گئے۔

ان کے سامنے زمین پر عمران اور اس کے ساتھی رسیوں سے

بندھے ہوئے پڑے تھے۔ ان کے جسم بے حس و حرکت تھے جس سے پتہ چلتا تھا کہ ابھی تک انہیں ہوش نہیں آیا ہے۔

''اچھا ہوا ہے انہیں ابھی ہوش نہیں آیا ہے۔ اب یہ اسی حالت میں مارے جائیں گے''...... کرنل سنگرام نے کہا۔ اس نے مسلح افراد کو اشارہ کیا تو وہ سب تیزی سے آگے بڑھے اور بے ہوش پڑے عمران اور اس کے ساتھیوں کے گرد پھیلتے چلے گئے اور انہوں نے مشین گنوں کے رخ ان سب کی جانب کر دیئے۔

''اوکے۔ فائر''...... کرنل سنگرام نے کہا تو مسلح افراد کی انگلیاں ٹریگروں پر دبتی چلی گئیں۔

عمران کو ہوش آیا تو اس نے خود کو ایک کمرے میں فرش پر پڑا ہوا پایا۔ وہ ایک بڑے کمرے میں موجود تھا جہاں سامان نام کی کوئی چیز دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

عمران نے ہوش میں آتے ہی بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے احساس ہو گیا کہ وہ رسیوں سے بری طرح سے بندھا ہوا ہے۔ عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اسے فوراً سابقہ واقعات یاد آ گئے تھے۔ اس نے سر گھما کر دائیں بائیں دیکھا اور پھر اپنے ساتھیوں کو دیکھ کر اس کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اسی کی طرح رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔

عمران نے زمین پر اپنا جسم گھما کر کمرے کا جائزہ لیا۔ کمرے میں سوائے ان سب کے اور کوئی نہیں تھا۔ سامنے ایک بڑا سا دروازہ تھا جو بند تھا۔

"ہونہہ۔ تو کرنل سنگرام نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو یہاں لا کر ڈال دیا ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسیاں کھولنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ اس کے ناخنوں میں بلیڈ نہیں تھے اس لئے وہ ہاتھوں کو اس انداز میں حرکت دے رہا تھا کہ اس کے ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسیاں ڈھیلی ہو جائیں اور اس کے ہاتھ آزاد ہو جائیں۔ وہ اسی کوشش میں مصروف تھا کہ اسی لمحے اچانک سامنے دروازے کے اوپر لگا ہوا سبز رنگ کا ایک بلب جل اٹھا اور سرر کی آواز کے ساتھ دروازہ دو حصوں میں تقسیم ہو کر سائیڈ کی دیواروں میں دھنستا چلا گیا۔ جیسے ہی دروازہ کھلا عمران کو وہاں کرنل سنگرام اور بلیک مون کے ٹاپ سیکشن کا انچارج میجر ارجن اور دس مسلح افراد کھڑے دکھائی دیئے۔ انہیں دیکھتے ہی عمران نے آنکھیں بند کر لیں اور یوں ساکت ہو گیا جیسے ابھی تک اسے ہوش نہ آیا ہو۔ کرنل سنگرام اور اس کے ساتھی تیز تیز چلتے ہوئے ان کے قریب آ گئے۔

"اچھا ہوا ہے انہیں ابھی ہوش نہیں آیا ہے۔ اب یہ اسی حالت میں مارے جائیں گے"...... کرنل سنگرام نے کہا پھر اس نے مسلح افراد کو اشارہ کیا تو وہ سب تیزی سے آگے بڑھے اور بے ہوش عمران اور اس کے ساتھیوں کے گرد پھیلتے چلے گئے اور انہوں نے مشین گنوں کے رخ ان سب کی جانب کر دیئے۔ اس کی بات سن

کر عمران کا دل دھڑک اٹھا۔ وہ اور اس کے ساتھی ابھی تک رسیوں میں جکڑے ہوئے تھے اور اس کے ساتھیوں کو تو ابھی تک ہوش بھی نہیں آیا تھا اگر اسی حالت میں ان پر فائرنگ کر دی جاتی تو وہ سب بے موت مارے جاتے۔ مسلح افراد کو اپنے اور اپنے ساتھیوں کے ارد گرد آتے دیکھ کر عمران بے چین سا ہو کر رہ گیا۔ مسلح افراد چونکہ اس کے ساتھیوں کے سروں پر کھڑے ہو گئے تھے اس لئے عمران ان سب کو نہیں بچا سکتا تھا۔ عمران کا دماغ تیزی سے گردش کر رہا تھا۔ عمران کے ہاتھ اس کی پشت کی طرف بندھے ہوئے تھے۔ اسی لمحے عمران کو اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی میں موجود اپنی ایک انگوٹھی کا خیال آیا۔ اس نے انگلیوں کو چھوا تو یہ محسوس کر کے وہ خوش ہو گیا کہ انگوٹھی اس کی انگلی میں ہی تھی۔ انگوٹھی پر زرقون جیسا ایک نگ لگا ہوا تھا۔ عمران پہلو کے بل لیٹا ہوا تھا۔ اس نے ہاتھ فرش کی طرف کرتے ہوئے انگوٹھی کا نگ فرش سے لگا کر اسے پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے نگ پریس کیا تو اچانک نگ روشن ہو گیا۔ عمران نے غیر محسوس انداز میں ایک بار پھر نگ زمین سے لگا کر پریس کیا تو نگ کا رنگ نیلا ہو گیا اور ساتھ ہی عمران کو اپنے انگوٹھی والی انگلی میں وائبریشن ہوتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔ وائبریشن محسوس کرتے ہی عمران کو سکون آ گیا۔

''اوکے۔ فائر''...... اچانک کرنل سنگرام نے چیختے ہوئے کہا تو مسلح افراد کی انگلیاں ٹریگروں پر دبتی چلی گئیں۔ لیکن ٹریگر دبانے

کے باوجود مشین گنوں سے فائرنگ نہیں ہوئی تھی۔ مشین گنوں سے ٹرچ ٹرچ کی آوازیں نکلی تھیں جیسے ان کے میگزین خالی ہوں۔ مسلح گن بردار حیرت سے اپنی گنوں کو دیکھنے لگے اور مشین گنوں کے ٹریگر پریس کرنے لگے۔

''کیا کر رہے ہو نانسنس۔ فائر کرو ان پر''...... کرنل سنگرام نے چیختے ہوئے کہا تو انہوں نے ایک بار پھر عمران اور اس کے ساتھیوں پر فائرنگ کرنے کی کوشش کی لیکن اس بار بھی ان کی مشین گنوں سے فائرنگ نہیں ہوئی تھی۔

''یہ کیا ہو رہا ہے۔ تم سب کی مشین گنیں جام کیوں ہو گئی ہیں۔ فائرنگ کیوں نہیں کر رہے تم ان پر''...... میجر ارجن نے گرجتے ہوئے کہا۔

''ہم ٹریگر دبا رہے ہیں جناب۔ لیکن مشین گنیں نہیں چل رہی ہیں''...... ایک مسلح شخص نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کا جواب سن کر نہ صرف میجر ارجن بلکہ کرنل سنگرام بھی چونک پڑا۔

''گنیں نہیں چل رہی ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ لاؤ ادھر لاؤ گن۔ میں کرتا ہوں ان پر فائر۔ دیکھتا ہوں کہ گن کس طرح سے نہیں چلتی''...... کرنل سنگرام نے غصیلے لہجے میں کہا اور تیز تیز چلتا ہوا ایک مسلح شخص کے پاس آیا اور اس نے جھپٹ کر اس سے گن چھین لی۔ دوسرے لمحے اس نے گن کا رخ عمران کی جانب کیا اور ٹریگر دبا دیا لیکن اس بار بھی گن سے سوائے ٹرچ ٹرچ کے کوئی

آواز نہیں نکلی تھی۔ کرنل سنگرام کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے حیرت لہرائی۔ اس نے گن الٹا پلٹا کر دیکھی اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے مشین گن کا میگزین کھینچ کر باہر نکال لیا۔ میگزین فل لوڈڈ تھا۔

''میگزین تو فل لوڈڈ ہے پھر فائرنگ کیوں نہیں ہو رہی ہے''...... کرنل سنگرام نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''اسی لئے تو میں بھی حیران ہوں جناب۔ ہم میں سے کسی کی بھی گن نہیں چل رہی ہے''...... اس مسلح شخص نے کہا جس سے کرنل سنگرام نے مشین گن چھینی تھی۔

''ہونہہ۔ ایسا کیسے ممکن ہے۔ یہاں تو ایسا کوئی سسٹم موجود نہیں ہے جس سے مشین گنوں کو اس طرح سے جام کیا جا سکے۔ یہ سب ہو کیا رہا ہے''...... کرنل سنگرام نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں دیکھتا ہوں چیف''...... میجر ارجن نے کہا اور اس نے آگے بڑھ کر کرنل سنگرام سے مشین گن لی اور اسے چیک کرنے لگا۔ مشین گن لوڈڈ تھی اور اس کا لاک بھی کھلا ہوا تھا۔ میجر ارجن نے مشین گن چیک کر کے اس سے فائرنگ کرنے کے لئے ٹریگر دبایا لیکن لاحاصل۔ مشین گن چلنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

''پکڑو اسے''...... میجر ارجن نے جبڑے بھینچتے ہوئے مشین گن اپنے ساتھی کو پکڑاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنی بیلٹ میں اڑسا ہوا مشین پسٹل کھینچ کر نکال لیا۔ اس نے مشین پسٹل کا

رخ عمران کی جانب کیا اور ٹریگر دبا دیا لیکن اس کے مشین پسٹل سے بھی فائر نہیں ہوا تو وہ حیران رہ گیا۔

''سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ نہ تو یہاں کوئی مشین گن چل رہی ہے اور نہ میرا مشین پسٹل۔ آخر ایسا ہو کیسے سکتا ہے''...... میجر ارجن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''ان سب کو چیک کرو اور دیکھو کہ ان میں سے کوئی ہوش میں تو نہیں ہے''...... کرنل سنگرام نے غراتے ہوئے کہا تو اس کے ساتھی فوراً عمران اور اس کے ساتھیوں پر جھک گئے۔

''نو سر۔ سب بے ہوش ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی ہوش میں نہیں ہے''...... چیک کرنے کے بعد ان میں سے ایک نے کہا۔

''میجر ارجن''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

''یس چیف''...... میجر ارجن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ انہیں گولیاں مارنے کے بعد ان کی لاشیں لے جا کر برقی بھٹی میں ڈال دینا تاکہ ان کی لاشیں جل کر راکھ بن جائیں اور ان کا نشان تک باقی نہ رہے''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

''یس چیف۔ میں ایسا ہی کروں گا''...... میجر ارجن نے کہا۔

''ایسا ہی کروں گا نہیں بلکہ ایسا ہی کرو۔ اگر یہاں مشین گنیں کام نہیں کر رہی ہیں تو انہیں اسی حالت میں اٹھاؤ اور لے جا کر برقی بھٹیوں میں ڈال دو۔ برقی بھٹیوں میں جب یہ زندہ جلیں گے

تو مرنے کے بعد بھی ان کی روحیں صدیوں تک بلبلاتی رہیں گی''...... کرنل سنگرام نے کہا۔

''اوہ۔ یس چیف۔ یہ زیادہ مناسب رہے گا۔ ان سب کو زیادہ دیر زندہ رکھنے کا رسک لینے سے بہتر ہے کہ انہیں اسی حالت میں اٹھا کر برقی بھٹیوں میں ڈال دیا جائے۔ برقی بھٹیوں میں جاتے ہی ان کے جسم راکھ بن جائیں گے اور واقعی کسی کو ان کی راکھ تک دستیاب نہیں ہو گی''...... میجر ارجن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تو پھر اٹھاؤ انہیں اور لے جاؤ''...... کرنل سنگرام نے کہا تو میجر ارجن نے اپنے ساتھیوں کو عمران اور اس کے ساتھیوں کو اٹھانے کا اشارہ کیا۔ ابھی اس کے ساتھی عمران اور اس کے ساتھیوں کو اٹھانے کے لئے ان پر جھکے ہی تھے کہ اچانک انہوں نے عمران کا جسم پلٹتے اور پھر اچانک ہی ایک جھماکا ہوتے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب بری طرح سے چیختے ہوئے اور اچھل اچھل کو پیچھے جا گرے جیسے کسی دیو نے انہیں اٹھا کر پیچھے پھینک دیا ہو۔ تیز روشنی کی چمک کی وجہ سے میجر ارجن اور کرنل سنگرام کے منہ سے بھی چیخیں نکل گئی تھیں۔ انہیں یوں محسوس ہوا تھا جیسے اچانک کسی نے ان کی آنکھوں میں تیز مرچیں سی جھونک دی ہوں۔ وہ دونوں لہراتے ہوئے گرے اور بے ہوش ہو گئے۔

عمران نے ایک مرتبہ پھر انگوٹھی کے نگینے کو فرش سے لگا کر پریس کیا تھا اور پھر اپنا جسم پلٹا کر انگوٹھی والے ہاتھ کا رخ ان کی

جانب کر دیا تھا۔ نگ سے تیز روشنی کی چمک سی پیدا ہوئی تھی اور اسی روشنی کی وجہ سے ان کے گرد کھڑے مسلح افراد چیختے ہوئے اچھل اچھل کر دور جا گرے تھے اور بے حس و حرکت ہو گئے تھے۔ کرنل سنگرام اور میجر ارجن بھی گر کر بے ہوش ہو گئے تھے۔ اس بار عمران نے انگوٹھی کے نگینے کو زمین سے پریس کرتے ہوئے اپنی آنکھیں مضبوطی سے بند کر لی تھیں تا کہ اس کی آنکھوں میں چمک نہ جا سکے۔ جیسے ہی اس نے ان سب کے گرنے کی آوازیں سنیں اس نے فوراً آنکھیں کھول دیں اور پھر ان سب کو بے ہوش پڑے دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ یہ انگوٹھی عمران کی ذاتی ایجاد تھی۔ انگوٹھی پر چونکہ عام سا نگینہ جڑا ہوا تھا اس لئے کرنل سنگرام نے شاید اس انگوٹھی کو عمران کی انگلی سے نہیں اتارا تھا اور اب یہی انگوٹھی عمران کے کام آ گئی تھی۔ اس نے ریسٹ واچ کی طرح اس انگوٹھی میں بھی مخصوص چپ سسٹم لگا رکھا تھا جس سے گنوں اور میزائل لانچر کو بھی جام کیا جا سکتا تھا اس کے علاوہ اس انگوٹھی کے نگینے میں ایسا فلیش لائٹ سسٹم فٹ تھا جس کی روشنی سے کوئی بھی انسان فوری طور پر بے ہوش ہو سکتا تھا۔ اس روشنی کے بس کسی بھی جاندار کی آنکھوں میں جانے کی دیر تھی پھر وہ لاکھ کوشش کر لیتا بے ہوش ہونے سے نہیں بچ سکتا تھا۔ اگر عمران کو انگلی میں یہ انگوٹھی موجود نہ ہوتی تو اس بار وہ اور اس کے ساتھی کرنل سنگرام اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں یقینی موت کا شکار بن جاتے کیونکہ

کوفورٹ کے ہارڈ روم میں ڈالنے سے پہلے عمران اور اس کے ساتھیوں کی تلاشی لے کر ان کے لباس سے تمام چیزوں کے ساتھ ان کی ریسٹ واچز بھی اتار لی گئی تھیں۔ صرف یہی انگوٹھی تھی جو بدستور اس کے ہاتھ کی انگلی میں موجود تھی۔ عمران نے آنکھیں کھولتے ہی تیزی مخصوص انداز میں ہاتھوں کو ہلانا جلانا شروع کر دیا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ اپنے ہاتھوں کی رسیاں ڈھیلی کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ جیسے ہی اس کے ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسیاں ڈھیلی ہوئیں اس نے رسیوں سے ہاتھ کھینچ کر باہر نکال لئے۔ ہاتھ آزاد ہوتے ہی اس نے فوراً اپنے جسم اور ٹانگوں پر لپٹی ہوئی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔ رسیوں سے آزاد ہوتے ہی وہ فوراً اچھل کر کھڑا ہو گیا اور تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا جو ابھی تک کھلا ہوا تھا۔

دروازے کے پاس آ کر عمران نے احتیاط سے سر باہر نکال کر جھانکا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔ عمران نے فوراً پیچھے ہٹ کر دیوار پر لگے ہوئے پینل کا ایک بٹن پریس کیا تو دروازہ جس طرح سرر کی آواز کے ساتھ کھلا تھا اسی طرح سے خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔

دروازہ بند کر کے عمران پلٹا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا۔ اس نے یکے بعد دیگرے اپنے ساتھیوں کے ناک اور منہ پر ہاتھ رکھا اور انہیں ہوش میں لے آیا۔ خود کو بند کمرے میں پا کر اور اپنے اردگرد دس مسلح افراد کے ساتھ کرنل سنگرام اور میجر ارجن کو

بے ہوش پڑے دیکھ کر وہ سب حیران ہو رہے تھے۔ عمران نے انہیں جب ساری تفصیل بتائی تو وہ سب خاموش ہو گئے۔

"تم سب دوسری طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ مجھے کرنل سنگرام کا لباس اتار کر پہننا ہے"...... عمران نے کہا تو وہ سب دوسری طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ عمران نے اپنے لباس کے ایک خفیہ خانے سے ایک جھلی جیسا ماسک نکالا اور اسے اپنے چہرے پر چڑھا کر مخصوص انداز میں تھپتھپانا شروع ہو گیا۔ چند ہی لمحوں میں اس کے خد و خال بدلتے چلے گئے اور اس کا چہرہ کرنل سنگرام جیسا بنتا چلا گیا۔ جب عمران کا میک اپ ایڈجسٹ ہو گیا تو اس نے کرنل سنگرام کا لباس اتار کر پہنا اور اسے اپنا لباس پہنا دیا۔

"این ٹی تمہارا قد کاٹھ میجر ارجن جیسا ہے۔ تم اس کا لباس اتار کر پہنو پھر میں تمہارے چہرے پر اس کا میک اپ کر دوں گا"...... عمران نے کہا تو این ٹی نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ میجر ارجن کا لباس اتار کر پہننے لگا۔ جب اس نے میجر ارجن کا لباس پہن لیا اور اسے اپنا لباس پہنا دیا تو عمران نے جیب سے ایک اور ماسک نکالا اور این ٹی کے چہرے پر لگا کر ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے تھپتھپانے لگا۔ کچھ ہی دیر میں این ٹی ہو بہو میجر ارجن جیسا بن چکا تھا۔

"اب ٹھیک ہے۔ تم سب یہیں رکو۔ میں اور این ٹی باہر جاتے ہیں اور کرنل سنگرام کے آفس سے پراجیکٹ ون ٹو تھری کی فائل

ڈھونڈ کر لاتے ہیں۔ اگر میں نے کرنل سنگرام سے اس فائل کے بارے میں پوچھا تو یہ جان دینا پسند کرے گا لیکن فائل کے بارے میں کچھ نہیں بتائے گا۔ اس لئے فائل مجھے خود ہی جا کر تلاش کرنی پڑے گی''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر عمران اور این ٹی دروازہ کھول کر وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ اندر سے چونکہ آسانی سے دروازہ کھولا جا سکتا تھا اس لئے اس پینل پر کوئی کوڈ نمبر اور تھمب کا سانچہ نہیں تھا۔ عمران اور این ٹی آدھے گھنٹے کے بعد واپس آ گئے تو ان کے چہروں پر مسرت کے تاثرات موجود تھے۔ اس کے ہاتھ میں کرومناٹ لائٹ والی مشین بھی تھی جسے وہ اپنے ساتھ ہی لے آیا تھا تاکہ فائل کے ساتھ وہ اس مشین کو بھی پاکیشیا ساتھ لے جا سکے۔

''کیا ہوا۔ مل گئی فائل''...... جولیا نے اسے واپس آتے دیکھ کر پوچھا۔

''ہاں۔ فائل اس کے آفس کی میز کی ایک خفیہ دراز میں تھی۔ جسے ڈھونڈنے میں مجھے تھوڑا سا وقت تو لگا تھا لیکن بہرحال فائل مجھے مل گئی ہے۔ اب فائل میرے پاس ہے اور میں یہ مشین بھی لے آیا ہوں۔ اب یہ ہماری ملکیت ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''ہمارا کام ہو گیا ہے اب ہمارا یہاں رکنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے اور عمران صاحب نے ہیڈ کوارٹر کے ویپن ہاؤس سے بہت سے ٹائم بم نکال کر ہیڈ کوارٹر کے مختلف حصوں میں لگا دیئے ہیں۔ ٹھیک ایک گھنٹے کے بعد یہاں زور دار دھماکے ہوں گے اور اس ہیڈ کوارٹر کے پرخچے اُڑ جائیں گے''...... این ٹی نے کہا۔

''ان کا کیا کرنا ہے''...... تنویر نے کرنل سنگرام اور میجر ارجن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''پڑا رہنے دو انہیں یہیں۔ میں نے انہیں بلاکم لائٹ سے بے ہوش کیا ہے۔ انہیں اگلے چوبیس گھنٹوں تک ہوش نہیں آئے گا چاہے انہیں ہوش میں لانے کے لئے دنیا بھر کے اینٹی کیوں نہ لگا دیئے جائیں۔ جب ہیڈ کوارٹر تباہ ہو گا تو اس کے ساتھ یہ سب بھی ختم ہو جائیں گے''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ باہر نکلتے ہوئے عمران نے زیرو روم کا دروازہ بند کر دیا تھا۔

عمران چونکہ کرنل سنگرام کے روپ میں تھا اور این ٹی میجر ارجن کے روپ میں اس لئے انہیں بھلا ہیڈ کوارٹر سے نکلنے سے کون روک سکتا تھا۔ وہ انہی کاروں میں سوار ہو کر سرنگ سے نکلتے ہوئے باہر آ گئے جن میں کرنل سنگرام انہیں یہاں لایا تھا۔

عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر وہ وہ دونوں لفافے نکالے جو اسے کرنل سنگرام نے پروفیسر بھٹناگر سمجھ کر دیئے تھے۔ اس نے

ایک لفافہ این ٹی کی جانب بڑھا دیا۔

''یہ کیا ہے''...... این ٹی نے حیران ہو کر پوچھا۔

''کرنل سنگرام اور میری طرف سے تمہارے لئے ایک تحفہ ہے''...... عمران نے کہا تو این ٹی نے لفافہ کھول کر اس میں موجود چیک نکال لیا۔ چیک پر اتنی بڑی رقم دیکھ کر این ٹی کی آنکھیں پھیل گئیں۔

''ارے باپ رے۔ اتنا بڑا چیک۔ میں اتنی بڑی رقم کا کیا کروں گا''...... این ٹی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''اس چیک کی مجھے بھی اشد ضرورت ہے۔ اور کچھ نہیں تو اس چیک کو کیش کرا کر میں اپنے باورچی جناب آغا سلیمان پاشا کا ادھار چکا سکتا ہوں لیکن مجھ سے زیادہ اس چیک کی تمہیں ضرورت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس رقم سے تم اپنی تنظیم کو اور زیادہ مستحکم اور منظم کرو تا کہ تم اور تمہارے ساتھی ہیون ویلی کے مسلمانوں کے لئے زیادہ سے زیادہ اور بہتر طریقے سے کام کر سکو''...... عمران نے کہا۔

''اور دوسرے لفافے میں کیا ہے''...... جولیا نے عمران کے ہاتھ میں موجود دوسرے لفافے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس میں ایک لگژری ہوٹل کے کمرے کی ریزرویشن ہے جو کرنل سنگرام نے حسن پرست پروفیسر بھٹناگر کے لئے کرائی تھی۔ وہاں اس نے پروفیسر بھٹناگر کی خدمت کرنے کے لئے چند رنگین تتلیوں کا بھی بندوبست کر رکھا ہے۔ اس نے یہ لفافہ چونکہ مجھے دیا

تھا اس لئے میں سوچ رہا ہوں کہ میں کچھ روز یہاں رک جاؤں اور اس ہوٹل میں قیام کر کے رنگین تتلیوں سے اپنی خدمت کرا لو۔ مم مم۔ میرا مطلب ہے کہ میں ان سے اپنے میلے کپڑے دھلوا لوں گا اور ان سے اپنے سر پر تیل کی مالش کرا لوں گا اور میں نے کیا کرانا ہے ان سے''...... عمران نے کہا اور پھر جولیا کو اپنی طرف تیز نظروں سے گھورتے دیکھ کر اس نے فوراً بات بدل کر گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ عمران کی گھبراہٹ دیکھ کر وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے کیونکہ عمران نے یوں ڈرا ہوا منہ بنا لیا تھا جیسے اسے خوف ہو کہ اس نے کوئی اور بات کی تو جولیا اپنے پیر سے سینڈل نکال کر اس کے سر پر ہی مار دے گی۔

ختم شد

عمران سیریز میں ماورائی دنیا پر لکھا گیا اپنے طرز کا انوکھا اور خوفناک شاہکار

ماورائی نمبر

مکمل ناول

موت کا سایہ

مصنف
ظہیر احمد

کٹانگا دیوی ــ جس نے جولیا کے سائے پر قبضہ کر لیا تھا۔ کب اور کیسے؟

کٹانگا دیوی ــ جو جولیا کا جسم حاصل کرنا چاہتی تھی تاکہ وہ نئی زندگی حاصل کر سکے۔ کیوں ـــ؟

جولیا ــ جس کے سامنے آدھی رات کے وقت کٹانگا دیوی اس کے سائے کے روپ میں نمودار ہوئی اور ـــ؟

جولیا ــ جس سے اس کا جسم حاصل کرنے کے لئے کٹانگا دیوی نے ساحرانہ حربے استعمال کئے۔ مگر ـــ؟

کٹانگا دیوی ــ جو جولیا کے ساتھ عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی ہلاک کر دینا چاہتی تھی۔ کیوں ـــ؟

جوزف ــ جو عمران کو کٹانگا دیوی کے زندہ ہونے کے بارے میں بتانا چاہتا تھا۔ مگر ـــ؟

سرداور ــ جن کا طیارہ اپنے روٹ سے ہٹ کر افریقہ کے گھنے جنگلوں میں جا گرا تھا۔ کیسے اور کیوں ـــ؟

سرداور ــ جن کے ساتھ آران اور کافرستان کے سائنس دان بھی تھے۔ ان سب کو جنگل کے وحشی قبیلے نے پکڑ کر قید کر لیا۔ کیوں ـــ؟

شگارا ــ ایک بوڑھا پجاری جو کٹانگا دیوی کی طرح عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دینا چاہتا تھا۔ کیوں ـــ؟

بھوپت ــ پجاری شگارا کی ایک شیطانی ذریت جو عمران اور اس کے ساتھیوں کو یقینی طور پر ہلاک کر سکتی تھی۔

بھوپت ــ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے ایک شیطانی اور رذیل وار کیا۔ اور پھر ـــ؟

عمران ــ جسے اس کے ساتھیوں سمیت ایک شیطانی کنویں میں بے ہوش کر کے پھینک دیا گیا۔ کیوں ـــ؟

جولیا ــ جسے کٹانگا دیوی کا سایہ جوزف کے سامنے اٹھا کر لے جا رہا تھا اور جوزف بے بسی کے عالم میں سوائے ہاتھ ملنے کے کچھ نہ کر سکا۔ کیوں ـ؟

ــ جوزف اور جوانا ــ

جنہوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو شیطانی کنویں سے نکالنے کے لئے انتہائی جان لیوا جدوجہد کی۔ کیا وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو شیطانی کنویں سے نکالنے میں کامیاب ہو گئے۔ یا؟

وہ لمحہ ــ جب عمران اور اس کے ساتھیوں پر افریقہ کے جنگلوں میں خونخوار اور انتہائی طاقتور گوریلوں کی فوج نے ہر طرف سے حملہ کر دیا۔ اور پھر ـ؟

وہ لمحہ ــ جب کٹانگا دیوی نے جولیا کو ایک غار میں قید کر کے زنجیروں میں

جگر کراس پر ہزاروں زہریلے بچھو چھوڑ دیئے۔

تھی۔

گریٹ سرکل جس کے حفاظتی انتظامات دیکھ کر کافرستانی پرائم منسٹر بھی شاگل کی تعریف کرنے پر مجبور ہوگیا۔

عمران اور اس کے ساتھی جو جزیرہ کالینڈ کے گریٹ سرکل تک پہنچنے کی کوشش کر رہے تھے مگر ——؟

وہ لمحہ جب عمران اور جولیا پر کافرستان داخل ہوتے ہی شاگل نے پے در پے خوفناک حملے کرانے شروع کر دیئے۔

وہ لمحہ جب کیپٹن شکیل، صفدر اور تنویر پر بھی کافرستانی سیکرٹ سروس کی فورس موت بن کر جھپٹ پڑی۔

گریٹ سرکل جس میں داخل ہونے کے لئے عمران نے ایک نیا انداز اور نیا روپ اختیار کیا۔ وہ انداز اور روپ کیا تھا۔ ایک حیرت انگیز اور ناقابلِ یقین سچویشن۔

وہ لمحہ جب بلیک ٹائیگر جیسے طاقتور انسان نے اپنی جان بچانے کے لئے عمران کو اپنے ہاتھوں سے ہاٹ گن اور اس کا فارمولا لا کر دے دیا۔

کیوں۔ کیا وہ اصلی گن اور اصلی فارمولا تھا۔ یا ——؟

ایکشن کے شیدائیوں کے لئے ایک انوکھا اور عمران سیریز میں لکھا گیا ایک منفرد شاہکار ناول جسے پڑھ کر آپ عش عش کر اٹھیں گے۔

علی عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کا نان اسٹاپ ایکشن اور فل ایڈونچر شاہکار

ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل گولڈن جوبلی نمبر

گولڈن کرسٹل

مکمل ناول

مصنف ظہیر احمد

گولڈن کرسٹل —— ایک ایسا کرسٹل جو سورج کی طرح سنہرا اور روشن تھا اور جو سورج سے نکل کر زمین پر آ گرا تھا۔

گولڈن کرسٹل —— جو صحرائے اعظم میں گرا تھا۔ مگر کہاں ——؟

گولڈن کرسٹل —— جسے صحرائے اعظم میں گرتے ہوئے صرف اسرائیل میں ہی دیکھا گیا تھا۔

گولڈن کرسٹل —— جسے حاصل کرنے کے لئے اسرائیل نے جی پی فائیو اور ریڈ آرمی کو صحرائے اعظم میں بھیج دیا۔

شمسی طوفان —— جس نے پوری دنیا پر موت کی دہشت طاری کر دی تھی۔

شمسی طوفان —— جس نے ایک ملک پر قیامت ڈھا دی اور لاکھوں انسان زندہ جل کر راکھ بن گئے۔

عمران —— جو ایک چھوٹے سائز کا گولڈن کرسٹل حاصل کرنے کے لئے پرنس آف ڈھمپ کا روپ دھار کر گرین ہاؤس پہنچ گیا۔

پرنس آف ڈھمپ —— جس نے اس بار اپنا سیکرٹری تنویر کو بنایا تھا۔ کیوں؟

گرین ہاؤس —— جہاں ایک ہتھنی جیسی موٹی پرنسز موجود تھی اور گرین کوئین نے عمران کو گولڈن کرسٹل کے عیوض اپنی موٹی بیٹی سے شادی کرنے کی شرط رکھ دی۔ ایک قہقہہ بار سچوئیشن۔

زیرو لینڈ کے ایجنٹ —— جو گرین ہاؤس میں پہلے سے ہی موجود تھے۔ کیوں؟

تھریسیا اور بلیک جیک —— جنہوں نے گرین ہاؤس میں موت کا بازار گرم کر دیا۔ کیا انہوں نے وہاں موجود عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی ہلاک کر دیا تھا۔ یا ——؟

بلیک جیک —— جسے زیرو لینڈ کے سپریم کمانڈر نے وائس کنٹرولڈ کر دیا تھا اور وہ وائس کنٹرولر عمران کے ہاتھ لگ گیا۔ پھر کیا ہوا ——؟

کرنل فریدی —— جو ایک ایسے مجرم کی تلاش میں تھا جس کے پاس گولڈن کرسٹل کا ایک اور ٹکڑا تھا۔ کیا کرنل فریدی اس مجرم تک پہنچ کر اس سے گولڈن کرسٹل حاصل کر سکا۔ یا ——؟

میجر پرمود —— جسے کرنل ڈی نے صحرائے اعظم میں گرنے والے گولڈن کرسٹل کے حصول کا ٹاسک دے دیا۔ کرنل ڈی کو صحرائے اعظم میں گرنے والے گولڈن کرسٹل کا کیسے پتہ چلا تھا ——؟

صحرائے اعظم —— دنیا کا طویل ترین اور گرم ترین صحرا جو افریقہ میں واقع تھا اور جہاں ہر طرف موت ہی موت تھی۔ بھیانک موت۔

صحرائے اعظم —— جہاں جی پی فائیو اور ریڈ آرمی کے ساتھ ساتھ اسرائیل کے تین خفیہ فوجی ٹھکانے اور میزائل اسٹیشن بھی موجود تھے۔ صحرائے اعظم میں داخل ہونے سے پہلے ہی میجر پرمود اور کرنل فریدی پر ریڈ آرمی اور جی پی فائیو کی فورس موت بن کر جھپٹنا شروع ہو گئی۔

وہ لمحہ —— جب کرنل فریدی اور میجر پرمود گولڈن کرسٹل کے حصول کے لئے صحرائے اعظم پہنچ بھی گئے لیکن عمران بدستور صحرائے اعظم میں گرنے والے گولڈن کرسٹل سے لاعلم تھا۔ کیوں ——؟

بلیک جیک —— جو عمران کے کنٹرول میں تھا مگر اس نے عین آخری لمحات میں عمران کو دھوکہ دے دیا۔ کیسے ——؟

صحرائے اعظم —— جہاں ہر طرف موت کا پہرہ تھا وہاں عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود اور ان کے ساتھیوں کے لئے جینا دوبھر ہو گیا تھا۔

کیا عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود صحرائے اعظم میں گرے ہوئے گولڈن کرسٹل تک پہنچ سکے۔ یا ——؟

وہ لمحہ —— جب گولڈن کرسٹل حاصل کرنے کے لئے میجر پرمود، کرنل فریدی اور عمران کے ساتھ ساتھ ان تینوں کے تمام ساتھی ایک دوسرے کے جانی دشمن بن گئے اور ان میں نہ ختم ہونے والی فائٹ کا آغاز ہو گیا۔ ایک ایسی فائٹ جس کا انجام موت تھا۔

وہ لمحہ —— جب اس قدر تگ و دو اور طویل ترین جدوجہد کے بعد بھی زیرو لینڈ کے ایجنٹ عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کی آنکھوں کے سامنے گولڈن کرسٹل لے اُڑے۔ کیا عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود واقعی گولڈن کرسٹل مشن میں ناکام ہو گئے تھے۔ یا ——؟

کرنل فریدی اور میجر پرمود نے ناکامی کا سارا الزام عمران پر عائد کر دیا۔ کیوں؟

عمران —— جو بالآخر کرنل فریدی اور میجر پرمود کو سیلوٹ کرنے پر مجبور ہو گیا؟

علی عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود کے متوالوں کے لئے طویل ترین اور انتہائی جان لیوا ایڈونچر جو اس سے پہلے آپ نے کبھی نہیں پڑھا ہوگا۔ یہ ناول ایک ہی جلد میں شائع ہوگا اس لئے اسے خریدنے کی آج سے ہی تیاری کر لیں۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ **ملتان**

Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

علی عمران اور کرنل فریدی کا زیرو لینڈ کے ایجنٹوں سے ایڈونچرس ٹکراؤ

سلور ایجنٹ

☆ —— سنگ ہی اور تھریسیا، عمران کو اغوا کرنے لگے تو جولیا ان کے سامنے چٹان بن کر کھڑی ہو گئی۔ جولیا اور تھریسیا کے درمیان خونی لڑائی۔ جس میں جولیا کو شکست ہوئی اور سنگ ہی اور تھریسیا، عمران اور جولیا کو اغوا کر کے لے گئے۔

☆ —— عمران اور جولیا غائب تھے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران ان کی تلاش میں سرگرداں تھے لیکن ان کا کہیں نام و نشان نہیں مل رہا تھا۔

☆ —— سلور سٹی۔ ایک ایسا سائنٹیفک سٹی جہاں سے زیرو لینڈ نے پوری دنیا کو کنٹرول کرنا تھا۔ مگر کیسے ——؟

☆ —— عمران، جولیا اور کرنل فریدی کو اغوا کر کے زیرو لینڈ پہنچا دیا گیا تھا؟

☆ —— کرنل فریدی کے تمام ساتھی بے بسی کی تصویر بنے ہوئے تھے اور زیرو لینڈ کے ایجنٹ ان پر گولیوں کی بارش کرنا چاہتے تھے کہ ایک پراسرار شخصیت نے ان کی جان بچا لی۔ وہ پراسرار شخصیت کون تھی ——؟

پراسرار شخصیت، جس نے سلور سٹی میں عمران اور کرنل فریدی کی بھی مدد کی اور کرنل فریدی نے اس شخصیت کو سلور ایجنٹ کا خطاب دے دیا۔ سلور ایجنٹ کون تھا؟

☆ —— وہ بھیانک اور دل لرزا دینے والا منظر جب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو آدم خور جنگلی آگ پر بھوننے لگے ——؟

☆☆ سلورسٹی سے فرار کی تمام کوششوں میں ناکامی اور مایوسی کے بعد عمران اور کرنل فریدی نے زیرولینڈ کا حصہ بننے کا فیصلہ کرلیا ——؟

وحشت وہیبت کے خوفناک لمحات، انتہائی حیرت انگیز واقعات، جنگل ایڈونچر، ایک ایسا ناول جو ہمیشہ یادرکھا جائے گا۔ (تحریر۔ ارشاد العصر جعفری)

عمران سیریز میں قطعی انوکھا اور منفرد انداز کا ناول

مکمل ناول

ہارڈ ٹاسک

☆ جولیا —— پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف جس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے استعفیٰ دے دیا اور ایکریمیا کی سرکاری تنظیم گرین فورس کی ممبر بن گئی۔ کیا ایسا ممکن تھا ——؟

☆ جول کراس —— گرین فورس کا سپر ایجنٹ، جس کا دعویٰ تھا کہ وہ کسی بھی مشن میں ناکام نہیں ہوا ——؟

☆ جول کراس —— جو پاکیشیا میں خاص مشن پر آیا اور جولیا بھی اس کے ساتھ بطور لیڈی ایجنٹ آئی تھی۔

☆ وہ لمحہ —— جب جولیا نے چوہان کو گولی ماردی۔ کیا چوہان ہلاک ہوگیا۔

☆ وہ لمحہ —— جب جولیا نے نعمانی اور صدیقی کی کار کو بلاسٹ کردیا جب وہ دونوں اس میں موجود تھے۔ انتہائی حیرت انگیز سچوئیشن۔

☆ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان جول کراس اور جولیا کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے تھے لیکن انہیں کامیابی نہیں مل رہی تھی۔ کیوں؟

☆ جولیا اور ایکسٹو کے درمیان خوفناک فائٹ۔ پھر کیا ہوا ——؟

☆ عمران اور جول کراس کے درمیان مارشل آرٹ کا خوفناک مظاہرہ۔ کیا عمران جول کراس سے مات کھا گیا ——؟

☆ وہ لمحہ ـــــ جب جول کراس نے دانش منزل میں گھس کر ایکسٹو پر ریز فائر کر دی۔ پھر کیا ہوا ـــــ؟

☆ وہ لمحہ ـــــ جب ایکسٹو نے جول کراس کے سامنے خود کو بے نقاب کر دیا۔ کیا واقعی ایکسٹو نے نقاب اتار دیا۔؟

(تحریر۔ خالد نور)

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address
arsalan.publications@gmail.com

آپ کے خطوط اور ان کے جوابات

السلام علیکم!

محترم قارئین۔ اس ماہ سے آپ کے لئے ناولوں کے آخر میں خطوط اور ان کے جوابات دینے کا سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے تاکہ ناولوں میں زیادہ سے زیادہ قارئین کے خطوط شامل کئے جا سکیں۔ بعض قارئین کو شکایت ہوتی ہے کہ میں ان کے خطوط شائع نہیں کرتا۔ لہٰذا ان دوستوں کی شکایت کا ازالہ اسی صورت میں ممکن تھا کہ پیش لفظ کے محدود صفحات میں جن دوستوں کے خطوط شائع ہونے سے رہ جاتے ہیں ان کے لئے ایسا سلسلہ شروع کیا جائے تاکہ کسی کو شکایت کا موقع نہ مل سکے۔ اسی لئے اس ماہ سے یہ سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے۔ انشاء اللہ آپ جو بھی خط لکھیں گے وہ ناول کے آخر میں آپ کے خطوط اور ان کے جوابات کی زینت ضرور بنے گا۔ اسی طرح قارئین سے جو سوالات کئے جاتے تھے وہ بھی ناولوں کے آخری صفحات میں شائع کیا جائے گا تاکہ جو قارئین جواب دیں ان کے نام اور مکمل پتے بھی شائع کئے جا سکیں۔ امید ہے آپ کو یہ نیا سلسلہ ضرور پسند آئے گا اور آپ مجھے اپنی آراء سے ضرور نوازیں گے کیونکہ آپ کی آراء ہی میرے لئے مشعل راہ ہے۔

محمد زاہد، سنگوٹ روڈ c/4 چوک میر پور آزاد کشمیر پرانی آبادی

تھوتھال سے لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے میرے پہلے ہی خط کا جواب دے کر اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کیا ہے۔ آپ کو رمضان المبارک اور پھر عید الفطر کی ایڈوانس مبارک ہو۔ آپ کے ناول کوڈ کلاک میں آپ کے والدین کے وصال کے بارے میں پڑھا تو بے حد دکھ ہوا۔ آپ نے واقعی پہاڑ جیسا صدمہ اٹھا کر بھی ہمیں مایوس نہیں کیا ہے اور کوڈ کلاک جیسا ناول تخلیق کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ ہم جیسے پڑھنے والوں سے کتنی محبت کرتے ہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ آپ کے ناول چھوٹے ہوں یا بڑے سب پڑھنے میں یکساں لطف آتا ہے۔ پہلے میں آپ کی لکھی ہوئی عمران سیریز نہیں پڑھتا تھا لیکن پھر ادارے کی طرف سے آپ کے دو یا تین ناول مفت پڑھنے کو ملے۔ جب انہیں پڑھا تو پھر مجھے یقین کرنا ہی پڑا کہ اس دور میں بھی اچھا اور معیاری لکھنے والوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ آپ کے ناولوں میں ایسی چاشنی تھی جس کا اپنا ہی مزہ ہے۔ اس دن سے آپ کے لکھے ہوئے تمام ناول باقاعدگی سے پڑھ رہا ہوں۔ جتنا ہمیں سرخ قیامت نے انتظار کرایا ہے اتنا شاید ہی کسی ناول نے کرایا ہو اور جب ملا تو سب گلے شکوے ختم ہو گئے۔ اس قدر شاندار ناول لکھنے پر میری طرف سے اور میرے تمام دوستوں کی طرف سے آپ کو بہت بہت مبارک ہو۔ میں نے ایک ذاتی لائبریری شروع کی ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے کسی ناول میں اس کے بارے میں ضرور لکھیں کہ میری لائبریری میں پڑھنے والوں کے لئے بڑے بڑے مصنفین کے تمام ناول موجود ہیں۔ جنہیں میں مناسب کرایہ پر دیتا ہوں۔ امید ہے میرے علاقے کے دوست میری لائبریری سے ضرور استفادہ حاصل کریں گے۔ میری لائبریری کا نام مظہر کلیم لائبریری ہے۔

جناب محمد زاہد صاحب۔ آپ کا اور آپ کے دوستوں کا میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں جو میرے ناول پڑھتے اور پسند کرتے ہیں۔ آپ نے اپنی لائبریری کے حوالے سے اشتہار شائع کرنے کا کہا تھا۔ عمران سیریز میں کسی بھی اشتہار کے شائع کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے اس لئے میں نے آپ کے لکھے ہوئے الفاظوں میں رد و بدل کر کے آپ کا اشتہار بھی شائع کر دیا ہے جس سے آپ یقیناً مطمئن ہوں گے اور جو دوست آپ کی لائبریری سے ناول کرایہ پر حاصل کرنا چاہیں گے انہیں بھی کسی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا کیونکہ میں نے آپ کی لائبریری کا نام مع ایڈریس کے شائع کرا دیا ہے۔ والدین کی مغفرت کی دعا کرنے کا شکریہ۔ ظاہر ہے یہ پہاڑ جیسا بوجھ ہمیشہ کے لئے دل پر اٹھانا پڑتا ہے جس سے دست برداری نہیں کی جا سکتی ہے اور سوائے مرحومین کی مغفرت اور اعلیٰ درجات کی دعا کے سوا کچھ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ یہ سلسلہ ازل سے چل رہا ہے اور ابد تک جاری رہے گا۔ ہر کسی کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور نجانے اس دنیا میں کتنے لوگ ہیں جو

اپنے پیاروں کو کھو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی مغفرت فرمائے اور انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔ میرا کام لکھنا ہے اور میں اپنے لئے یا ادارے کے لئے نہیں آپ کے لئے لکھتا ہوں اور جب بھی آپ سب دوستوں کا سوچ کر لکھنا شروع کرتا ہوں تو پھر میں یہ بھول جاتا ہوں کہ میں کون ہوں اور کس دنیا میں رہ رہا ہوں۔ میری دنیا میری وہ کہانیاں ہی ہوتی ہیں جن پر میں کام کر رہا ہوتا ہوں۔ جب میں کہانیوں کی دنیا میں جاتا ہوں تو اپنی تمام خوشیوں اور غموں کو پسِ پشت ڈال دیتا ہوں تاکہ آپ کے ذوق کے عین مطابق اور معیاری ناول تخلیق کر سکوں۔ اپنی ان کوششوں میں، میں کہاں تک کامیاب ہوتا ہوں اس کا جواب آپ کو میرے ناول پڑھ کر ہو ہی جاتا ہے۔ آپ نے مجھے عمرو عیار، ٹارزن اور ہرکولیس کے مزید خاص نمبر لکھنے کا بھی مشورہ دیا ہے۔ انشاء اللہ آپ کے اس مشورے پر میں جلد ہی عمل کروں گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے!

اللہ آپ سب کا نگہبان ہو۔ (آمین)

آپ کا مخلص

ظہیر احمد

اس ماہ کا سوال

اس ماہ آپ سے پھر پرانا سوال ہی کیا جا رہا ہے کیونکہ اس سوال کا جواب ایک تو مجھے مطلوبہ تعداد میں موصول نہیں ہوا ہے اور جو جوابات ایس ایم ایس کے ذریعے آئے ہیں وہ پورے پڑھے ہی نہیں جا سکے تھے۔ سوال آسان سا ہے۔ جس کا جواب آپ آسانی سے دے سکتے ہیں۔ یہ سوال آپ سے تنویر نے پوچھا تھا اور وہ اس بات سے ناخوش ہے کہ سوائے ایک دو دوستوں کے کسی نے بھی اس کے سوال کا جواب نہیں دیا ہے۔ اس لئے وہ ایک بار پھر اپنا سوال دوہرا رہا ہے اور امید ہے کہ اس بار آپ اس کے سوال کا بھرپور انداز میں جواب دیں گے۔

قارئین سے تنویر کا سوال

ایک چوکیدار جس کا مالک کسی کام سے ہوائی جہاز کے ذریعے دوسرے شہر کی طرف جانے والا تھا۔ صبح جب وہ گھر سے نکلنے لگا تو چوکیدار اس کے پاس گیا اور اپنے مالک سے کہا کہ اس نے رات کو خواب دیکھا ہے کہ جس طیارے میں وہ سفر کرنے جا رہا ہے وہ طیارہ حادثے کا شکار ہو گیا ہے۔ طیارہ مکمل طور پر تباہ ہو جاتا ہے اور اس میں موجود تمام مسافر مارے جاتے ہیں۔ اس لئے وہ آج اس طیارے میں سفر نہ کرے۔ مالک چوکیدار کی بات مان لیتا ہے اور سفر پر نہیں جاتا۔ پھر اسے خبر ملتی ہے کہ چوکیدار نے جو خواب

دیکھا تھا وہ سچ ثابت ہوا ہے۔ جس طیارے میں اس نے سفر کرنا تھا وہ واقعی حادثے کا شکار ہو کر تباہ ہو گیا ہے اور طیارے کے تمام مسافر ہلاک ہو گئے ہیں۔ مالک نے چوکیدار کو بلایا اور اپنی جان بچنے پر اسے بھاری انعام دیا۔ انعام دینے کے ساتھ ساتھ مالک نے چوکیدار کو نوکری سے بھی نکال دیا۔

اب آپ کو یہ بتانا ہے کہ جس چوکیدار کے خواب دیکھنے کی وجہ سے مالک کی جان بچی تھی اس نے چوکیدار کو نوکری سے کیوں نکالا تھا۔ اس کی ایسی کون سی غلطی تھی جس کی وجہ سے وہ اپنی نوکری سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔ امید ہے آپ جلد سے جلد اس سوال کا جواب دیں گے۔ صحیح جواب دینے والوں کو بذریعہ قرعہ اندازی میرے سابقہ ناولوں کے علاوہ جناب صفدر شاہین، جناب ارشاد العصر جعفری، کے سابقہ ناولوں میں سے ان کی پسند کا ایک ناول انعام میں دیا جائے گا۔ اپنے جواب ایس ایم ایس کی بجائے صرف خطوط لکھ کر دیں جس میں صحیح جواب کے ساتھ آپ کا مکمل نام و پتہ لکھا ہوا ہو تاکہ آپ کو جواب دینے اور انعام بھیجنے میں ہمیں کسی مسئلے کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

ظہیر احمد